



مقاہد ابی حنیفہؒ

تالیف

امام ابی حنیفہؒ شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب مدظلہ

مکتبہ صفدریہ

نور و روشنی کے عالم میں

وَدَلَّتْ كَامِلٌ فِيهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْتَى بِهِ الْحَدِيثُ رِوَايَتُهُ
 قَدْ لَمْ يَكُنْ بِهَيْئَةٍ أَوْ يَحْسَبُ بِهَا لَوْ كُنْ

مقام الی حنیفہ

اللہ تعالیٰ علیہ

جس میں تو کئی کرم میں اس حدیث کو دیکھ کر اس کے طور پر جواب دے کہ ہذا حدیث کی فضیلت کو اس کا کون
 اور اہمیت بیان کی گئی ہے اور فقہاء صحابہ اور اہل کوفہ کی حدیث والی امام فقہ پر سرور علی حدیث کی گئی ہے اور
 حضرت امام ابو حنیفہ کا مستقیم فقہ حدیث اور علم کلام میں مروجی خدایوں سے بنا دیا گیا ہے۔ نیز ان کی ریاست
 ریاست، استقامت اور قناعت بہت پر واضح حوالے پیش کیے گئے ہیں۔ ان پر ہم نیز اہل الزنا کی اطمینان
 اسلام حدیث اور قناعت پر بیعت وغیرہ کے جتنے اصولی اعتراضات قروا و حدیث کیے گئے ہیں ان
 کے اصولی جوابات دیے گئے ہیں اور اس میں حضرت ضیاء کا مقصد، عقائد اور اجتہاد کی غلطیوں میں استکار
 کی گئی ہے نیز ہر ماہ فقہ حنفی کی درجہ کتب و احادیث پر کیے گئے بعض اعتراضات کے دلائل کی طرف بھی
 پیش کیے ہیں اور اس کے علاوہ جو مسائل ضعیف یا اجتہاد پر جمود دیکھنے کے لیے کوئی حدیث یا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

احقر البوالہ احمد محمد سرور انصاری

خطیب جامعہ گورکھ پور مدرسہ دارالعلوم گورکھ پور

ناشر: مکتبہ صفحہ سیدہ شہرہ معلوم نزد گھنٹہ گھر گورکھ پور

مکتبہ حق تعالیٰ مکتبہ محمدیہ گوہر انوار عقد طہریں۔

طبع یازدہم جنوری ۱۳۰۰ء

نام کتب _____ مقام اہل حنیفہ
 مصنف _____ ابو الزاہد حضرت مولانا محمد سرور خان دہلوی
 کتابت _____ محمد اسحاق قادری
 ناشر _____ مکتبہ حق تعالیٰ مکتبہ محمدیہ گوہر انوار
 طبع _____ فائن پرنٹرز لاہور

قیمت _____ - ۱۳۰۱ (ایک سو بیس) روپے

طبع کی جگہ

- مکتبہ حق تعالیٰ مکتبہ محمدیہ گوہر انوار ○
- مکتبہ طہریہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ○
- مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ○
- مکتبہ سید احمد شید اردو بازار لاہور ○
- کتب خانہ شید رہبر بازار راولپنڈی ○
- مکتبہ الخاری جامعہ اسلامیہ اہل حق تعالیٰ ○
- مکتبہ رشید حسن زکریا نیو روڈ منٹگرو ○
- مکتبہ فہائیس کبیر مارکیٹ کی مروت ○
- مکتبہ قاسم شید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی ○
- مکتبہ فادو قیہ حنیفہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوہر انوار ○
- کتب خانہ شاہ جی مارکیٹ منٹگرو ○
- مکتبہ العسلم اردو بازار لاہور ○

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
۵۶	امام شعبیؒ کا حوالہ	۳۶	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۵۷	حافظ بن القیصرؒ کا بیان	۳۷	امام ابو یوسفؒ کا حوالہ
۵۸	نواب صاحبؒ کا بیان	۳۸	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۵۹	مولانا مبارک پوریؒ کا بیان	۳۹	حافظ ابو یوسفؒ کا حوالہ
۶۰	امام صاحبؒ کا حوالہ	۴۰	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۱	امام شافعیؒ کا حوالہ	۴۱	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۲	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۲	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۳	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۳	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۴	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۴	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۵	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۵	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۶	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۶	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۷	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۷	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۸	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۸	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۶۹	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۴۹	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۷۰	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۵۰	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۷۱	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۵۱	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۷۲	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۵۲	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۷۳	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۵۳	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۷۴	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۵۴	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ
۷۵	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ	۵۵	امام احمد بن حنبلؒ کا حوالہ

ردیف	عناوین	ردیف	عناوین
۱	علاء الدین عظیم کابیان	۱۳	ہر کا جواب
۲	مقدیم الدین کابیان	۱۴	جو تو میری جگہ پر بیٹھ کے گفتگو کرنا تو نہ کرنا نہیں کہتے
۳	سناظ الدین کابیان	۱۵	کتنی دیر سے سناظ الدین عظیم کابیان
۴	مشتاق الدین کابیان	۱۶	مؤلف تذکرۃ الشہداء کی غلط بیانی
۵	ابن حجر کابیان	۱۷	ابن حجر کابیان کو قتل کئے تھے
۶	صوفیہ الدین شافعی کابیان	۱۸	ابن حجر کابیان کی غلط بیانی
۷	سناظ الدین کابیان	۱۹	ابن حجر کابیان کی غلط بیانی
۸	امام غزالی بن عیاض کابیان	۲۰	سیکڑا لکھ کر کہل ہوتے ہی کرتے کے
۹	امام ابو یوسف کابیان	۲۱	خالد مدینہ کی فرست
۱۰	امام ابو یوسف کابیان	۲۲	باب چہارم
۱۱	عبد اللہ بن عبد شمس کابیان	۲۳	امام صاحب کا مقام و حکم و حکایتیں
۱۲	ابو یوسف کابیان	۲۴	حضرت امام شافعی کا حال
۱۳	امام یوسف بن عبد اللہ کابیان	۲۵	حضرت ابن حجر کا حال
۱۴	امام آصف بن علی کابیان	۲۶	حضرت مسعود بن کلام کا حال
۱۵	امام اصف بن علی کابیان	۲۷	حضرت اسامہ بن کلام کا حال
۱۶	امام عبد اللہ بن المبارک کابیان	۲۸	ابو یوسف کابیان
۱۷	عبد اللہ بن داؤد کابیان	۲۹	علاء الدین کابیان
۱۸	عبد اللہ بن داؤد کابیان	۳۰	امام عبد اللہ کابیان
۱۹	ابو یوسف کابیان	۳۱	علاء الدین کابیان
۲۰	عبد اللہ بن داؤد کابیان	۳۲	امام ابن عیینہ کابیان
۲۱	عبد اللہ بن داؤد کابیان	۳۳	امام عبد اللہ بن مسعود کابیان
۲۲	عبد اللہ بن داؤد کابیان	۳۴	امام حنفی بن مسعود کابیان

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۱	مگر وہ پہلے ہی ماضی القدرۃ السعیدہ کا قرار نہ دیتے	۸۱	پیشانی پر بیضی کا بیان
۹۳	فتنہ کا نقصان نہ ہو	۸۲	سلفیہ میں بیضی کا بیان
۹۵	نام کا کوئی نہ ہو تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جانتے تھے	۸۳	ہر ایک میں کوئی نہ ہو تو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جانتے تھے
۹۶	وہ جو حضرت کے لئے ہیں وہ ہیں جن کے لئے ہیں جن کے لئے ہیں	۸۴	عندہ نماز کا بیان
۹۷	امام شکر برہنہ کے حوالہ جاتی ہیں	۸۵	غائب صاحب کا بیان
۹۸	حضرت ام احمد کا تذکرہ	۸۶	مرزا کا جو حضرت صاحب مذکور کا بیان
۹۹	جلی جانا میں حضرت	۸۷	حضرت مولانا سید محمد علی صاحب کا بیان
۱۰۰	قیہ نہ ہی میں نہ کہ کسی نہ ہو	۸۸	بہی کیجئے جو کہ حضرت کے نزدیک نہ ہو نہ ہو
۱۰۱	اللہ تعالیٰ کی تعریف	۸۹	امام صاحب بھی تھے۔ اسی پر
۱۰۲	ان کی شہادت	۹۰	امام صاحب کی شہادت حدیث میں
۱۰۳	امام صاحب کی وسعت نظر	۹۱	حضرت ابوہریرہ کی حدیث
۱۰۴	تقریب کتاب کا سوا امام صاحب کے کس سے	۹۲	امام صاحب کی اس کی تشریح
۱۰۵	صاحب کا نام سید علی ابن علی	۹۳	ابن کا کیا منسوب ہے؟
۱۰۶	اللہ تعالیٰ کا نام سید علی ابن علی	۹۴	اس کی تشریح امام غزالی شافعی سے
۱۰۷	امام ابن ندیم کا حوالہ	۹۵	حدیث کا مصداق ابن حجر کی سے
۱۰۸	حضرت امام صاحب کا امداد حدیث	۹۶	محمد بن سعد کی سے
۱۰۹	امام ابن علی کا حوالہ	۹۷	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے
۱۱۰	حدیث ابن علی کا حوالہ	۹۸	غائب صاحب سے
۱۱۱	امام ابن علی کا حوالہ	۹۹	امام صاحب کی دیانت
۱۱۲	امام ابن علی کا حوالہ	۱۰۰	امام صاحب کی دیانت
۱۱۳	امام ابن علی کا حوالہ	۱۰۱	امام صاحب کی دیانت
۱۱۴	امام ابن علی کا حوالہ	۱۰۲	امام صاحب کی دیانت
۱۱۵	امام ابن علی کا حوالہ	۱۰۳	امام صاحب کی دیانت

صفحہ	عناوین	صفحہ	عناوین
۱۱۶	امام عبد اللہ بن داؤد الخزاز کا حال	۱۱۶	مرقاۃ تیسری سال کی مصاحف
۱۱۷	امام ذوق کا بیان	۱۱۷	نواب صاحب
۱۱۸	محدث جعفر بن محمد کا بیان	۱۱۸	غزیرۃ اعلیٰ میں کی عبارت کا حل
۱۱۹	امام زین العابدین کا بیان	۱۱۹	حقیقی اہل بیت میں سے احفاظ اہل بیت
۱۲۰	امام زین العابدین کا بیان	۱۲۰	مؤلف کتاب التفسیر کا بیان
۱۲۱	امام زین العابدین کا بیان	۱۲۱	امام صاحب غزیرۃ میں سے تھے
۱۲۲	امام زین العابدین کا بیان	۱۲۲	محدث ذوق کا بیان
۱۲۳	امام زین العابدین کا بیان	۱۲۳	حافظ اعلیٰ الشافعی
۱۲۴	امام زین العابدین کا بیان	۱۲۴	شیخ احمد بن محمد بن محمد
۱۲۵	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۲۵	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۲۶	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۲۶	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۲۷	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۲۷	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۲۸	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۲۸	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۲۹	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۲۹	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۰	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۰	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۱	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۱	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۲	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۲	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۳	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۳	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۴	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۴	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۵	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۵	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۶	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۶	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۷	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۷	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۸	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۸	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۳۹	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۳۹	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۰	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۰	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۱	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۱	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۲	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۲	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۳	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۳	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۴	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۴	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۵	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۵	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۶	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۶	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۷	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۷	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۸	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۸	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۴۹	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۴۹	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے
۱۵۰	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے	۱۵۰	امام صاحب نے پانچویں حدیث میں سے

صفحہ	مضامین سے	صفحہ	مضامین سے
۱۰۹	اہم صاحب دستہ کے مرتبہ پر بیان کا جواب	۱۰۳	گوشت پر الجھڑ سے
۵۰	علاقہ غلبہ بعد از کسی سیکرٹس کو خواہیں کہلائے	۵	صورت کے لیے اہم صاحب کی شرط
۵۰	خواب کا شرعی حکم	۶	عذر دہشتی، اپنی بوجھنی، بشراتی اور بیوقوفی سے
۱۵۰	ماہر فتنہ، عذر مہربانی، ہر کہوں صاحب سے	۱۳۵	اگرچہ فتنہ پر بیوقوفی میں صریح مسئلہ کے قائل تھے
۵۰	اہم صاحب دستہ نے آپ کے صاحب کی جہیز پر خواب	۱۳۵	جسم و ان کے ساتھ متعلق نہیں رہتے
۱۵۸	نام صاحب کا اہل الشیخہ ہونا	۶	احمد ابن شمس کیسے بڑا حسن صورت ہوئی ہو
۵۹	بائے کاغذی اور مصطلحی معنی	۱۳۶	اہم صاحب کی شریعتی مسئلہ میں مولانا کا کہنا تھا
۵	مغرب اور مصر کا سوال	۱۳۶	احمد امام صاحب وقت و حقیقت حقیقتیں
۱۲۰	فتح الملک اور سایہ و قریب کا سوال	۳۵	حقیقت صورت کا الزام
۵	جمعہ، جمعہ اور برکت کا سوال	۵	ابن خلدون کا مفصل سوال
۱۲۸	امام زید بن علی	۱۲۰	امام زید بن علی کا مفصل سوال
۱۳۰	شہر تائی کا سوال	۱	صاحب کو بڑی میں کھڑے اور کھڑے کا ذکر
۱۳۱	ابن خلدون کا سوال	۱۳۲	منزل کا سبب
۱۳۲	اہم صاحب کے متعلق کے متعلق کیوں کہ ہیں؟	۱۳۳	حقیقت ابن خلدون سے
۱۳۸	ابن خلدون کے جواب صاحب سے	۱۳۴	حضرت ابو شامہ کی تفسیر اور صورت تھے
۱۳۹	حضرت محمود بن علی کا سوال	۱۳۵	ابو حاتم اور ابو حاتم کا سوال
۱۴۰	صاحب لڑنے کا معنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے	۱۴۰	نام صاحب پر اسلم کو نقصان پہنچانے کا الزام
۱۴۱	حضرت محمد بن علی کا سوال	۱۴۱	شیخ بن کاؤ کا مہر
۱۴۱	ابن خلدون اور حضرت علی تھے	۵	مولانا میر صاحب کا بیان
۵	کیا شہر کے بغیر بیٹ بھی ہو سکتا ہے؟	۱۴۸	نام صاحب کے فی حدیث کا انجام
۱۴۳	نام صاحب کا بیان کر رہے تھے	۵	مولانا خالد عبداللہ صاحب کا سوال
۱۴۳	حضرت علی کا سوال	۵	مولانا میر صاحب کا چشمہ پر دعا تھ

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۶۷	عبد اللہ بن زبیر و انصار سے	۱۶۷	حدیث سے نئے کی عمل کا ثبوت
۱۶۸	قاضی امین بن عمار سے	۱۶۸	۱۰ صریح میں بکار شدہ اور ثبوت ہے
۱۶۹	امام ابن حبان و ابن عساکر سے	۱۶۹	ایک اور حدیث سے نئے کا ثبوت
۱۷۰	باب ششم	۱۷۰	حقوق الزکوٰۃ سے کام لیتے تھے
۱۷۱	خبر وہ تھے	۱۷۱	حقوق الزکوٰۃ سے کام لیتے تھے
۱۷۲	قرآن میں نئے استعمال کرنا	۱۷۲	حقوق ابن مسعود سے کام لیتے تھے
۱۷۳	تفسیر ابن عباس سے کام لیتے تھے	۱۷۳	حضرت ابن عباس سے کام لیتے تھے
۱۷۴	اولاد بنی امیہ سے	۱۷۴	حضرت زبیر بن عوف سے کام لیتے تھے
۱۷۵	یگانہ و اصحابہ الیہ کے کارٹر	۱۷۵	حقوق مکرور عبد العزیز سے کام لیتے تھے
۱۷۶	امین بن عوف اور قیاس مذہب سے کام لیتے تھے	۱۷۶	حقوق علی سے کام لیتے تھے
۱۷۷	مسند عمار سے اس کا ثبوت	۱۷۷	قیاس شرعی حجت ہے
۱۷۸	حضرت عبد اللہ بن عباس کا کارٹر	۱۷۸	امام صاحب کس وقت سے کام لیتے تھے
۱۷۹	حقوق مکرور عبد العزیز کا کارٹر	۱۷۹	نعمان کا اپنا بیان
۱۸۰	حضرت امام بیہقی کا فیصلہ	۱۸۰	ابن حجر مکی کا حوالہ ہے اور شریفی
۱۸۱	جہتہ کو اصحاب سے علیٰ حدیث سے کام لیتے تھے	۱۸۱	دیگر متقدموں سے
۱۸۲	قاضی کا قول کہ مذہب از ابو فراس ہے	۱۸۲	اہل اہل کے ہونا موجب قدس نہیں ہے ابن حجر مکی سے
۱۸۳	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مسکت جواب	۱۸۳	امام شریفی کے حوالے سے
۱۸۴	علاء الدین بیہقی کا حوالہ	۱۸۴	خبر و حدیث میں پختہ ہونے کا ثبوت ہے
۱۸۵	علاء الدین بیہقی کا حوالہ	۱۸۵	شام علی اللہ صاحب پختہ ہونے کا ثبوت ہے
۱۸۶	دیکھئے دوسری حدیث کی بدعت ہے	۱۸۶	ضعیف حدیث میں نئے پر مقدمہ ہے
۱۸۷	ابن عساکر کا بیان	۱۸۷	علاء الدین بیہقی کا حوالہ ہے
۱۸۸	قاضی شرف الدین کا بیان	۱۸۸	امام صاحب پر ماسدین سے کوہ کیا ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ
۶۱۵	حضرت علیؓ اور ائمہ اربعہؓ کے لئے بھیجی ہوئی شکیں شکر کی تھی	مارشال فوج کا حوالہ
۶۱۶	کتے دلوں میں قرآن کی طرح پھینکا جائیگا؟	امام صاحبؒ کی مختلف حدیث کا رد
۶۱۷	مستعد حضرت شاہ ابی دشتؒ قرآن حکم کرنا کہتے تھے	یہ صاحبی الزام حضرت امامؒ کو ہے اور
۶۱۸	حضرت امامؒ کے ہم عصر کی بات	ان میں سے کچھ حدیثوں کے ساتھ
۶۱۹	کتے ہتھ کے بھات	اور امامؒ کی حدیث پر بھی
۶۲۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے	امامؒ کی حدیث پر بھی
۶۲۱	مشورہ کے تحت کھینچ کر نکال کر حکم	کیا امامؒ کی حدیث میں الجراح لے کر امام صاحبؒ
۶۲۲	مرد و عورت کو پہننے کا طریقہ بتانے کا حکم	کو مختلف حدیث کا جواب ہے؟
۶۲۳	مذہب پر کبھی کوئی مجرم اور اس کی مثال امامؒ	الفاظ کی کیا حالت ہے؟
۶۲۴	فرمانی روایتیں رقیق العید سے	انھیں کی طرح کا مقدمہ ادراس کی ہے
۶۲۵	امام صاحبؒ پر اہل قیاس روایت کا اعتراض	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ
۶۲۶	امام ابن تیمیہؒ کے اعتراضات کا جواب	امام ابن تیمیہؒ کے اعتراضات کا جواب
۶۲۷	شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا حوالہ	باب ششم
۶۲۸	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	مختلف حدیث کی ایک نہیں نکلتی
۶۲۹	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	بزرگ فقہاء میں امامؒ کی حدیث پر امامؒ
۶۳۰	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	حضرت امامؒ کا واقعہ
۶۳۱	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	ایک فاضل کا واقعہ
۶۳۲	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	صلح حدیث کا واقعہ
۶۳۳	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	صوم الامم کا حکم
۶۳۴	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	مضامین کی زبان
۶۳۵	امام صاحبؒ کی حدیث پر امامؒ کی حدیث	سوت کی آواز دھنکے کا حکم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۷۰	رجوع الحدیث	۲۷۰	میرزا غفری کے سبب سائل ہیئت کے مذکورہ نہیں :
۲۷۱	مآثر خطیب بغدادی کا اقتضا	۲۷۱	میرزا میرت صاحب
۲۷۲	ماہنامہ الصالحی الشافعی سے	۲۷۲	کیا کتب قدسیں غزوہ سائل کی وجہ سے
۲۷۳	اسلام دارقطنی اور ابو نعیم کا تصنیف	۲۷۳	سے اخذ کیا کر دینا چاہیے ؟
۲۷۴	ابن حبان الساجی و القسری سے	۲۷۴	کیا موضوع اور جہت حدیث کی بنا پر
۲۷۵	امام دارقطنی اور صفہ خطیب	۲۷۵	سب حدیثوں کو ترک کر دیا جائے گا ؟
۲۷۶	کا تصنیف عقدہ الحدیث الشافعی	۲۷۶	شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے
۲۷۷	عقدہ الحدیث الشافعی کا معلق فیصلہ	۲۷۷	موقوف نہ کی تقلید کا صاحب ہے ؟
۲۷۸	امام ابن قسطلان کا سوال	۲۷۸	اور عقدہ حدیث پر غصہ اندیش کا جواب
۲۷۹	امام صاحب پر غصہ عزت کا اثر	۲۷۹	دائرہ نصب الزلیہ کی تعلیم ہے
۲۸۰	اسکا کہنے کا جواب حافظ ابن ابی نعیم غزالی سے	۲۸۰	حکومت اور مجتہدین کی جمل حدیث موجود ہے
۲۸۱	موقوف حدیث بغدادی کا جواب صاحب	۲۸۱	غیرت العلماء میں اور سوا مجتہدین میں حدیث کی ہر حد
۲۸۲	اس کا وزن میں جواب	۲۸۲	ابن ابی نعیم کی جمل حدیث موجود ہیں
۲۸۳	کیا احکامات میں بھی کوئی دلی ہے ؟	۲۸۳	سند احمد میں بھی موجود ہیں
۲۸۴	شافعی صحیفہ کا مقدمہ شافعی کا ذکر الزہد و محاسن	۲۸۴	حق کر سائل اور ابو نعیم کی جمل حدیث موجود ہے
۲۸۵	اس کا جواب	۲۸۵	تقصیر تصنیف بھی ابتدائی ہے
۲۸۶	ایک اور اعتراض غزالی کا جواب	۲۸۶	شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے
۲۸۷	غیر مستندین حضرات کے شیخ اہل	۲۸۷	اگر حدیث کی تقلید غزالی میں
۲۸۸	حضرت یحییٰ صاحب نے اپنے ساتھ	۲۸۸	توقفا کی تعلیم کیوں کی ہے ؟
۲۸۹	یہ دعویٰ نہ کرنے والے کو مردود کیا ہے	۲۸۹	کتب نقد اور ہادیہ کا مقام
۲۹۰	کیا اصحاب ابن حنفیہ قصاصی کے شاہد ہیں ؟	۲۹۰	نواب صاحب کو رد کیا ہے
۲۹۱	اس کا جواب	۲۹۱	اور کوفہ سیدہ زینب کا صاحب ہے

دیباچہ

طبع سوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 کھرب و فخر شک ہے کہ اس نے مجھ سے پہلے ایسا صحت انسان کو یہ لوفتی مرحمت فرمائی کہ
 سراج الامۃ، نادرۃ زمان، محدث کبیر، حافظہ مدینہ، سیدہ الفتاویٰ، مجاہد عظیم، رأس الاعتیاد،
 حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا علمی اور عملی مقام بیان کرنے کے علاوہ ان پر قدیم و حدیث
 کے کئے گئے اہم اعتراضات کے باوجود شہس اور سکت جو بات اس پیش نظر کتاب میں ملاحظہ
 میں لائے، راقم کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ اس کو ایسی اعلیٰ مقبولیت حاصل ہوگی کہ اکابر علماء کرام
 اس کو بے حد پسند کریں گے، اور اس پر دلچسپی دیں گے، لیکن قارئین کرام تصدیقات طلباء کرام
 میں اس کتاب کے بارے میں پاک و ہند کے اکابر ملت کے بیانات اور تصدیقات پڑھیں گے کہ
 ضرور یہ عرس کو برس گئے کہ اس پر موضوع پر یہ کتاب محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ بہت ہی معلومات افزا اور
 تحقیقی ہے حتیٰ کہ معرفت، تلخیص، التعلیل ورجح کے رقبے میں یہ کتاب کھلی گئی ہے اور جو اب تک
 ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے گناہوں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے آمین، یہ
 کہنے پر مجبور تھے ہیں کہ ان میں ایک کو مولانا مولوی محمد سرفراز صاحب گھڑوی ہیں جو اپنی
 علمی قابلیت، و محنت و معلومات اور تدبیر و تحقیقی شہرت کے اعتبار سے دیرینہ لوگوں میں خاصے
 معترف و مشہور ہیں، بجا اگر یہ کہ دیا جائے کہ آپ محمد صاحب کے فن و خفا (یعنی فن تحقیق کیونکہ علم

و کھلیست نام اُس کا آسمان تحریر میں۔ تقدیر کے امام محمد وہیں خود دست و خط حسب چمکائی ان کی تصدیق احسن انکار۔ ان کی محمد دیت اور فنی کائنات پر شاید بہت ذمہ داری ہوگی لیکن استبداد کے جواب میں مقدم حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ملا علی قاریؒ جیسے ائمہ اربعہ نے فنی کائنات کا مظاہرہ کیا ہے وہ ان کا ایسا شاہکار ہے کہ بہت ہی نیا ملک اس کی نظیر شاید ہی پیدا ہوگا۔ مقتصدہم نقوش مرتبہ مسعود نے کئے اپنی اس کتاب میں چند مقامات میں گنہ گوی صاحب الاموال بتلایا گئے مقام ابی حنیفہؒ کی کچھ نامعلوم اور بعضی عجائبات بھی نقل کی ہیں اور پھر یہ کہ غرض ان پر تشبیہ کرنی بے باقی بھی کی ہوتی لیکن پوری دیانت کے ساتھ عرض ہے کہ اس تشبیہ میں بجا دل کی نظر اس وقت تک کے کرنی صحیح اور تحقیق جان نہیں ہے اور نہ اسے پاس دینی فہمیت نہیں کہ ہمہ پیشہ دان کی تشبیہ کا وہ تحقیق میں جان نہیں دلیں اور پھر اس کی تائید کریں، ہم ہر صنعت میں ان سے استفادہ کرتے ہیں کہ وہ ان کی بے وزان تحقیق کا اثر ہی انصافیت جائزہ فرمائیں کہ کیا اعلیٰ اور تحقیق طور پر اس کی طرف توجہ کی جاسکتی ہے؟ اہل ان کی اس کتاب میں کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو نام کے لیے موجب شرم و خوار ہو سکتی ہیں اور ان کا جواب بھی ضرور دینا چاہیے لیکن ان باتوں کو تعلق میں پیش نہ کرنا یہ مقام ابی حنیفہؒ کی تشبیہ کا عقیدہ و نظریہ و جہان پر مبنی ہے اس سے بے انتہاء اور ان کا جائزہ و اطلاع تسلیم و قیہ میں دیا جائے گا۔ اس کتاب میں غیر متعلقہ کچھ چیزیں بھی ہیں جن کے اہل علم کو ہر روز مشغول نہیں کرنا چاہیے، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر حق اور اہل حق سے وابستہ رکھے آمین و علیہ السلام علیٰ خیر خلقہ محمد و علیہ السلام

جميع متبعه الى يوم الدين -

احقر الناصر المولانا

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

۱۲ فروری ۱۹۷۰ء

احادیث و تعامل صحیح ہے۔ استدلال کیا گیا اور نقول کا پورا ذخیرہ پیش کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں نور و درویش سے شہادت کیا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا مقام علم کا درویشوں میں نہ تو ٹھکانے جانتا تھا۔ بائیس شہر و شہرہ پیشرو میں غلغلت حدیث و روایت کے ذریعہ سے امام ابوحنیفہؒ کی بابت ذیل حقائق سے ثابت کی گئی ہے۔ ان سب کے پیش نظر یہ کتاب مخالفین کے تمام اعتراضات کی جڑ کاٹنے اور امام ابوحنیفہؒ کے اصلی مقام کو واضح کرنے میں نہ ہر اس شخص اور ان امور کے علاوہ جنہوں نے یہ کتاب دیگر نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہے جس کے مطالعہ کے بعد واضح ہو جائے کہ امام ابوحنیفہؒ پر اعتراض کیا گیا ہے یا نہیں۔

۵۔ تاریخ الدینی ۱۳۸۶ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۳ء

مدرسہ الحق افغانی محلہ اندھانہ دیوبند علوم اسلامیہ کونرا

(۲)

استاذ الاسلامیہ مسٹر: علامہ سید: انیسویں عالمہ دوہا

حضرت مولانا خیر محمد صاحب درہنچ

مدرسہ عالیہ عربیہ اسلامیہ کتب و سنت اسلامیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله، الحمد لله، فصل، کتبہ علی رسولہ العظیم و علی آلہ و اصحابہ و تابعہ

و علی جمیع المؤمنین

فصل اول

سیدنا امام الانوار سرسبز الاسلامیہ علامہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نہایت عمدت و عزت اللہ علیہ کے وقت مخصوصہ طور پر علم، تہذیب، تقویٰ، ریاضت و عبادت و انصاف و ایثار و غیرہ جس طرح تمام اہل ایمان میں سب سے زیادہ اہل حق آپ کی شان مجیدہ شریعت و حدیث و انصاف و تقویٰ و ایمان کا عالم اس کے حقیقت سے ہے۔ اس لیے آپ کے علم کی علمی غریبوں کے لیے اس کی درس گاہ، مصائب و مصیبتوں کے غمزدہ و غمزدہ و مساکین و مساکین و مساکین و مساکین کی شان و عبادت پر نظر کرنا اس کی عزت و شان کے لیے کافی ثمرت ہے۔

الطریق بالسنۃ الممدودۃ التي جمعت ولقد صحت فی زمان البطارک و اھلہ و اعدائہم و غیرہم
یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں مجھے خود حضرت محمد مرسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے معلوم کر لیا کہ مذہب حنفی میں ایسا علماء طریقت سے کہ وہ دنیا و مافیہا میں سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو
جمع کی گئی ہیں انہیں بخدش اور ان کے ذمہ نہ ہیں۔

اس زمانہ میں نصاب تعلیم بھی قرآن و حدیث تھا۔ فزون کا درجہ بعد میں دس گاہوں میں ہوا
سے اور فہم و فراست امام ابو حنیفہ کا معروف ہے کہ بچوں میں سید القضاۃ فرماتے ہیں ۔

لا ینکذب باللہ ما سمعنا احسن من ذلک الی حنیفۃ اھ۔ یعنی اللہ کی قسم ہم جھوٹ نہیں کہتے۔
ہم نے امام ابو حنیفہ کی بات سے کوئی اعلیٰ نہ سنا والا سنا بھی نہیں۔ ایسی حدیث کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کی
دس گاہ جس کا نصاب تعلیم قرآن و حدیث ہو کبھی حدیث سے غالی ہو سکتی ہے؛ امام حکم ابو حنیفہ نے
اسی دس گاہ میں پڑھا دیا۔ بھلا دس بابرکت دس گاہ کے طالسب علم اور دس حدیث سے
تاواحق ہو سکتا ہے؟۔ فیہما اللھب۔

شیخ ترمذی دس گاہ امام ابو حنیفہ کا ترجمہ فرمایا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے دس گاہ امام
بقرہ رحمہ اللہ سے لے کر جن میں زیادہ کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ چار ہزار حدیث روایت کرتے تھے یہ ہر
عادت سے دو ہزار باقی بچو گئے۔ امام حکم ابو حنیفہ کے شاگردوں کی تعداد وہ شمار سے باہر ہے مگر
وہ شاہیر محدثین جن کو امام صاحب سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ وہ بھی کافی ہیں۔ حافظ ابوالحسن شافعی
نے ۱۵۰ شخصوں کے نام بتائے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نام پر ہیں۔ کچھ ہیں سید القضاۃ امام شافعی
بن المبارک کے بعض ہیں ذکر کیا۔ کچھ ہیں جریر بن یزید بن ابی بردہ بن عیاض۔ ابو حامد غزالی وغیرہ
بنی النعمان وغیرہ وغیرہ۔

پہلا شاہیر محدث امام ترمذی دس گاہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے نام لکھ کر دیا اور خود صاحب فہم و فراست
حدیث غالی ہو گیا ہے؟ فیہما اللھب۔ جس کی حدیث دانی اور حدیث غیبی کی ہزاروں شہادتیں موجود
ہوں۔ مگر ہم ان میں سے ایک شہادت فہم و فراست کے مجدد و نصاب حدیثی حقیقی صاحب
فہم و فراست کی امام حکم کے کبار محدثین میں سے ہونے کی دلیل خود علامہ ابن خلدون سے نقل کرتے ہیں ۔

و قد دل حق منہ من العتقادین فی طبع الحدیث اعتقادہ فیہم و التعمیل علیہ و اعتقادہ

شیخ المسلمون والمسلمین امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ دورانی

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب الکلمی رحمہ اللہ

فاضل محترم مولانا سرخشاخان صاحب محکم اللہ تعالیٰ دعا فاقم
اللہم حبیبکم محمد بن عبد الوہاب

میں نے سزاوارتوں کو بغور پڑھا، کسی کو کم کسی کو زیادہ، ماشاء اللہ آپ حضرت عظیم و عظیم
کی خدمت کا فرض نہایت عرش اسلوب سے انجام دے رہے ہیں، اسی رسمت قابل تہنیت، مگر
مقام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیثیت رکھتا ہے، اہم حالی مقام سے انصاف رکھنے والوں کی
الزام تراشیں گے، اینا و ذان شکن درگت جواب آپ نے ریاست، اور اس سلسلہ میں ان کی قرب
کار یوں کی پودہ اس طرح چاک کیا ہے، کہ دس کے بعد کسی حیادہ کو اس قسم کی حرکتوں کی جواز
نہیں ہو سکتی، پھر مثنوی غزلی یہ ہے کہ اس بحث میں پرمی ہمیں کی دشمنی کا دامن آپ کے ہاتھ سے
دیں چھوٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و تندرستی کو برقرار رکھے، اور خدمت دین و مذہب کی مزید قربانی عطا

فرمائے۔

حبیب الرحمن صاحب

مولانا حبیب الرحمن صاحب
۱۵ رجب الآخر ۱۳۸۲ھ

(۵)

فقیر دورانی، مفتی اعظم پاکستان، و سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

حضرت علامہ محمد رفیع صاحب فاضلہ دین

معلقہ محترم مولانا ابوالکریم رفیع صاحب دارالافتاء دینی بھارت دہلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محترم کی کتاب مقدمہ حضرت امام ابو حنیفہ وصول ہوئی اور ساتھ ہی گرامی نمبر بھی برستہ الحوس ہے کہ جواب بہت دیر سے ہے۔ راجیوں، ایسی دیر کو بخیر کار کا ذکر بھی مبغض و مفسد ہو گا۔

آنحضرت کی تصنیف طبعیت احسن الکلام، اس سے پہلے نظر لڑا ہو چکی تھی اس لیے اس کے معاصرین کچھ زیادہ تنقید و مبالغہ کی ضرورت نہ تھی۔ مگر الحوس ہے کہ میں ایسے ہنگامی مشاغل میں شب و روز مبتلا ہو گیا ہوں کہ پہلی کتاب کو بھی جتنہ جتنہ کہیں کہیں سے دیکھ تھا اور اس کو بھی اسی طرح، مگر اس کتاب پر کوئی تبصرہ و کھنکھنے کے لیے دل نہ پڑا کہ لکھی طرح دیکھ کر کھنکھانے لگا۔ جبر یہ تھی کہ میں خود امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کر رہا تھا اور اس کے لیے کچھ علمی مواد بھی جمع کر رکھا تھا مگر انہیں وقتی مشاغل نے اس قابل نہ چھوڑا کہ اس کو کتابی صورت میں قریب کر سکوں اس لیے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت پڑی تھی کہ اگر اس کتاب نے وہ متعدد پرکھ دیا تو اپنے قلب و دماغ کو اس سے فارغ کر دوں اور سب کو اسی کے مطالعہ کا شوق دوں مطالعہ کے لیے وقت متا نہیں اس لیے میں نے اپنے دارالعلوم کے ایک داخل علم مدرس حضرت مولانا سید احمد صاحب کو سپرد کیا کہ پڑھا اور اس کے کچھ کیفیت سے مطلع فرما دیں۔ آج انہوں نے پڑھ کر مطالعہ کے بعد جس اطمینان کا اظہار کیا اس سے بیحد مسرت ہوئی۔ اب خود بھی کتاب کو مختلف مقامات سے پڑھا بار بار دل سے دماغ تکلی، کچھ اندر میری آواز و پوری ہر گئی جیسا اللہ عرض ہے کہ میں خود کلمت قرآنی جامع کتاب دیکھ سکتا۔ اس موضوع پر یہ کتاب بالکل کافی ثانی ہے اور اس صورت سے بھی احتیاطی ان کی رائے نکوالی ہے، وہ بھی مرسل ہے مجھے اس سے پڑ پڑا تھا

کی گئی ہے جس میں عرصہ دراز کے معشوق و خلاف واکوہ اکاذیب کو بعد یہ سنا ہے میں فضل کے کی گوشش
کی گئی ہے ہر ایک عرصہ سے عطا رہا امت ان کا استیصال کر کے ونا چکے تھے، اور ایک ہزار
بوس ایک ان پر خاک افشائی کرتے رہے اسلئے اس نامزد و دور میں کفر و الحاد و کفر و نیر کے دور
میں ان غیر واقعی انسانوں کو علمی تحقیقات کا رنگ ملے کر اس کی شہادت کرنا کتنا روٹا نظر ہے۔

مثل هذه المذنب القلب عن حمة ان طلاق القلب اسلئے و ایمان

جناب محترم مولانا محمد سرور صاحب مدظلہ اللہ فی حیاتہ جہا سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ حضرت
نے ان غرائض کا اعلان و تحقیق جواب دیا اور مقام حضرت امام ابو حنیفہؒ سے تالیف فرما کر امت
محمدیہ کی طرف سے عرض کیا یہ کافر و شایع غرض اسلوب سے اور کیا ہو گا کہ اسم گرامی تر عرصہ کے قانون
میں پڑنا یا لیکن ان کو سمجھنے کا موقع اس کا ہے۔ اکثر حصہ حرفا و کلمہ اشار اللہ و امام اعظم
رحمہ اللہ کے غمگین گوشے فہم میں نامہ عالم اور فقہ امت ہونے کے نقول خطا حدیث و اکتفا
کثرت مریات، قدرت روایت کا نشانہ اور احتیاط فی الروایۃ اہل السنۃ کی تحقیق وغیرہ وغیرہ
ہی موضوعات پر موقوف تھیں۔ غرض ان نقول آگئے اور تقریباً اکثر بحاثہ پر استیفاء کے ساتھ
میر حاصل تبصرہ بصیرت افزا و محققانہ انداز سے ہو گیا اور معتز ضعیف و ناقصین کے حقوق و شہادت
و دوا و دام کا نہایت خوش اسلوب سے استیصال کیا گیا، انداز تحریر عالمانہ ہے، اور مشکل و پیچیدہ
اسلوب بیان خوش ہے، کہیں کہیں اور بیان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی یہ خدمت قبول
فرمائے اور ثمر و نافع بنائے، اور شریہ کر فیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد رفیع بیگ خاں اللہ عنہ

۲۸ جنوری ۱۳۴۷ھ

(۷)

الحمد لله العالی، المحققین، محقق نبیل، محقق جلیل منہر علوم و سائنس
حضرت مولانا خضر احمد صاحب مکتبہ عثمانی قزوین شریف
سابق شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ شریف الدہلی شریف
کتبی و اشعار مبارک و عتبات اللہ۔

آپ کی کتاب مقام حضرت امام ابوحنیفہؒ موصول ہوئی، اسی وقت سے اس کو پڑھنا اور دیکھنا
شرع کیا، تمام توسییس دیکھ رکھا، مگر ہم عقائد کو دیکھا، اللہ آپ نے خوب کلمہ سب سے اور خوشی
کے اعتراضات کا محکمہ بن بھیجی تاریخ ظاہر کر دی ہے، امام عالی مقام کا علم حدیث میں مرتبہ علیا اور
ذاتی اور اہل الذی کا صحیح و درجہ خوب واضح فرمایا ہے، چراک اللہ تعالیٰ عبادتیں سائرہ المسلمین شرف الخیر الماسلم
خضر احمد عثمانی صاحب شریف

دارالعلوم اسلامیہ شریف الدہلی شریف
۲۸ صفر ۱۴۲۰ھ

(۸)

شیخ المشائخ، عالم نبیل، نابزر شریفیت، پیر حضرت
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھا

الحمد لله کلکس والصلوة والسلام علی خاتمة الانبیاء، وعلی آلہ المجتہبی وعلیہ
الصلوة والسلام علیہم وعلیہم السلام علی الخلیفة المشرع حدیث طوکان الصمد بالشیخ
عناجیہ۔

احقر نے کتاب مقام حضرت امام ابوحنیفہؒ کو بطور نظر اصحاح مطالعہ کیا ہے ساقی
زبان سے نکلا مثل هذا علی حدیث اصحابہ ورجوں جو کہ کتاب کو سمجھے دیکھا شوق مطالعہ
واعتبار ہو گیا کہ اللہ یفعل الرجل البصیر۔ حضرت محدث دامت صلاتہ دور حاضر کے
محققین محققین جس سے شہاد ہوتے ہیں۔ لیکن اس لاجواب کتاب میں جو غرق ریوی اور عیان افشاں سے
غبار و قابضیت کا اظہار فرمایا، چنانچہ باید صنعت و شایہ۔ آپ زریں نورشت محرم صا باب ششم و

بہت بہت کم ایک کوثر باد نرشد۔ ایسے جو ہر پاسے سے فرما کے ہیں بواغستان کے دیکھنے سے کم
 غیر جنت میں جس بہشتوں میں کتاب لکھی گئی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور مٹھا میں وہ دنیا کی
 جواب ہیں کہ قلم توڑ کر کھ دی ہائے۔ علاوہ ان بہشت کتاب کی شان یہ ہے کہ کوثر باد نرشد
 اسماء از زبان کا کافی تاثیر و حیرت ہے۔ اور ہم جانتے ہیں اس کا سبب تفسیر نہ ہوں۔ بہت معلومات
 عجیبہ و غریبہ پائیں گے۔ وہ سبب کہ خدا کے قدوس اس محنت کو منظور فرمائیں اور جنت
 مصطفیٰ کے لئے باعث رفیع درجہ ہے۔ جزاۃ اللہ ستاخیں۔ الحمد للہ و بحمدنا حاد
 حیاتہ فی تقویۃ الخیرات۔ الغلبۃ۔ وصیۃ الخیرات حیوان۔ لہ فی۔ وماذا لک علیٰ عینہ

اختر خدام الطیبہ

محدث حق من انوار مرصعہ

(۹)

عالم باعمل۔ نوزد سعت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب برائت

انوار حضرت عبداللہ غفرلہ عنہ منور شیعہ یہ ساری

مکرم محمد حضرت علامہ مولانا صاحب دامت برکاتہم

السلام خیر و رحمت اللہ بہ والہام اور یہ کتاب تمام حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مسرور فرمائی۔
 میں حیران تھا کہ میں کیا اور میری شے کیا، میں نے کو کسی کوئی تقریر یا کوئی مضمون بھی نہیں لکھا، مجھ
 کو لکھنے کا سبب تو یہ نہیں۔ اور میں کوئی عالم بھی نہیں۔ اور میں نے کوئی اور صاحب کی تفسیر میں کوئی وہ
 پڑھی ہوئی ہے کہ کتاب کا خلاصہ کیا۔ بعد میں عرض کرتا ہوں کہ کتاب کے مطالعہ کے یہی بہت
 استفادہ کی ہیں خود بعض مسلمانوں میں تھا، گو کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نہ ہو لی مگر جو اسے تفصیلی سے حاصل
 تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ جزا۔ البیہ علیٰ فراوانی۔ آپ کے سینہ دلی سے دعا ہے۔

اختر خدام الطیبہ

(۱۰)

استاذ العلماء، قدّمہ بہ علمت حضرت رفیق قاضی محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ العربیہ جامعہ عربیہ اسلامیہ پڑھ کر مسند انوار

الحسنہ لغو و سئلہ خطہ مدبرہم انابین، سطر ————— خاتمت

مقرر حضرت مولانا ابو نزاہد محمد سرفراز خان صاحب کی کتاب زعمدہ ابو حنیفہ اپنی کم فرستی کے باعث بالاسبق صاحب کو نہ دیکھ سکے، اس کے کچھ حصے دیکھتے ہیں سے یہ غرض کرنے میں اپنے آپ کو جن پر محاسب بھتا ہوں کہ صاحب موصوف نے اہل علم کو اس کی باطن طریق رہنمائی کر دی کہ عادت اہل ابو حنیفہ قرآن و اللہ و خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام، زندہ و متوفی، غلام اس کی خوف محض، جتنا آپ علیہ العزیز و ذوق اور تہجد میں اپنا، الدنیا و الدلوک اور خشیت اللہ و التوکل علی اللہ الخیر علیہ علی اور علی خیر تو ایک اللہ تو سب کے مقبول بندے میں بعد، لایلیا پائی جا سکتی ہے، آپ اس سے موصوف میں نہایت گہرا میل آتا ہے اور اہل موصوف پر زبان طعن دراز کرنے والے آقا آپ کی طرف عموماً کہتے ہیں یہ حصہ والفقیر الذلیل اللو فخرتہ فاستان اعداؤہ و خصوصاً :

کضواء الحسنا قلن لموجہا حسد او غیبا انت زلیخہ

سودا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو سب بڑا کی موصوف اور علی، مجر اور لغزشیں ستور فرما سکے اور آپ کو پہلے لاشہ دیکھیں، اسی طرح روشن کر کے جس طرح انہوں نے مزاج، اقامت کی روشنی کو گہرا دینے کی سبب خصوصاً اس زمانہ میں صاحب کہ کئی ایک لوگوں میں یہ دستور بنا رکھا ہے کہ کوئی اور مذہب یا نحو پر کچھ صحیح سمجھتی ہوئے سطر میں جہاد سے ملے گی، ہمیشہ میں اور وہ دین و دنیا، علوم کی وہ قومین اور خدمت کرتے ہیں کہ کوئی نیک و اہل علم ان کے کھٹنے سے لینے نہ دیکھیں،

قالی اللہ المستحکم

دیکھیں انہیں جتنے نام و بیس نام موصوف پر لکھا ہے پڑھ کر انوار

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ الطیبین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین

ما بعد۔۔۔ بندہ احمد نے کتب تمامہ جو حقیقت معنی محترمہ لکھ کر پیش کیا ہے صاحب بصر صاحب
تحقیق حضرت مولانا ابوالاعلیٰ محمد سرور دہلوی صاحب سفید گداز آقا، انوار ایک ایک سطر دیکھا کتاب
دیکھ کر متاثر و متحیر ہوا جس کے سینے میں بصیرت اور عقل و ادبیت بہت حضرت مولانا صاحب نے کتب میں
پیش فرمائی ہے۔ ان کی ضرورت اور خصوصیت فقہ حنفیہ کی ترجیح اور تقدیم کے وجود پر بہتر و اعلیٰ اور بہتر
فرمان ہے۔ ہفتہ میں اور پانچوں فیضان اور محدثین میں سمرقانی الامت۔۔۔ اور جو حقیقت میں
امت و عظمت اور علم و فہم میں فضل و تقدیم کو امت کے علم و فہم کے وجود و قبول اور حدیث اور فہم کے
مستند اور صحیح احوال و آثار سے ظاہر و باہر ہے۔ اور علم و فہم میں امام ابوحنیفہ کے فضل و تفریق کے
متعصب و متذللان محض کو نہایت ممکن و نمایاں میں نکلتے اور وہ ان کی حق و سبب و سبب ہے :
اور نتائج الفتنہ کے فوائد اور دیگر اس قسم کے نکتے اور بیانات غیر متعدد کی قیاسیت کا پردہ چاک
کر دیتے۔ حضرت مولانا صاحب نے مقدمہ امام ابوحنیفہ میں علم اور فہم و فہم کی جہد و جہد میں اور سبب
ترغیب و ترغیب اور اوقایہ و اوقات پر جو بیان سے کلام کیا ہے وہ حضرت مولانا کی شان کے نمایاں ہے
اور میرے دل میں حسرت و حسرت کی حسرت و حسرت اور ساقی کی یاد کو گرا کر دیا ہے۔ مقدمہ امام ابوحنیفہ
مذکر و تمام جہد و جہد کی سند و جہد کے ساتھ کہ اس کی حیثیت حضرت مولانا کے فرق و امتداد
ظہور و بصیرت اور فہم و فہم کے لیے وقت و جہد و جہد اور جہد و جہد کے روشن و روشن
ہیں۔ مقام امام ابوحنیفہ کے موضوعات میں بنی نظریہ اور بہترین تہذیب و تمدن ہے۔ اور مولانا صاحب
بیشک باہمی خدمات کے ایک مجموعہ کا اعلان کر دیا۔ اپنی علم و فہم و فہم کو فہم و فہم سے مرتبی
وہ بختیاری میں والے خصوصیت مقدمہ امام ابوحنیفہ کے فوائد سے علم و فہم سے علم و فہم سے علم و فہم سے
اس نکتے کو قبول فرمائیے اور اگر اس کے لیے موجب بصیرت و ادبیت بنائے اور بنی نظریہ

اور دفعہ بالذکر ہی حسن السیئہ پر بھی عمل کیا۔ اہل حدیث اور اہل حدیث و بیہم غرض نے خود بخود ہی سے متفقہ
کہلے کہ یہ اہم صاحب پر نہایت موقہذ انداز میں در ایک جملے کئے اور مسکین حدیث نے اہم
محدث کو مسکین حدیث کی سرحد مست مل کیا۔

کہ من حاشیہ لولہ صحیحاً و کنت من الفقہ السقیم

ان فتویٰ کا علم و نتائج عقلیہ اور دیگر کتب کی شکل میں بڑا خصوصاً مذاکرات فقہیہ کی صورت
پیشانی اور ردی کی تصدیقات کا غلام لگایا گیا تاکہ دلائل کا بنی حوی خریاں ہوں۔ اور اہل حق اس کی طرف
سے بیزار کانوں پر ہاتھ رکھ کر گریز پیش کرتے۔ چونکہ تحریف مخالفین و احتمال البطلان و تاویل الجاہلین سے
حق و صداقت کی حیثیت اور حقیقت ضروری تھی۔ اس لیے یہ سعادت حضرت شیخ الحدیث صدر
مکس نے نہ صرف معلوم کر کے (الراۃ ابجد سطر اذال صاحب کو نصیب ہوئی۔

ایں سعادت بندہ یافز نیست آذر بخشد خداے بخشندہ

مقام المصنف رحمۃ اللہ علیہ فقہ فی الدین اور فقہ حنفی کی عاریت اور حقیقت کو مل اور میر
طریق سے بیان فرمایا۔ قال الشافعی۔

هذا معلوم من القرآن مشغلة الواحدیث والفقہ فی الدین

یہ کتاب مولانا کی تبحر علمی اور وسعت مطالعہ اور فہم و ذکاوت کا خلاصہ ہے۔ نیز ستر ضمیمے کے
اختصاصات کا خوب تقابہ کیا، بلکہ یہ کتاب بہت سے علوم کا ذخیرہ ہے۔ مذاویہ کرم ممکن
کی ماسی حید کو جوانی فرمائے جنوں نے اپنا قیمتی وقت اس عظیم الشان کام کے لیے صرف کیا۔
واللہ صمیم حلیم۔ (و امین شہزاد)

حضرت کے قریب ارشاد کے لیے اظہار خیال کیا ہے، ورنہ مولانا کی کتاب میری تقریباً
تیسویں کی محتاج نہیں۔ واللہ اعلم۔

(ابراہیم محمد حفیظ الدین محمد زید اللہ خان اذنی علیہ السلام)

سرپرست جامعہ اسلامیہ، البیروت (لکھنؤ میں پرنٹ ہوا)

تحقیق کسائیہ

(۱۳)

برو عطاء، رئیس امتیاز، ہندوستان کا مکمل اٹھارواں، انتہی عمدہ نسخہ، چار گنسہ بند، دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد و محمد و محمد و محمد و محمد

مقابلہ :-

معروف نہیں کیوں بہت غیر متعین فی جوابت کراہی حدیث کہہ رہا ہے۔ تاہم منقول کرنا
 پاک سے انحراف کے بغیر، ہر سے پرہیزگندہ پرستہ ہو سکے ہیں، تقلید نامہ اور کوشش کر قرآن مجید ہیں
 سال کو شکر کے ساتھ ہی عرصہ میں خیر و شریک مانا ہو نہ کہ ورنہ اگر قرآن و حدیث کے احکام
 ضوابط خارج وہ جو قوی شخصیت اور دماغ اور پیشہ شریعت میں کوئی کسی زبان کی ترقی کو تہذیب کے
 تہذیب سے قریب علم و تہذیب کے سمندر کی فوج و فوجی و دواشت اور دواشت کے اعلیٰ میں پر مچنے
 کی حد سے بنی گرنہ بیگی، علم و بار ہوس کے زمانہ اور علم و تہذیب، ان کی بنیاد پر قیام کرتا ہے یہ
 شریعت کے قریب انسانیت اور ان میں باپ اور تمام علوم و تہذیب، علم و تہذیب کے تہذیب
 و لوگوں کی باتوں کی باتوں کے شریک بننے کا اور کم سے کم یہ تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 قیام پاسی چاہیے، لوگ تو اس اصل کے ہی تہذیب کے وہ تہذیب کے تہذیب کے۔ و اگر، اگر
 مجاہدین بہت بڑی تعداد میں نہ، اس وقت بہت، لوگ ان کی تقلید سے صرف تہذیب کے تہذیب
 فوج و جوہیات پر صرف چارہ تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 عمل کی بنیاد رکھتی ہے، ان سب کو شکر کہ اگر اسلام سے نہ، ان قیام کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 اور اس کو جو تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 سے خاصہ انھیں ہر تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب
 تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے تہذیب

ہو چکی ہے، اور وقت یا کم وقت یا معلوم دین سے ہے پیدا لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی طرف منسوب
 کر کے شائع کی گئیں اور تندرست جیسے صحت پر گری ہوئی بھستردانہ کامیاب سے اس کو عرض کیا گیا، شاید اپنے
 خیال یا باطل میں اس کو بھی اسلام کی کوئی خدمت قرار دیا ہو گا، ان ایک خدمت، اپنی ذات کی بے عزت
 کی الغیۃ اللہ من انشاء مدیث، پاک کی رو سے بدکاری سے بڑھ کر گناہ و غیبت کا اور تکلیف
 کیا اور کہ بڑوں مسلمانوں کو شرک خاست گردان کر کے اپنے ایک راہ طریقہ ہائے آخر میں سے
 یہ قرین انتخاب کر لی، اور چونکہ انرا لہجہ میں سے صرف اہم عظیم نام بھی ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے قرن صحابہ کے قرن اور تابعین کے قرن کو غیر ہی بنو لیا یا ہے، بعد میں کہ کتب میراث
 کے پھیلنے کی سیریس ہوئی فرمائی ہے، اس قرن غیر کے کسی بزرگ کے خلاف ہر ذہن سرائی، آسمان کا
 تصور کا منہ پر ہے، کا مصداق مولیٰ مروتی ہے اور کذب و جھوٹ کا مرقع۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ بہت بہت بڑے بڑے حضرات مولانا عمر مرفوزاں صاحب سندھ کے
 جیسے اور بہت سی تحقیق اور عجیب حقیقتات کی کتابیں لکھی ہیں، معتمد اہم اور ضیق نام سے شہرت
 محنت اور بے حد حقیقت پریشانی وہ کتاب لکھی ہے کہ بڑے بڑے دانشور و دانشور ہیں، وہ جانا ہے کہ
 آنجناب کے مدوحہ ذہن لوگوں کی دیانت و طبیعت کا بڑا خاص جوہر ہے، ہر بات پر تحقیق کا انداز
 اسلام سے تحقیق اور خود فرقہ مدعی اہل میراث کے بڑوں کے سے حقیقتات کہہ کے ہر ہر بات کی اصلیت
 احساس میں جو دیانتی یا غلط فہمی کی ناہولی کی نشان دہی ہو کر رہے۔ اس کے علاوہ سے حضور کے
 وراثہ و غیر القرون پر ایمان مانہ ہو گا، بدگمانی و غیبت اور منافقوں کو شرک و فاسق بنانے سے
 منہات حاصل ہو گی، فرقہ و مدیث کے مسمومات میں سے ہائے منسوج، قوی و ضعیف
 ظاہر و باطن راجع و مرجع میں ہزار سائے حقیقت و حقیقتات یعنی امر اور بے کے فرق میں باسی ظہر
 اور باطن ترین فرقہ معلوم ہو کر صحیح راہ و چارہ سے معلوم ہو گی، اس فرقہ کی دو سبب غلوں سے فرقت
 سمجھ میں آئیگی اور راہ دین میں ایک بعیرت حاصل ہو گی، اللہ تعالیٰ حضرت محنت کو ہر جزیلی
 عطا فرمائیں اور ایسے کاموں کی مزید توفیق بخشیں اور قبول فرمائیں سے مسخر فرمائیں۔

(جمیل احمد خان، محرم ۱۳۸۲ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سخن بے گفتنی

الْمَسَدُ بَقِيَّةُ النَّبِيِّ وَالْمَسَدُ وَالْمَسَدُ وَالْمَسَدُ عَلَى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَخَاتِرُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اِلَهُمُ وَالْمَسَدُ الَّذِي هُمْ مُدَّةُ الدِّينِ وَكَانَ
فِيهِ نَبِيٌّ مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَالْمَسَدُ نَبِيٌّ.

اَمَّا بَعْدُ .

جوں جوں قیامت قریب ہوتی جا رہی ہے فتنوں اور مصیبتوں کا دور اڑھ کٹ وہ تر ہو جاوے گا
سب سے اعلیٰ و عظمیٰ و عظیم تر قسم کے فتنوں کا غیر ختم سلسلہ شروع ہوتا جا رہا ہے جو کسی طرح ختم ہونے
میں نہیں آتا اور زمانہ فراہم حال گویا یوں کہہ رہا ہے کہ ۔

ہری چراغی سے ظلم و جور سے عداوت ٹپکتا ہے
میں اپنی کسبج روز و شب کا شمار کر رہا ہوں دزدان

اور اس نازک دور میں ہر جہاد میں ہوس کی یہ خواہش ہے کہ غریب و مسکین کی پابندی سے
دشمن کا ہری حاصل کر لی جائے اور مذہبی حدود و حدود کو خیر باد کہہ کر جی بیاہی اور میں مافیٰ ذمہ کی بسر کی
جائے اور اپنی ناقص اور ہمارا عقل دبا کے ہی کو اپنا امام تسلیم کر لیا جائے اور اعلیٰ کُل فی حق
برائے کا مظاہر کیا جائے اور صفت کے علی کا ناموں پر ہوس کی گرد و مال دی جائے اور ان پر سے
وجہ و د اعتبار نہ کیا کہ لوگوں کو مادر چہرہ آزاد کر دیا جائے کہ نہ ہے بانس نہ بیکے بانسری ۔
قَالِيَ اللَّهُ الْمُسْكِي

① مکین حدیث نے مطلب بڑی سبکی سے عرض پڑھنا باقیں ہاتھ کے کرتب فرماتے ہادی سے حج حضرت کو مکین حدیث کی حد میں لاکھڑا کیسے ان میں ایک حضرت امام ابو حنیفہ کی ذات عزیزی بھی ہے۔ چنانچہ مقدم حدیث جلد اول ص ۱۲۵ میں (تین شے مکین حدیث کی سرخی و فہم کر کے پڑھ لے) امام ابو حنیفہ، شاہ ولی اللہ، اور علامہ اقبال اور اہل طبع و اسلام کی ایک شہادت میں حضرت امام ابو حنیفہ کے بارے میں ایک ائمہ دار شخصیت کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں حضرت امام ابو حنیفہ کو کبھی کہہ دیتوں کا عالم اور مالک گردانا تھا اس لیے بھی شدہ ضرورت تھی کہ تین طریق پر حضرت امام صاحب کو علم حدیث میں مقام اور تہ و عزت کی جگہ ادا کر دینے کے اصل و غیس کو اٹھایا گیا جسے ہر کسی کو مضابطہ نہایت اور صحیح ہوتے ہیں۔

② غیر متدین حضرت نے جو خیال خوش جو شرکت غیرت الحدیث ہونے کے واقعہ کو قرار دیا ہے جو ہے، عوام کو یہ یاد کرانے کا جماعتی ضرورت تیار کر رکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب اور کتب فقہ حنفی پر تحریر و تقریر ہر طرح خوب پس کر رہے ہیں جو ان کی جگہ کے امام ابو حنیفہ کو حدیث میں ضیعت اور کمزور تھے ان کا سرمایہ ہی صرف ستر و حدیث تھیں اور ان کو ان کے حدیث میں شمار کرنا غلط ہے وغیرہ وغیرہ اور شیخ محمدی حقیقت الغشہ وغیرہ کہیں اس پر حدیث شائع ہو چکی ہیں اور یہ سب سے بنیاد و دعویٰ ان میں حکم دینے۔ مگر نتائج التقلید کے نام سے ان کی ایک سرکاری کتاب اب کچھ عرصے سے شائع ہوئی ہے جس پر ان کی شہادت اور روایتی پارٹی کے تقریر یا بھی حضرت کی تصدیقات ہو رہی ہیں۔ چنانچہ فریق ثانی اس طرز و طریق سے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ آپ کے اصحاب اور کتب فقہ حنفی سے عوام کو مستغرق کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ بیجا ہے۔ اس لیے ہم نے اس کتاب کا نام مقدم ابن حنیفہ تجویز کیا ہے اور ہم نے جلد کے ساتھ ہم نے اپنے دعویٰ پر غور و جالبات نقل کئے ہیں اور فریق ثانی سے ہم نے محض علمی منقہ کیا ہے۔ مگر نتائج التقلید اور اس کے اثر تصدیق کنندگان حضرت کی تسرع سوچنا اور بدل آواز دہان اور اب الیہ اختیار نہیں کیا۔ شاید اس ناخوشی کی کوئی نہاد دل جواب دینے کے لیے میدان میں نکلیں گے مگر ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ فریق ثانی کی بعض اہم تصدیقات و اقوال کا جواب ہم نے طالعہ مذکورہ اور انکدام الغیہ میں لکھ دیا ہے اور انشاء اللہ ان غیر غریب

سے راقم کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کو دور کرے اور اپنی مرضی پہنچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔
آمین ثم آمین !

ابوالزہر محمد سرفراز خاں مصنف

دارمضان المبارک سن ۱۳۸۴ھ

مضامین : فروغی مکتبہ

بلکہ کثرت وہی حقاقت رہائی حاصل کر سکتے ہیں جن کو تمام نازل سے غیر عقل اور بصیرت کی نصیحت سے نوازنا ہے جو قرآن و حدیث کے کچھ پرچوں میں غلط فہمی کر کے تفقہ فی الدین کے انمول مزیں اور جواہر دینداروں سے امت پر لازم کی جھوٹیاں بھرتے ہیں اور ان کے منہ کی انتہائی زبردستی اور نہ سعادہ حالات میں وہ اپنے اس چراغ کو روشن ہی کرتے ہیں یہ ہے سہ

ہو اسے گرتا دیکھ کر کیا کہیں چپ لٹا بہت جلدی ہے

وہ ہر دیندار میں جس کو حق سے پیٹے ہیں مٹا دیتا ہے

جس چیز کا ثبوت قرآن کریم میں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے
قرآن کریم میں تفقہ کی نصیحت اس کے حاصل کرنے کی رغبت اور شوق بھی دلا ہے
 اس کے عمدہ اور خوب ہونے میں کیا تردد باقی رہ سکتا ہے اور اس کے قبول و عمل ہونے میں
 کیا شبہ پیدا ہو سکتا ہے؟ چنانچہ ایک خاص مقام پر اللہ تعالیٰ نے کالیوں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَتَفَتَّحَ مَا
 فَتَنَ اللَّهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ فَبَدَّلَ
 يَتَفَتَّحُوا فِي الْقُبُورِ وَنَسُوا مَا كَانُوا
 إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ أَعْلَمُ الَّذِينَ
 اور مومنوں کو یہ مناسب نہ تھا کہ وہ سب ہی
 کھج کر لیتے سو کیوں نہ کوچ کیا ان میں ہر فرقہ
 سے ایک علیحدہ نے حکم دیا کہ میں تم سے جدا
 کر لیں اور اپنی قوم کو لوٹ کر جیب وہ ان کی ہدایت
 فرمیں تاکہ وہ بھی جہنم نہ

(پندرہ سورہ، ۱۵)

قطع نظر اس سے کہ یہ آیت جہاں کے لیے کج سے متعلق ہے یہاں اکثر ارباب تفسیر کا خیال
 ہے یا اللہ چاہے جس طرح کہ مشورہ حضرت علامہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں حضرت امامی الزہری
 رحمہ اللہ وغیرہ کی رائے ہے اور سرایت نگاہ اس سے کہ ایک خانہ تفقہ فی الدین کے لیے سفارشات
 کر کے یہ حال پیدا کر کے، ایسے اگر قوم کو آگاہ کرے یا گھر ہی میں رہ کر یہ حاصل کرے اور جب
 علماء دین یا غیر حاضر افراد رجوع کریں تو ان کو یہ حکام خداوندی سے بانجھ کر دے، یہ دونوں تفسیریں
 منقول ہیں۔ ہمارا مقصد اس سے باہر روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین حاصل کرنے کی
 ترغیب دی اور بصورت دیگر اس کو ترک کرنے پر فتن و فتنہ کے ساتھ عداوت اور تہذیب فطری
 ہے۔ اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے کافروں کی تباہت اور بربادی بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد

فرمایا ہے کہ :-

يَا أَيُّهَا قَوْمُ لَا يُلْقِيَنَّ رَيْبًا عَلَيْكُمْ (پہلے، اللہ تعالیٰ)

اور ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین دست لوگوں کا حال ان الفاظ میں بیان

فرمایا ہے کہ :-

فَسَا بِلَيْتٍ قَوْمٌ يَقْتُلُوا نَبِيَّكَ ذَا الَّذِي يُلْقِيَنَّ رَيْبًا

عَلَيْكُمْ (پہلے، اللہ تعالیٰ)

اس سے معلوم ہوا کہ خود عقل اور فہم و فہم اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے جو اس کے

مقبول بندوں کو حاصل ہوتی ہے اور جو لوگ اس سے محروم رہتے ہیں وہ قرآن و سنت کی کتب

مطلوبہ ہر کتب میں، اللہ وہ علمت اور عزت کے سزاوارتہ ہوں۔ یہ یاد رہے کہ عقل و فہم اور

فہم و فہم سے مراد عام فہم نہیں بلکہ وہ فہم و فہمست مراد ہے جو دین سے متعلق ہو عام اس سے کہ

اس کا تعلق روایت سے ہو یا درایت سے۔ قرآن و حدیث اور اقوال علماء اہل سنت میں جہاں بھی خود

عقل کا لفظ آتا ہے، اس سے یہی مراد ہوتا ہے نہ یہ کہ خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث

سے بے نیاز کچھ کرنا یا فہم کی تباہی و بربادی اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سزاوارتہ علم و فہم کے لئے

چمن کو نیست و نابود کرنے کے لئے عقل و فہم، اللہ تعالیٰ کی ہنس کے اور کٹ و ڈینے والی و غیرہ تباہ کن اور

مردی آفات ایجاد کئے جائیں۔ یا ایسے محیر العقول چمنا یا ایجاد کئے جائیں جن کی بدولت چاند پریشان

کی برساتی ہو جائے۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں ایسے لوگ اور انبیاء نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ

لوگ کوشش حالانکہ ہم بننا کھڑا آئندہ کا مصداق ہیں اور ان کے حق میں یہ کہ نہایت ہمارا ہوگا کہ

سہے نہ اہل بصیرت تمہارے نزدیک

فرمے غرض عقل کے ذوالی کے بعد

خود اہل فہم کی غیبت و نفیست کے لئے ایک دو نہیں ہیں

صدر شہید کا درجہ | صبح اور صبح حدیث موجود ہیں۔ ہم صرف شہید خود نہ ہوا ہے

کے طور پر چند صبح احادیث کا یہاں باحوالہ ذکر کیا ہے۔ اہل فہم و فہمست :-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں جس کے کچھ اللہ تعالیٰ میں کہ :-

والہ وسلم نے دوشا وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے مجھے جو عزت و عظمیٰ کے مسموٹ فرمایا ہے اس کی مثال
 ایسے سب سے جیسے زعم کی پائش جس میں پڑہی ہو، اور زمین کا ایک وہ بہترین اور قابلِ عزت
 جملہ ہے جس سے پانی کو خوب جذب کر لیا اور ساگ پارت اور گھاس و چارو و جھڑت اٹھایا جس
 سے انسانوں اور جانوروں کی اکثر ضرورتیں پوری ہوئیں اور زمین کا ایک بہتہ وہ ہے جو نعمت
 ہے، اس سے کوئی چیز اچھی و نیک نہیں لیکن اس جہت میں پانی کو خوب جمع ہو گیا اور اس مجمع شدہ پانی
 کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع بخشا کہ وہ خود می پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی پلے سسے وہ
 کھیتی کو سیراب کرنے میں اور زمین کا ایک اور قطعہ ہے جو اس جھیل سے ملتا تو وہ پانی کو رکھا
 رکھتا ہے اور گھاس و پھوس اٹھانے کی جگہ جیت اس میں موجود ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہر
 خدا لکھ مثل من قطعہ فی دین شہ قناتہ پس یرت بہ امر شخص کی جیسے اللہ تعالیٰ کے
 یہاں بخلق اللہ بہ فہمہ وعلو و مثل من دینا میں نہ بہت حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو
 نہ ہر دفعہ بہ اللہ وکما و لہ یقبل حدی اس چیز سے قطعہ ملے اور پھر چھوٹے اللہ تعالیٰ نے
 اللہ الہی اصلا بہ (یعنی اس کا اصل و
 مسطور جلد ۱ ص ۱۰۷ شکوۃ ج ۱ ص ۱۱)

آخری جھیل زمین کی مشال تو یہ دشا کی سب سے کہ نہ تو محدث میں نہ غیر کہ نہ روحانی و جسمانی
 کو محدود رکھا اور نہ اس کو جذب کر کے اس سے کوئی خوشگوار نتائج بھی برآمد نہ کیا اور دوسری مثال
 محدثین کرام کی بہت جنہوں نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بروئے کار لیا اور پائش کر کے کھاتے
 تمام اصلی شکل میں مسنون رکھا، لوگ اگر ان سے اپنی بھی پیاس بجھانے ہیں ان کو وہ دھنسی پانی پڑا
 چاکر سیراب کرتے ہیں پینے تو کیا جو خیر مہم وہ بجھانے اور انسانیات کا نہ خدا کا مصداق
 ہیں نہ ان کو بھی وحی الہی کی بادش سے وہ سیراب کرنے کے پوتے ہوتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کی
 دھڑکی ہونی ہے آباؤ اور خشک کھیتوں کو اس پانی کے ذریعہ سرسبز و شاداب کرنے کی کھیت میں بہتے
 ہیں غرضیکہ اللہ جل جلالہ وکما وکما کے ایک ایک لفظ پر پورے بحث کرتے ہیں اور پہلی مشال
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے جن کے دلوں کی سرزمین مائتہ علیہ کا مصداق ہے اور جو دینے و پھیلے اور

لہں میں اس روحانی پائش اور وحی الہی کو اچھی طرح جذب کرتے ہیں اور اگرچہ وہ باطن اس قلعہ و حصن پر اصلی شکل پر قریب نہیں رہتے مگر کسی کی وجہ سے اس قلعہ و حصن سے مانگ پاتے، لگھاس و انداز و سبزی و ترکاری، پھل و پھول اور دیگر مختلف اجناس کی شکل میں متعدد چیزیں غیبی اور پیدا ہوتی ہیں جن کو انسان بھی اور حیوان بھی استعمال کرتے اور پختہ معرفت میں لاکر اپنی مختلف قسم کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ پانی بھی اپنے مقام میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے مگر پانی سے تمام ضرورتیں تو بر گزیدہ نہیں ہو سکتیں۔ اسی پانی کے لیے جب مختلف قسم کے مسرور و زور اور لذاتی ہول کی کشتیاں معرض وجود میں آئیں گی تو اس سے جو فائدہ مغرب ہو گا وہ ظاہر نہیں ہے۔ اسی طرح فائدہ کرام بھی اس وحی الہی کو جذب کر کے اس سے سیکڑوں اور ہزاروں مسافروں استبداد کر کے ہیں جن سے بڑی دنیا کو عظیم فائدہ نصیب ہو سکے گا۔ اب اگر کوئی شخص زمین کے اس قلعہ و حصن اور عرض گیری کو سمجھ کر اس سے تو پانی کو محفوظ ہی نہیں رکھا، یہ ترابی نہ کرے زمین ہے، تو اس عرض و عرض کی اتنی و تنہا میں ہرگز کوئی وقعت نہ ہوگی، بلکہ یہ کن عین نصرت ہے کہ اس زمین کی قدر و منزلت باقی حصوں سے بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کی مختلف قسم کی ضرورت کی کفایت کی ہے اور یہی حاکم فضا کرام کی بے لوث خدمت کا ہے کیونکہ انھوں نے ہر ضرورت و فائز کی چیز بہت کے لیے ناکافی ہیں، چنانچہ اس ضرورت اور اجیت قدر پر بحث کرتے آئیں

مؤمنین! اس قدر عظیم و بزرگ زمین کے حصوں پر اللہ تعالیٰ کی مشفقہ نگاہیں ہیں کہ

وَلَقَدْ قَطَعَ الْمَتَّعَةَ لِقَوْلِي رَبِّهِ الصَّوْمِ سَخِنتُ بِرِيشِ كَدُو مَرَأَةٍ كَسِيَتْ نَعْلَيْهَا بِرِيشٍ

(مقدمہ ص ۳۳ طبع مصر) ناکافی ہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام (الترکی شمس) سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ

قُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِرَ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکا لڑکا کر لڑکھلا
اللّٰهُ تَعَالٰی جَمَعَ مَقَالِقَ فَوْعَا مَا شَاءَ وَ هَا	خوش و خوش ہوئے۔ اس بندہ کو جس نے میری پادشاہی
اَلْیَمْنُ لَعَلَّهَا مَجْهًا قَرِیْبًا حَامِلٌ فَقَدْ لَاقَتْهُ	اور ملا وہی پھر وہ بات ان کو گری کوئی بیوقوف
لَهُ قَرِیْبٌ حَامِلٌ فَقَدْ اَلَى مِنْ هُوَ اَقْتَمَعَتْهُ	وہ بڑا راست ہے) نہیں ہی کیونکہ یہاں وقت خود
اَلْمَدِیْنَةُ (وَارِیْ جِلْدًا مِّنْ بَلِیْحٍ وَ شَقِیْ وَ لَقَدْ لَاقَتْهُ	عالم فخر کو حق بہت حاصل نہیں ہوئی اور بہت

وہاں مراجعہ صحت و مستویۃ جلد اعلیٰ و مرجع
 علم ان جلد اعلیٰ و مرجع فی التزیین ص ۳۳
 قال البیہقی جلا سلفی - وقال لعلہ فذلک
 صیغہ علی شریکھا -
 دفعہ دینہ بھی برکت کے حامل فقہ اعلیٰ و مرجع
 تیس مرتبہ دوسرے طریقہ سے اس کو پہنچا
 ہر فقہی زہر کا

اہم حاکم (المستفی فی ص ۳۳) اور عقیدہ زہری و شافعی امامہ ہب و علی المعتمد المتوفی ۴۳۸ھ
 کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت اللہ اعلیٰ علیہ السلام کے ساتھ متفقہ صحابہ کرام سے مروی
 ہے (مستدرک جلد سوم) و تحقیق مذکورہ جلد ۱ ص ۱۰۸؛ بلکہ امام حاکم اس کو مشہور حدیثوں میں شمار کرتے
 ہیں (معرفت عموم احمدیہ ص ۳۳) اور امام سیوطی (المتوفی ۸۵۹ھ) اس کو سزاوار
 کہتے ہیں (منہج البانی فی التخریج بالسنن مطبوعہ مصر) - فواب متین حسن خاں صاحب (المتوفی ۱۲۸۸ھ)
 اس حدیث کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ بخیر صحابہ کرام سے مروی ہے۔ (الجزء اللکون میں نقل
 المقصود المارون ص ۹۰ جمع بھریال ص ۱۹۸)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ احادیث کی جمیع کا اصل مقصد اُن سے فقہ حاصل کرنا
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے ہیں کہ ہر مسکتہ کی کسی
 ایسی حدیث کو اٹھانے والا جس حدیث میں فقہ پر خود صاحب فقہ نہ ہو لفظ لہ اس جیسے
 وہ حدیث دوسروں کو پہنچائے تاکہ وہ اس کی فقہ سے خود بھی مستفیع ہوں اور دوسروں کو بھی
 فائدہ بخشیں اور اگر وہ خود تو صاحب فقہ ہے مگر ہر مسکتہ ہے کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ فقیہ
 اور اس سے زیادہ مستفیذ و استنبیہ لایسانی اور استخراج اسکا کام کرے اُسے کہ فقہ پہنچا
 سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے فقہ حدیث سے بہرہ ور نہیں محض ہر کادے میں
 اور فقہاء کرام جو قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل اجتہاد ہر کہ فقہ واجتہاد سے کام لیتے ہیں
 وہی صاحب منزل اعلیٰ و مستوی ہیں اُن کو کیا جمہ قیسی یا سہل اور مٹی کا ڈنڈا اٹھانے پر ہے
 یہ دعویٰ کرنے کے یہ چیز ہی میری ہے کیونکہ میں اس کو اٹھانے والا ہوں تو ان کے بے بنیاد
 دعوے کو قبول کرے گا۔ اس کا کار تو مروت ہے کہ امانت اس کے مالک کو پہنچائے اور اس
 اکثر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوامع الکلم کے ساتھ یہ ارشاد فرمایا حاصل فقہ و فقہ

۱۰: "اور جو ترجمہ کر نہیں سکتے۔ اور یہ ایک روحی حقیقت ہے کہ آپ کے ارشاد استہدائے الہیہ ہی سے دنیا کو ہر قسم کی جاہلیت و اصرار اور شر و فساد نصیب ہوتا ہے اور جن حضرات کی مقصد زیست ہی معلوم نہ تھا وہ اسی سے زندگی کے آقا چڑھاؤ اور الٰہی نجات سے کوئی ناخبر ہو سکتے ہیں اسکا ہے کہ

جنہیں شعور نہ تھا جھٹلے حیات سے کیا
وہ ہر گناہ کے صدمے سے راز دال تھے

ظہیر راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما (مستطاب) فرماتے ہیں کہ:

تفقهوا قبل ان تشدوا قال ابو سبہ اللہ تم سب سے پہلے تفقہ حاصل کرو۔ اور پھر ماری
وبعد من تشدوا (بخدا کی جگہ ادا کرو) (مستطاب) کہ نہ درجہ تکمیل کے بعد بھی اس کو حاصل کرو۔
یہی تفقہ فی الدین ایک ایسی ضروری اور اصلی ترین نعمت ہے جس کو سرکاری کاموں پر سے
سے قبل اور بعد کسی موقع پر بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

باب دوم

فقہ و درایت

قرآن کریم کے بعد حدیث شریف کا جو مقام ہے وہ کسی بھی مسلمان سے مخفی نہیں ہے۔ وہ محدثوں کا ذرا ہی نام نہ بھی ہے اور محدثین بھی مسلمانوں کے بیشتر مذہبی مسائل میں اس پر قوت میں ہندو سیاسی بھی۔ ان کی دنیا بھی اس سے وابستہ ہے اور آخرت بھی۔ اس میں روحانی بیکاریوں کا علاج بھی ہے اور جمالی کا بھی مگر حدیث کے مسئلوں میں دو اہم اور بنیادی چیزوں کی حکمت ضرورت ہے۔ ہر ان کے بغیر حدیث سے استفادہ کرنا ایک ناممکن امر ہے۔ ایک چیز مندر اور درایت ہے اور دوسری معنی و درایت۔ اہل چیز کی حکمت تحقیق کو قائم کرنے کی ہے، اور دوسری کی فہم کرنے کے غلطی سے۔ جس طرح ہم حدیث کے معنی و درایت کے معلوم کرنے میں غلطی نہ ہو جاتی۔ دوسرے کے لئے ان کے قائم کردہ اصولوں کے محتاج ہیں اور ان پر ایسا اعتماد نہ کرنا ضروری ہے اور نہ درست ہے۔ بعینہ ہم حدیث کے معنی و درایت میں غلطی نہ ہو اور غلطی کے معنی و درایت پر اعتماد نہ ہو۔ تاہم حدیث قرآن و حدیث کے ساتھ؟ اگر ایک حدیث اور گروہ نے راستہ کی حکمت کی ہے تو دوسرے گروہ اور حدیث قرآن و حدیث کے ساتھ؟ اگر ایک جماعت نے چلنے اور پرست کی نگرانی کی ہے تو دوسرے حزب میرہ اور غزوہ کا پسندانہ ہے۔ اگر ایک کی گفت و چالشی انہیں کے قابل ہے تو دوسرے کی کاوش و سعی بھی خدا و فرشتوں کی سنت سے اور یہ دونوں جیسے عالم اسباب میں دین کی خلافت کا محالہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب الحق (المتوفی ۱۲۴۰ھ) ان دونوں ضرورتوں پر بحث کرتے

بیا شروع کردیم (پیش از آن می‌چند)

فہم ہوستے پر تپ : امام ابو ثورؒ سے پرچھو ۔

[illegible]

فدا سے بھی بڑی بہت اور فداں سے بھی بڑی بہت ہے۔ اس خدائے انسانی سے تو کبھی کہہ کر۔
 وین کنتم الی الآن (ابھی تک وہ سب وہاں ہی تھے؟ تم اب تک وہاں تھے؟)
 الکبریا جدا صحت کی؟

اس واقعہ سے ایک تو یہ امر ثابت ہوا کہ کائنات کے ہر شے میں آدھے مساوی محض طریق حدیث نہ
 اسانید کو منع کر دیتے ہی سے ہر شے میں نہیں ہوتے۔ وہ نہ لگا کر ہی نہیں جیسے چاند کا عکس سے میں یہاں
 میں کہن بڑھ سکتا ہے، چنانچہ اس جماعت کے اندر وہ میں لا ہوا سب ہو کر رہ گئے اور دوسری بات
 یہ معلوم ہوئی کہ محدثین کو ان کی بادشاہت میں بھی فتنہ و فساد کی اس خفیت و برتری کو تسلیم کرتی ہے
 اور ان پر اعتماد و اعتبار کے لوگوں کو ان سے اخذ مساوی میں غلطی گزرتی ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ: ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔
 وحذارت قال الفقهاء وھم اعلم بحالنا اور اسی طرح فتنہ سنے گئے اور وہ حدیث کے
 الحدیث۔ (ترمذی جلد ۱۱) مصلیٰ کو زور دے رہے تھے ہیں۔

مشہور محدث حضرت سیاح بن معاذی الاشرع رحمہ اللہ: جو الحافظ: الفقہ اور شیخ الاسلام
 تھے۔ تذکرہ جلد ۱۱ نے ایک حدیث پر فرمایا کہ۔

یا معشر الفقہاء انتم الاطباء وھم الاعیانہ
 اجمعین من العلماء صلاۃ اذیل ابو حنیفہ

صلاۃ ابو حنیفہ رحمہ اللہ

پساری کے پاس اگرچہ مختلف قسم کی قیمتی برائیوں اور ادویہ کا کافی شاک جو کہ بے گروہ نہیں
 ہونا کر یہ کس پیمانہ کا علاج ہیں؟ مقدار خوراک کیسا ہے؟ پرینہ کیا ہے؟ معجزہ قابل احتمال ہیں ویکب
 وغیرہ وغیرہ۔ یہ قرطیب اور حلی ہی مانتا اور یہ سکتا ہے، اسی طرح محدثین کو ان کے حلقہ میں بڑا دھبہ
 پیش پیمانہ میں کو خطرہ تو یہ کہ بے گروہ ان سے استنباط احکام اور استفسار میں مسئلہ پر قادر نہیں ہوتے
 یہ کام فدا کا ہے اور وہی حدیث کے معنی کو سمجھتے ہیں۔ یہ بات بھی آپس میں لکھتے ہیں کہ فتنہ کو ان
 کے مقابلہ میں وہ محدثین جو میں جو رسہ محدث ہیں اور فتنہ سے کاکہ ان کو حاصل نہیں ہے۔
 باقی ہے وہ محدثین غلطہ جو جامع میں الحدیث والفقہ میں با اعتماد دیگر جو فتنہ و فساد میں شاملی

مشقہ اہم بخاندانی وغیرہ تالیف حضرت محل جت نہیں ہیں۔

حدیث شیر علی بن حشر (مطوفی سلسلہ سلسلہ بن قاسم فرماتے ہیں کہ وہ فقہ تھے اور مدنی
ان کو شہادت میں رکھتے تھے۔ نسائی کہتے ہیں وہ فقہ تھے۔ ترمذی التہذیب، ص ۱۰۰، ص ۱۰۱، ص ۱۰۲
کہ ہم کو کتب میں ہمارے کی مجلس میں موجود تھے، انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک ان دونوں مشعل میں
سے کون سی تندہ ستر ہے؟ اعش عن ابی وائل عن حبشہ اللہ بن مسعود؟ اس میں صحابی تک
صرفہ در واسطے ہیں اور سند عالی ہے) یا سفیان بن منصور عن یزید بن علقمہ عن ابن
مسعود اس میں صحابی تک بار واسطے ہیں اور سند داخل ہے، اہم نے کہا کہ جہاں کے نزدیک تو
اعش عن ابی وائل کی تندہ ستر ہے۔ اہم کو کتب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! اعش و تو نے کتب شیخ اور قریش
ہیں اور ابو وائل بھی شیخ ہیں، بلکہ اس کے دوسری سند میں یحییٰ بن یزید ہیں، سند و فقہ میں ہمارے
فقہ ہیں اور مختصر بھی فقہ ہیں۔

وحدیث یثمد اولاد الفقہاء بخیرین و نیکو
الشیوخ و مصنفات علوم الفقہ یثمد علیہ
فقد یثمد ابی القاسم علیہ السلام علیہ السلام
کہتے ہیں۔

حدیث ابو بکر محمد بن حسن العزازی (مطوفی سلسلہ جو الامام الحافظ ابو یوسف تھے،
تذکرہ جلد ۱۱، ص ۱۱۱، اور امام متقی اور میر تقی۔ طبقات ص ۱۱۱، ج ۱، دو مختلف حدیثوں میں
طبقات و تخریج کے ساتھ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ لکھتے ہیں کہ :-

ان یکون من عطاء بعد المدیثین مع تسامح
فی الحفظ و لا یقتضون فقہاً عارضین بالاحتیاج
للحکام من مفسرات اللفاظ فالاستیعاب
الی حدیث الفقہاء اولی
و کتاب او متبادر
و حدیث کی طرح تخریج کرنا اولی ہے

اس سے اندازہ فرمائیے کہ دو مضامین حدیثوں کی تخریج میں بھی جو خاص فن حدیث کا مسئلہ
سب سے حدیثیں کرنا تھے فقہاء کی برتری کو نظر انداز نہیں کیا اور ایسی حدیث کو جس کے راوی حساس

اقتدار پرستوں کے علاوہ فقہ بھی ہوں اس حدیث پر ترجیح دی ہے جس کے راوی فقیر نہ ہوں۔
اہم حاکم اپنی سب سے فقیر کتاب معرفت علوم حدیث میں حدیث کی صحت و اتمام کے بعد
اس کی فقہی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

معرفة فقه الحديث اذ هو شرط في العلم بالدين والشرع والاسلام
العلم به قوام الشريعة قواما فقهيا والاسلام
بصحاب النبى والراى والاستنباط والمعمل
والنظر في مصاديقه في مثل هذه الامور
فمن لم يعرف علوم الحديث مثلا
فمن لم يعرف علوم الحديث مثلا
انہ کے ساتھ شریعت کا قیام ہے، ہر حال فقہی
اسلام جو قیاس و حکم، استنباط و مبدل اور نظریہ
نکوت کلام پر لکھتے ہیں وہ ہر لحاظ اور ہر قسم کی
شکوہ و محرومیت سے ہیں۔

اہم حاکم اپنی سند کے ساتھ ملاخ بن العلاء الرقی، رافضی مسند ابو حاتم ابن کو حدیثی
مردان کی صلاح اور نیکس بہ نامی لکھتے ہیں۔ ابن حاتم ان کوشاںات میں لکھتے ہیں۔ تنزیہ
التنزیہ حیدر اس سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت
پر چار شخصوں کو پیدا کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ایک ان میں سے۔

بالشافعی بفقہ اعدادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اہم شافعی ہونے کے سوا کہ وہ ان میں سے ایک ہیں۔
علیہ السلام وہ قوم میں قیامت سے کام لیا۔

اور وہ شریعت کے امام ابو حنیفہ رافضی مسند ۲۲۲۲ جو الامام ابو حنیفہ اور ابو حنیفہ
فقہ اور اماموں تھے۔ ایضاً ۲۲۲۲ میں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں
کی شروع و تعمیر کی ہے، اور تیسرے امام یحییٰ بن یحییٰ رافضی مسند ۲۲۲۲ میں جنہوں نے آپ کی
حدیثوں کو بحث سے پاک و صاف کیا ہے، بعد ازاں حضرت امام احمد بن حنبل رافضی مسند ۲۲۲۲
میں جنہوں نے سند کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل دین اور حکم پر باوجود امتیازی
صورتیں پر واداشت کرنے کے بہت قوی کا اظہار کیا۔ ذلک ہم للاعب الاستقامت و معرفت
علوم الحدیث میں اگر یہ نہ ہوتے تو اسلام خصوصیت جو عالم اسلام ایک عقیدہ سب
میں اور یہ ناقیامت سب کا اور حقیقت اس کا محافظ و معرفت اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر عالم سب
کی طرف نگاہ کرتے ہوئے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ چاروں حضرات اسلام کے بہترین علماء

تھے۔ علامہ غلیب بغدادی نے بھی یہ واقعہ اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور آخر میں لکھتے کہ:۔
 لم يرد ذلك كثر الناس (بخدا دی ۱۰ ص ۱۱) اگر یہ درست تو لوگ کافر ہو جاتے۔ (معاذ اللہ)
 علامہ کہتے کہ جہاں اسلام کی حفاظت و بقا کے لئے دیگر امور قابل متنبہ نہ تھے ہیں
 وہاں فقہ فی الحدیث کی صنعت اور غلطی کو بھی پس پشت نہیں ڈالنا گیا اور یہ ایک واضح نتیجہ
 ہے کہ فقہ فقہ کے حدیث کی باریکیاں اور نکات سمجھے بھی نہیں جاسکتے۔ یہی ایک ایسا فن
 ہے جس کے ذریعہ سند و حدیث، روایت و حدیث کی پیچیدگیاں ناخن تدبیر کے ساتھ سمجھائی جاسکتی
 ہیں، چنانچہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں (المجتبیٰ العتبی) (المستوفی شمس) انشاء فرماتے ہیں کہ:۔

اعلم ان فی الحدیث دلائل و ادوات ۱۰ قویوں سے کہ حدیث میں نبی و انبیاء اور پیغمبر
 بعدہا انما العلماء الفقہاء و اتقاء فی فقہا و ۱۱ جوئی ہیں کہ حدیث وہ علم ہے جو سمجھ سکتے ہیں جو
 فقہاء ہیں کسی قول کی حدیث میں لکھی ہوئی
 مآرة فی کشف معانیہا

و دقیق شیلہ التظہیر ۱۲ کے معنی کے کشف میں یہ دلائل و ادوات ہوتی ہیں۔
 اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ فقہاء کرام کا مسل میدان کو درست و حق ہے مگر ان میں ہمدرد
 روایت کے برخلاف اور ناچار راستہ سے بھی نئے خبر نہیں سہتے۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی (رحمہ اللہ) ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

قد علم الحدیث و الحدیث نقیبت علی من ۱۳ سوال و عرض کا علم و مافیٰ و فقہاء میں سے ہند
 الفقہاء و نقیبت الباری جہد (مت جامع معص) کیے جاسکتے ہیں۔

ابن علی جہدنے ہیں کہ حافظ موصوف متافری قدس سرہ میں اپنی نظر صرف آپ ہیں اور علم حدیث
 کے علاوہ دیگر عیسویوں علوم میں ان کی کرنی نگاہ سب سے لیکن وہ فقہاء کرام کے اس میں منصف سے
 جو کچھ ان کے شاگردان شان سے بلکہ کوشش سے نہ پاس پاتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں۔ اس سے
 بڑھ کر فقہ و فقہاء کی فضیلت و نقیبت اور کیا ہو سکتی ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ النبی (رحمہ اللہ) ۱۴ قلاب صاحب کہتے ہیں، شیخ ابو سعید
 الفقہاء المصنف شیخ المنازلۃ ابو الجہد (مت جامع معص) اور فقہاء کے مراتب اور احوال
 میں ان کو حق برسرے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

میں ملدوای الی المملوہ بیت حرم: تلتیم لی
 الملوہ وما العکس فلان تم الیہا مملوہ
 اولیٰ مملوہ فانقص المملوہ وهذا الیتم
 بحدہ لفظاً

(المملوہ فی ذکر المملوہ المستقرہ ص ۸)

غیر فرمیتے کہ ثواب صاحب کیا اور شاد و فرہنگتے ہیں: اس کا ہے کہ کلام اللہ کہ طوک المکرم کہ
 مقصود بالذات تو ایسا کہ علیہ مملوہ جس کے توسط سے استخراج حکام اور امتداد مملوہ
 کی گنتی ملجائی جائے۔ جس طرح سے بھلا یہ مملوہ علیہ کہ جس کو مملوہ ہو سکتا ہے؟ اسی کا نام فرمودہ
 مملوہ ہے۔ جو شخص اس سے موصوف ہو گا تو وہ مملوہ علیہ کی سند امتیاز پر فخر ہو گا۔
 اہمیت کے لیے جس سے اہم کوئی اور تمام تصور نہیں کیا جا سکتا۔

انعم الیہ العزیز من یصل الیہ فی (الترقی) مستقرہ جو بعد الاکتاف القدر ہے، فرماتے ہیں کہ۔
 عَابَ لَنَفْسِهِ قُوَّةً لَّا تَحْشَى لَهَا
 مَا تَحْشَى شَيْئًا لِّلْغُلَّ وَ هُوَ عَالِمٌ
 تَنْ لَّصَدَقَ حُسْنُهُ عَالِمٌ لِّغُلَّ وَ تَقْصُرُ
 (ملفوظات ج ۱ ص ۲۰)

مترجمہ: یعنی قدر حاصل کرنے کو ان لوگوں نے عجوب قرار دیا ہے جو عقل سے محروم
 ہیں اور پیسے لوگوں کے علم قدر و عیب سمجھنے سے کوئی غرر نہیں ہے۔
 اگر کوئی نادان آفتاب نیمروز کو کہ جب وہ ایک طلوع ہو چکا ہو، نہیں دیکھتا تو اس سے
 آفتاب کی روشنی کو کیا نقصان ہو سکتا ہے؟

مقتضی سے کوئی چارہ نہیں

کم ظرف کریم اور متعصب لوگ تو روشہ فتنہ کی اہمیت کو گھٹانے کی نحو میں گتے ہوتے ہیں اور
فتنہ کریم اور کتب اللہ کی تفصیل و تزیین میں جادو جبر اپنا قیمتی وقت صرف کر دیتے ہیں لیکن اہم
بصیرت جانتے ہیں کہ قرآن کریم اور حدیث شریف اور اجماع ائمتہ کے بعد فقہ و قیاس اور اجتہاد
کی حاجت ایسی اہم اور ضروری ہے کہ اس سے کوئی معذرت نہیں اور زمانہ حال کے غیر متقدمین بہرہ
کو بھی اس کی افادہ و حیثیت قیسم کر لے سے کوئی چارہ نہیں چنانچہ مشہور غیر متقدم عالم مزین محمد الطلیحی
(المتوفی ۱۲۸۵ھ) کہتے ہیں کہ آئمہ سنت کے نزدیک بنیادی اصول چار ہیں۔ تمام دینی مسائل
میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ قرآن، سنت، اجماع، ائمتہ اور قیاس ان میں سے پہلی اصل
قرآن و سنت ہے اجماع اور قیاس کا ماخذ بھی قرآن اور سنت ہے۔ کتاب و سنت کے خلاف
نہ اجماع ہو سکتا ہے نہ قیاس اور (مشرع صلی اللہ علیہ وسلم) اور نیز مولانا موصوف تعالیٰ العزیز کا
حنوان قائم کر کے کہتے ہیں کہ قرآن و سنت کی حفاظت کے باوجود دنیا کے عوارض و معاشی میں
اور کتاب و سنت کی رہنمائی کے سوا ان عوارض سے عہدہ بردار ہونا ممکن نہیں اس لیے انسان
اور صحابہ بصیرت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا قرآن عزیز کا ارشاد ہے۔

فَاسْتَشِیْروْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (محل)
جب کہیں چیز کا علم نہ ہو تو اہل علم کی طرف رجوع کرو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: استأشرفوا النبی المسالہ۔ انبیاء آدمی کے
لیے صفحہ منظر بقدری ہے کہ وہ اہل علم کی طرف رجوع کرے یا ایک فطری قصہ ہر زمانہ
میں اہل علم نے اس ذمہ داری کا احساس فرمایا وقت کی ضرورت اور ماحول کے مطابق کتاب و
سنت کے تقاضوں کو پورا فرمایا آوارگی سے بچتے ہوئے غیر منصوص عوارض کے فیصلے ضروری
یعنی کتاب و سنت کی رہنمائی میں سکتے اور اس کے ساتھ وقت کے مصالح اور ضرورتوں کو
پوری طرح ملحوظ رکھا۔ درمیش نظام عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنا کر لکھنے کو چاہیے اسی
فطری جذبہ کے تحت آوارگی سے بچانے کے لیے اور وقتی ضرورتوں اور مصالح کو ملحوظ رکھ کر کیا۔

باب سوم

فہرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اس بات میں تہذیب و تربیت کے لئے ایک ایسی ہیئت بنائی گئی کہ جس سے سب کے لئے ایک ہی ہیئت ہو سکے اور ہر ایک کے لئے ایک ہی ہیئت ہو سکے۔
 خدا پرست اور پاکیزہ مگر فہم قرآن، تدبیر حدیث اور نقشہ فی الزین میں سب کی سب کی ہیئت تھی۔
 اس لحاظ سے ان کے آپس میں مختلف درجہات اور مقامات مرتب تھے، چنانچہ امام سہروردی
 (رحمۃ اللہ علیہ) نے جو الامام المفسر اور محدث الاعلام تھے، تہذیبہ لفظاً علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام سے فضیلت کی وجہ سے ان کا کیا کرنا ہے؟ ان سب کا کام
 میں کر چھ ہندگوں کی طرف دیکھا ہے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
 صحابہ کرام میں، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ، پھر میں نے ان چھ حضرات سے شرف
 صحبت حاصل کیا تو دیکھا کہ ان سب کا علم حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر ختم ہو گیا
 ہے۔ طبقات ابن سعد ج ۲ صفحہ ۲۰۸۔ تذکرۃ المحققین ج ۱ صفحہ ۲۰۸۔
 الصالحین ج ۱ صفحہ ۲۰۸۔ مع شرح العبدی۔

انہی میں سے بھی امام سہروردی سے یہ روایت نقل کی ہے، اس میں انہوں نے حضرت
 علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
 حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوشعریؓ کا نام ذکر کیا ہے۔ متعلقہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۸
 عنہ (الماکذ لہ الذہبی)

اور امام شافعی (المتوفی سنہ ۲۰۴ھ) حافظ فقیر متقی اور خاتم النبیین تھے (مذکورہ بالا) سکایاں ہے کہ صحابہ کرام میں جن مسافروں کے بارے میں فیصلہ صادر کرنے میں آپ حضرت تھے اور یہ فقیر میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور کوفہ میں حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ اور حضرت عمارؓ (مذکورہ بالا) دیکھ سکتے ہیں،

عبداللہ بن جعفر النعمانی (متوفی سنہ ۲۸۰ھ) لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ مروجہ میں باجموعہ دین فخر اور علم اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ اصحاب زید بن ثابتؓ اصحاب عبداللہ بن عمرؓ اور اصحاب عبداللہ بن عباسؓ کے نزدیک پیدا ہوئے۔ اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابتؓ اور اصحاب عبداللہ بن عمرؓ کے ذریعہ کے ذریعہ اور اہل کوفہ کا علم اصحاب عبداللہ بن عباسؓ کے ذریعہ پیدا ہوا ہے۔

واما اهل العراق فعلموا عن اصحاب اور اہل عراق کا علم اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن مسعودؓ کے توسط سے پیدا ہوا ہے۔

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (متوفی سنہ ۲۸۰ھ)

اور نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی سنہ ۱۲۸۰ھ) لکھتے ہیں کہ جن صحابہ کرام سے دین و علم پورے کی اشاعت ہوئی ہے، ان میں حضرت ابن مسعودؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ پیش کیے گئے (امتنہ فی الناس الممنونہ بالسنۃ معہ) رسول اللہؐ مبارک پوری ساری امت (المتوفی سنہ ۲۸۰ھ) لکھتے ہیں کہ جن مسافروں کی ترویج و اشاعت کے لحاظ سے صحابہ کرام کے تین طبقات ہیں۔ پہلا طبقہ دو ہے جس سے مسائل کی ترویج تو ہوئی ہے مگر نسبت کم اور دوسرا طبقہ متوسط ہے اور تیسرا طبقہ دو ہے جس سے دین کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی ہے، ان میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمارؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ خصوصیت کے قابل ذکر ہیں۔ (بخاری النعمانی وغیرہ)

امام شافعیؒ دوسرے اصحاب کا بیان ہے کہ کچھ اہل کوفہ، بصرہ اور حمص کی حدیثوں کا نام شعبیؒ سے بڑھ کر کوئی عالم معلوم نہیں تھا۔ حضرت امام محمد بن سیرجؒ فرماتے ہیں کہ شعبیؒ صحابہ کرام کی کثیر تعداد کے ساتھ فتویٰ دیا کرتے تھے (یعنی علماء) اور صحابہ کا بیان ہے کہ میں شعبیؒ سے بڑھ کر فقیر کوئی نہیں دیکھا، (یعنی علماء) حدیث زید بن ثابتؓ سے لے کر۔ (یعنی شعبیؒ لای حلیۃ منکونہ وغیرہ)

کوفہ میں حضرت صحابہ کرام کا درود

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل صل و صلہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
سنت کے ساتھ تہنیت پڑھ کر پھر یہی سنت پڑھ کر عبادت اللہ کھڑے ہوئے جن کی
وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شانی اور صحبت کا سونہ کرنا پڑا اور عراق کے اندر اس انداز سے
شورش اور فتنہ برپا ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکام کے ایک پروردگار کی
کمزوریت سے (اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف) کسی مومن کو مار کر ہلاک کیا جس سے چنانچہ بدعت
کوڑ کر جس نوا اور انہوں نے اپنی نفرت کا بیج جس طرح بوائے تھا بعد شوشہ نفع حبيب
جلد سے اسے جمع ہوا جن حجر عسقلانی اور میں گزار تھا اور اس میں عادیوں کے مرنے سے
پاشیوں کے جوان کی اور یہ کہ حضرت صحابہ کرام کی وجہ سے خوب پہلے جتنے بھی اہم
قضا و فیصلے ان کے ذریعہ صادر ہوئے وہ کوفہ ہی میں ہو گئے جہاں کہ شیخ الاسلام
ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ :-

ناشدواہ عند علی و فقیہہ لکھو جب
مقدمہ وہ عند عدوہ لکھو فتنہ
(مہاجر اسلمیہ ج ۲ ص ۱۰۰ طبع مصر)

اور حضرت شامی مقدمہ میں اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ :-

ہاں اصیب فتنہ بآل کوفہ
(حجۃ باب نقۃ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر)

اور یہ کوئی معذرت نہ ہے فیصلے سے قطعاً کہ حضرت شامی کوئی مقدمہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-
"فقیہ سے بیاہر زیادہ حدیث پر دست اور ظاہر شدہ" (رقۃ العیتین ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مجتہدائی دہلی)
گو یہ ثابت کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوفہ میں سے پہلے بھی وہاں علم و ایمان کی وارش پرستی
رہی ہے۔ چنانچہ عدوہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوفہ میں رہا تاہم اہل کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت تک یہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ سے بہت سے علمی و فنی مسائل کا علم رکھتے تھے (مناہج منہج ج ۱ ص ۱۰۰)

اور نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جو مسلمان کسی اور بھڑی کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہے تو وہ
اہل دین سے حاصل کرے اور نہ سب صحیح اہل کفر سے کہے۔

ومن أراد الفقه فالكوفة
اور جو فقہ چاہتا ہے تو اس کے لیے کوفہ ہی ہے۔
(مناقب ج ۲ ص ۲۷۷)

ما نقلہ عن ائمتہ من عن حاکم و المتوفی سلفہ جو احفاظ علیہم السلام نقل کیا ہے کہ ائمہ کبار اللہ اور ائمہ دین
تھے، ان کے جلدوں میں اپنی سند کے ساتھ حضرت امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ) سے روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ تم نماز کے مسائل اہل دین سے، منا سب صحیح اہل کفر سے اور
اعلم و احکام کے حالات اہل شام سے حاصل کرو۔ اور
واللہ اعلم عن اهل الكوفة
خلفہ و خلفہ تم اہل کوفہ سے حاصل کرو۔

(امام حاکم و متوفی علیہ السلام طبع دمشق)

یہ بات بھی غور و نظر سے کر کر صرف غلطی سے ہی نہ سمجھ لیا کہ وہ علم حدیث کا بھی اہل
خاص کر تھا اور ہر اہل علم حدیث و اہل حدیث کے کلامی و نقلی ثبوت کی بنا پر ہے، چنانچہ مشہور
ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ (المتوفی ۳۶ھ) جو امام مالکؒ کے تلامذہ، علم، فہم، ثبوت اور فہم
تیسرے کے مقابلے میں تھے۔ ان کے جلدوں میں فرماتے ہیں کہ:

قد صحت الكوفة وبعثنا اربعة ائمة يطعنون
میں جب کہ نہ چاروں بزرگوار علم حدیث
طبیعت و تدبیر اللہ ہی کے مطابق ہیں۔

محدث بشاد و حاکم بن حاکم و المتوفی سلفہ۔ اگر ساقی فرماتے ہیں کہ وہ فقہ اور امام تھے۔
بشاد ہی علیہ السلام اور حاکم بن حاکم فرماتے ہیں کہ وہ فقہ، ثبوت اور صاحب ثبوت تھے۔ البتہ
اور حضرت بن شیبہؒ فرماتے ہیں کہ وہ فقہ، ثبوت اور مستحق تھے۔ البتہ علیہ السلام اور علامہ قزوینیؒ کو
ان کا قول اور تصدیق بخدا دیکھتے ہیں۔ (تذکرہ ص ۲۷۷) فرماتے ہیں کہ:

فقد صحت الكوفة فائت اربعة اشهر و اربعة
ان تکتب مائة الف حديث لکتابها
تدعوا لکتاب الا قد رخصت الف حدیث
ہم کہ وہ چار مہینے چار ماہ و اربعہ دن قیام کیا مگر ہر چار
تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ حدیث لکھ سکتے تھے
مگر چھٹے و کمال امتیاز کے ساتھ، مرنے پر پاس

إلى ان قال وقد رأيتها الكوفة فحانها فحانها
 شرح الطبرانی ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 ہزار ہشتاد و ہشتاد (۱۰۰۰) میں
 عربی زبان میں مکتوب کر کے دلا اور اس کو روکے گا
 کوئی نہیں روکے گا۔

لکھنؤ کے عبداللہ بن ابی داؤد والتمنی ۳ ص ۳۰۰ ع ۳۰۰
 تہذیب جلد ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 کہ جس نے اس خط کو پھاڑا اور قدودہ الخدیجین تھے ،
 ان کے جہاز میں شریک ہوئے تھے۔ تذاکرہ ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 میں یہ کہہ کر فرمایا : اے ابی داؤد میرے پاس میری

نقار و خلعت الکوفہ و معی و ہم و لعد
 فاشترت بہ ثلاثین قمیۃ یا لعد و فکنت
 اکل منہ و اکتب من الودیع لما اخرج
 من الباقی و رخصی کنت منہ ثلاثین
 الف حہ پٹ مابین مقطوع و مرسل
 رتہ کرة المقطوع جلد ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 اس عبارت میں جس الکشیج کا تذکرہ آیا ہے وہ ابو سعید عبداللہ بن سعید بن حصین و لعد جی کوئی
 والتمنی ۳ ص ۳۰۰ ع ۳۰۰
 ہے جس کا نام شیخ الاسلام الحافظ اور محدث الکوفہ تھے۔ اہم ابو مرقم کایان
 ہے کہ ہوا طلع : اہل زمانہ۔ تذاکرہ ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰

ابو الزین فی الحدیث حضرت اہم بخاری (التمنی ۳ ص ۳۰۰ ع ۳۰۰) نے طلب حدیث کے
 مسئلہ میں جس کے اسلامی شہروں کا سفر اختیار کیا تھا لیکن کوثر اور بغداد میں قیودہ بار بار حاضر ہوتے
 تھے ، چنانچہ خود ان کا اپنا ارشاد ہے کہ :
 لا احسن کد دخلت ابی الکوفہ و بغداد
 مع الخدیجین زعمی ابی و مقصدہ فقیہ نیک

جہد ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں محدثین کے ساتھ کوثر
 اور بغداد کو کتنی مرتبہ گیا۔

جہد ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰
 اہم عبداللہ بن احمد والتمنی ۳ ص ۳۰۰ ع ۳۰۰
 کہ جس نے اس خط کو پھاڑا اور الجہ تھے۔ تذاکرہ ۲ ص ۲۰۰ ع ۲۰۰

پانچ والہ ماجد حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا کہ غلبہ علم کے لیے ایک ہی استاد کی خدمت میں رہنا چاہیے یا دو بزرگ مقامات میں بھی جا کر علم حاصل کرنا چاہیے؟ تو فرمایا کہ ہر باب میں ارشاد فرمایا کہ:

میرعل دیکتب من، نکو خیرین وانصتین سفر مکرنا چاہیے اور کونوں انہر یوں اعل
واھن المدینۃ ومکتۃ بیدویب العلوی ہرگز اور اہل کتب سے علم نہ لےنا چاہیے۔
مروء، دفع المفسد ص ۲۱۰

ملاحظہ کیجئے کہ امام اہل سنت اور معتزلے تہمت لگے جن مقامات اور جہات سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے، ان میں اہل کوفہ کا ذکر سب سے پہلے نمبر پر کیا ہے، کی طرف کی گیا ہے کہ یہ یمنی اور ملت کے بزرگ شخص ہیں سب سے نام سے ابستہ ذکر ہوا ہے اہل کوفہ اور علم پریش

چونکہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کو ملی تھے، اس لیے سابق زمانہ میں حاکم دین اور متحکم دین اور کچھ حقیقت نشانہ حضرت اہل کوفہؒ میں اور اس دور میں غیر متکدین حضرات سے خاص وقت صرف کر کے یہ مجہدین کو کبھی سب سے کہ اہل کوفہ کو تومہ پرست کا علم ہی نہ تھا اور کوفہ والوں کی حدیث میں ڈروہی نہیں اور کوفہ والوں کی نقل بھی معتبر نہیں اور اگر چہ ابھی کتاب نہ ہوا تو کوفہ والے سوا حدیث ہی سے تہی دست ہوئے وغیرہ تمیزات سے وہ اس عنوان کو ادا کرتے ہیں چنانچہ مصنف حقیقت انفقہ جعفر اول ص ۱۷ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کی حدیث کافی اور بھر پور تو روحوں سے بالکل غیر متعلق ہے، نقل کے ہیں جن ان کے بڑا سبب نیست کی ضرورت ہی نہیں اور ایک حوالہ الہود اور ۲۲ ص ۳۵ طبع نجف کی کاروں نقل کیا ہے، (مجموعت ان کے ترجمہ پر لکھا کرتے ہیں) امام احمد فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کی حدیث میں کوئی نہیں ہے ص ۱۵ اور اگر انہو سبب کو حقیقت نہ کہہ سکتے تو کبھی کہا، اور اگر کبھی سبب کو خیانت سے ہمراہ ہے جو اہل کوفہ کی میری عبارت نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

قال ابو حنیفۃ سمعت ابیہ اراد قال قال النبی اہل کتب ہیں کہ میں نے ابو داؤد سے سنا کہ فضیلہ
جس حدیث بہذا الحدیث لہ اہم منہی جب یہ حدیث بیان کیا تو نے تیرے آگے بھی ڈالتے

اگر جابر جی ایسا کہ سب نہ ہوتا تو حنفی مذہب کے پاس کوئی حدیث نہ ہوتی اور اگر حضرت حماد کوئی نہ
 جانتے تو حنفیت اندھ سے سی دست ہوتی۔ جابر جی کو اہم ابو حنیفہؒ کے بڑا کلاسب فرماتے ہیں
 اور حضرت حماد جی حکم فیہ یعنی فیہ مستبر ہیں۔ لطف یہ کہ فقہ حنفیہ کا سربراہ حیات سے شے کو قتل
 نام قرضی جابر جی اور حماد کوئی ہی ہیں۔ (راوی جی ابو نعیم مرقاۃ ص ۱۷)

مگر حیرت ہے کہ نوٹ نہ کر بھی کوئی دوسرے جہالت کا ٹکڑا ہو گیا۔ اذہ اس پہلے کہ قرآن
 نام قرضی کا نہیں بلکہ دیکھتے ہیں الجراح کہ ہے اور وہ حاکم ابن یزید جی کی قریشی کہ ہے ہیں۔ دیگر یہ
 جہولان کی نصیحت کرتے ہیں (چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ۔)

وقال دیکھ مہمما شککم فی شیخی فلا تشکوا
 فی انہما بترائقة حدیثا منہ مسعودی
 وشعبۃ وحسن بن صالح
 (تہذیب التہذیب ص ۲۶ صفحہ ۴۷)

اور قرضی کی اس جبار حد میں بھی تصور بالذات ہی لکھتے ہیں۔ وفائیا موقوف نے
 اہل کوفہ سے کہو کہ علیؑ تعین سنتی ہی کیونچہ ہیں کیا کوفہ میں اور حضرت نہ تھے؟ اگر جباری بات
 پر یقین نہ آئے تو مولاؑ مبارکہ پوری صاحب ہی کی من رہے۔

قلت المصیح ان القرضی الاول اصل الکوفۃ
 من کان فیہا من اهل العلم کالاسم الی حنیفۃ
 والتفہیمین وعلیہم السلام واد بعض اهل
 الکوفۃ بعضہم ولعلہم یصل الی الکوفۃ او
 بعض اهل الکوفۃ واسم الی حنیفۃ وحدہ
 (مسند ترمذی الاخری ص ۱۷)

کیا اس حال کے پریش نظر ہم ہی کہ جابر جی کہ قرآن کی حدیث والی جابر جی یزید جی پتہ
 ہے اور بعض قرآن سے شائع التقیہ سے کہہ کر اہل کوفہ کی حدیث والی کا سربراہ سیاست ہی جابر جی
 ہیں؟ وٹاٹا اہم حماد کو علیؑ اولاد حنفی حکم فیہ کہتے اور حکم فیہ کا معنی علیؑ مستبر کرنا بالکل غلط ہے نہ

اکثر روایت ششم ضعیف ہے۔ (مترجمین تعلیق المعنی) احادیث میں دیکھئے) اور کیا امام احمد محمد بن اسحاق سے بھی زیادہ کٹر کفر نہیں؟ جن کی روایت پر قرأت غلطی، الامم کے مسئلہ کی ضمانت کھڑی ہے اور غیر معتدین حضرات کے دُور حاضرین صحیحے بڑے مقدمت اور جامعہ سفینہ کے شیخ ابو اسحاق ایک مقدمہ پر یوں اور کام فرماتے ہیں کہ:-

”پھر یہ اصل کیسے جھٹ برکتی ہے، جب اہل کوفہ کی نقل صحیح نہیں تو تطبیق کی بھی ضرورت نہیں! (در معتمد فی الکلام ص ۲۹۵)

یہجے اہل کوفہ کی نقل اور روایت سے محض خاصی کے لیے کیا ہی تر بہت اور زور اور نفع و منافع کر لیا گیا ہے کہ جب اہل کوفہ کی نقل ہی صحیح نہیں تو پھر تطبیق کی کیا ضرورت ہے؟ بتدبیر کہ اس جواب کے قریب و مجرب اور اکسیر نظم ہوتے ہیں کیا کسراقی ہے؟ جہاں سند میں کوئی کوئی راوی ملے وہاں جھٹ سے یہ اکسیر ہیں کی روایت کو سرنگ و دوا میں یقین جاسیے کہ کوئی سند سے بھی پہلے اس کا اثر نمایاں ہوگا اور اہل کوفہ کی حدیث روایت جہاں بھی ہوگی وہاں غلطی سے بے پوش ہو جائے گا۔ مگر یہ خیال تھا کہ منہ رفع یدین، آمین، الجہ اور فرق انصاف وغیرہ میں کہیں سفیان ثوری اور یحییٰ ہی دیگر کوئی نہ ہوں، وہ دیر سوا مسلم جبرگ پڑے گا اور یہ یکے پر سے گامہ باؤد وہ جو سر پر چڑھ کر بیٹھے

واقم الحدود سے لے کر زمین فی الحدیث حضرت امام محمد بن اسحاق کے جن احادیث مشکوٰۃ میں مسجوب حدیثین کوفہ کی تلاش میں غلطی ہے، جھٹ ہے لکھی، مذکورہ الفاظ و معرفت علوم الحدیث سند میں مستحکم اور اہادیہ و الشاہد وغیرہ وغیرہ کتب اسناد، الرجال و طبقات میں شروح کی قرآن کی تعداد دیکھ کر اس سے بھی متجاوز انکی تحریف و تواتر سے سب کو نخر و نڈر کر دیا، البتہ طبر معتدین حضرت کو درود فکر سینے کے لیے مذکورہ الفاظ کی صرف پہلی جگہ سے ان محدثین عظام کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جن کو علامہ زہبی نے الکوفہ فی التزویل اکوفہ کے لقب سے یاد کیا ہے عام اس سے کہ وہ سولہ کوئی ہوں یا سکن، اور اچھے علم پر غرض نہیں کہ علامہ زہبی نے مذکورہ الفاظ میں متعلق عنوان صرف اسی حدیث کے ناموں سے قائم کئے ہیں جو حفاظ حدیث میں کسی کے نام کے ساتھ انہوں نے الامام احمد و الحدیث اور کسی کے نام کے ساتھ احمد فلا وجہ، اللہ! اور کسی کے نام کے ساتھ شیخ ابو مسلم اور حدیث

انکو ذوق و غیرہ کے وسیع فی کلمات لکھ کر اپنی حسن محبت کا اظہار بھی کیا ہے اور انکی کاوشیں، بذریعہ تمام
بھی بنایا ہے۔ ہر طرف ان حضرات کا ذکر کریں گے جن کو مستقل عنوان کے ساتھ انہوں نے ذکر کیا
ہے اور حتی الامکان ہر ایک کا بہت وصف و طے بھی عرض کر دیں گے۔

۱	عقود بن قیس	المتوفی سن ۱۱۰	۲۱	ابن شعیبہ	المتوفی سن ۱۱۰
۲	سروقی بن العبدی	۱۱۳	۲۲	ابو اسحق البیہقی	۱۲۷
۳	حبیہ بن عمرو المراءقی	۱۱۲	۲۳	حبیہ بن ابی البت	۱۱۹
۴	اسد بن زید	۱۱۵	۲۴	الحکم بن عقیبہ	۱۱۵
۵	سویہ بن مخلد	۱۱۱	۲۵	عمر بن مرہ	۱۱۲
۶	زید بن عیسیٰ	۱۱۲	۲۶	قاسم بن حمزہ	۱۱۱
۷	یحییٰ بن العقیق	۱۱۳	۲۷	عبدالکاش بن علیہ	۱۱۱
۸	عبد اللہ بن ابی الی	۱۱۳	۲۸	سعد بن معمر	۱۱۱
۹	ابو عبد اللہ بن الحسن	۱۱۳	۲۹	حفیظ بن مسلم	۱۱۳
۱۰	شروع بن العاصی	۱۱۸	۳۰	حسین بن عبد الرحمن	۱۱۸
۱۱	ابو العالی شعیب بن سلمہ	۱۱۲	۳۱	ابو اسحاق الشیبانی	۱۱۲
۱۲	قیس بن ابی حاتم	۱۱۶	۳۲	الحکم بن ابی خلدہ	۱۱۶
۱۳	عمر بن یحییٰ	۱۱۵	۳۳	سیدان بن جابر	۱۱۴
۱۴	زید بن وہب البیہقی	۱۱۵	۳۴	عبدالکاش بن علیہ	۱۱۵
۱۵	سویہ بن مخلد	۱۱۱	۳۵	محمد بن عبد اللہ بن ابی الی	۱۱۱
۱۶	ابو عمرو الشیبانی	۱۱۸	۳۶	محمد بن ابی خلدہ	۱۱۹
۱۷	یحییٰ بن خلدہ	۱۱۱	۳۷	سقر بن کاسم	۱۱۵
۱۸	ابو یحییٰ التیمی	۱۱۲	۳۸	السعدی	۱۱۰
۱۹	ابو یحییٰ التیمی	۱۱۵	۳۹	سیدان بن جابر	۱۱۱
۲۰	سید بن جابر	۱۱۱	۴۰	سید بن جابر	۱۱۱

- ٦١) نافذة بن قيس المصنف ١٩١ هـ
 ٦٢) الحسن بن صالح بن حي ١٩٤ هـ
 ٦٣) شيهان بن عبد الرحمن ١٩٣ هـ
 ٦٤) قيس بن الربيع ١٩٤ هـ
 ٦٥) دقة بن عمرو بن كعب ١٩٠ هـ
 ٦٦) شريك بن عبد الله بن عمرو ١٤٤ هـ
 ٦٧) زهير بن محمد ١٤٣ هـ
 ٦٨) قاسم بن ميمون ١٤٥ هـ
 ٦٩) أبو الحسن مسلم بن سلمة ١٩٤ هـ
 ٧٠) عيسى بن القاسم ١٤٨ هـ
 ٧١) سفيان بن عيينة ١٩٨ هـ
 ٧٢) أبو بكر بن عياش ١٩٣ هـ
 ٧٣) يحيى بن زكريا بن أبي ذؤانبة ١٨٢ هـ
 ٧٤) عبد السلام بن حرب ١٨٤ هـ
 ٧٥) جرير بن عبد الحميد ١٨٨ هـ
 ٧٦) أبو خالد الأحمر ١٨٨ هـ
 ٧٧) أبو سنان الغفاري ١٨٥ هـ
 ٧٨) عيسى بن يونس ١٨٤ هـ
 ٧٩) عبد الله بن إدريس ١٩٢ هـ
 ٨٠) يحيى بن عمار ١٨٩ هـ
 ٨١) حميد بن عبد الرحمن ١٩٠ هـ
 ٨٢) علي بن مسهر ١٨٩ هـ
 ٨٣) عبد الرحمن بن سنان ١٨٤ هـ
- ٧٤) أبو إسحاق المصنف ١٩٥ هـ
 ٧٥) مروان بن معاوية ١٩٣ هـ
 ٧٦) طعن بن عياش ١٩٣ هـ
 ٧٧) وكيع بن الجراح ١٩٤ هـ
 ٧٨) أبو شعيب ١٨٢ هـ
 ٧٩) عبيد بن سليمان ١٨٨ هـ
 ٨٠) البخاري ١٩٥ هـ
 ٨١) محمد بن فضال بن غزوان ١٩٠ هـ
 ٨٢) أبو أسامة ٢٠١ هـ
 ٨٣) محمد بن بشر ٢٠٣ هـ
 ٨٤) يحيى بن سعيد بن أبان ٢٠٤ هـ
 ٨٥) يوسف بن بكير ١٩٩ هـ
 ٨٦) عبد الله بن فضال ١٩٩ هـ
 ٨٧) شجاع بن الوليد ٢٠٧ هـ
 ٨٨) محمد بن عبيد ٢٠٧ هـ
 ٨٩) يعقوب بن عبيد ٢٠٩ هـ
 ٩٠) عبد الله بن داود الخزاز ٢١٣ هـ
 ٩١) حميد بن علي الجعفي ٢٠٣ هـ
 ٩٢) زهير بن المصائب ٢١٣ هـ
 ٩٣) عبد الله بن رزق ٢١٣ هـ
 ٩٤) إسحاق بن سليمان التيمي ٢٠٠ هـ
 ٩٥) أبو أحمد البكري ٢٠٢ هـ
 ٩٦) يحيى بن آدم ٢٠٣ هـ

ہم ابوحنیفہ کو لے کر آئے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے صرف یہ کہہ دینا کافی تھا کہ ہم تو امام ابوحنیفہ کو روکنا
 قہر مانتے ہیں۔ مگر ان کی عقل کو اور اگر اس سے بھی آگے نوازنا کہ چاہتے تھے۔ یہ کہہ دیتے کہ ان
 کی عقل کو کسی ہم نہیں مانتے جو عقلی ہیں۔ اگرچہ عقلی طور پر یہ بھی قلعہ باطل ہے۔ مگر صنفی طور
 پر یہ کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے تابعین کی حدیث کے بارے میں سب اہل کوفہ کو سا بن رہا ہے
 اور سب پر ہے۔ احمد و ثناء مہار ہے۔ اس سے بڑھ کر تعصب کی مثال بھی دنیا میں کوئی ہو سکتی
 ہے؟ اور اگر کوئی یہ تاویل کرے کہ اہل کوفہ سے ہماری مزاحمتی عقلی ہیں تو یہ بھی باطل ہے۔ سب
 متفقہ و متحدہ الاغوی کے حال سے اس کی تردید کچھ آئے ہیں اور اگر باخبر نہ ہوں تو یہ مان بھی لیا جاسکتا ہے۔
 تو کیا غیر متقدمین حضرات کے نزدیک امام یحییٰ بن سعید القطیفیؒ، امام ابو جعفر بن عیینہؒ، امام عبد اللہ بن
 مبارکؒ، امام یحییٰ بن یحییٰؒ، امام یوسف بن سعیدؒ اور امام یحییٰ بن زکریاؒ بن ابی زائدہ و غیرہ وغیرہ سب کی
 عقل صحیح نہیں ہے؟ اگر ان کی عقل صحیح نہیں تو محدثین کا نام میں کس کی عقل صحیح ہے؟
 ہم نے اپنی کتاب اصطلاح متصوف میں نام لے کر کہیں کہیں اس کا ذکر کیا تھا۔ اب اس کا حق یہ ثابت
 کیا ہے۔ انھوں نے غیر متقدمین حضرات کا اہل کوفہ کی حدیث دانی کا انکار کرنا بڑھ کر صریح راستہ نصف
 ایمان، چاند اور آفتاب نیروز کا انکار کرنا ہے جس کو کوئی بھی نصف مزاج تسلیم نہ کرے۔ یہ بھی کفار
 نہیں ہو سکتے۔ ان اہل تعصب کی بات ہی الگ اور ہمارے۔ اس کا اس جہاں میں کچھ پاس
 کوئی خلاف نہیں اور اس کے بارے میں ہم صرف یہ ہی عرض کر سکتے ہیں کہ۔

باب چہارم

اہم صاحب کا مقام علم اور فاضلست میں

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ کی ولادت مستشرقین کو ذہن پرستی جب کہ حضرات سنیہ کرام کی بعض مذہبی شخصیتیں موجود تھیں اور انہوں نے اکابر تابعین سے علوم دین حاصل کیا اور ان میں تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کا پایہ اتنا بلند ہے کہ اکثر محدثین غلام خدمتدار کرم اور دیگر ائمہ کی موافقی اور کس مخالفت سب ان کے قطعی کمال پر مبنی اور ان کی اس خوبی اور کمال میں ان کی حریت و قرینیت میں حسیہ انسان ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

ومن اذن الفقه فهو حلال على ابو حنیفہؒ
فرد چاہئے وہ امام ابو حنیفہؒ کا خوشی میں ہے۔ اہلکی
(الاستقامۃ ص ۳۰۲) میں جب المذہب
سند میں مذکور تھیں کہ ان کی اہلیت ہے اور وہ اہل اللہ
اور نیکو لگاتے ہیں کہ۔

هنا ابو حنیفہؒ وقوله في الفقه مسلک الفیہ
امام ابو حنیفہؒ کا قول مذکور ہے۔
(الاستقامۃ ص ۳۰۲)

نیز امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے ابو حنیفہؒ کو دیکھا؟
انہوں نے فرمایا ہاں دیکھا ہے وہ میرے نفس تھے کہ اگر تجھ سے اس ستون کے مناجات کرنے کے
دلائل پیش کریں تو تم مجھ سے زیادہ اہل علم ۱۴۳۳ھ و اکمال ۱۴۱۴ھ قزوین و راسخانی جمعہ میں
کامیاب رہیں۔

حضرت روح بن عبادہؒ فرماتے ہیں کہ میں سلسلہ میں مشہور محدث ابن جریرؒ کے پاس تھا کہ
ایک ایک حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روایت کی خبر آئی۔ ابن جریرؒ نے بتا دیا کہ ان پر مدد کے سوا

یہ فرقہ بیکہ ۱۔

کنتا بن عمر بھست ہو گیا ہے۔

آتی طلعہ مذہب - (بیت داوی ۱۲ ص ۱۲)

حضرت معمر بن کدور (نسب) ہیں کہ کوفہ میں تھے وہ آدھوں پر رشک کا تھا امام ابوحنیفہ پر ان کی

فہم میں اور حسن بن صالح کدور ان کے تہذیب ہیں - (ایضاً)

حدیث اسرئیل قومندے تھے کہ نعمان بن ثابت گیا ہی خوب مرد تھے جو ہر ایسی حدیث کے

مذہب تھے جس میں غلطی ہوتی تھی اور اس کی وہ خوب بحث کر کے اس میں غلطی

کی ترمیم پہنچتے تھے۔

حدیث عبد اللہ بن زاذق قومندے ہیں کہ ہم حضرت معمر کے پاس حاضر تھے۔ سنتے ہیں امام ابوحنیفہ

بن النہاک تشریف لائے۔ ہم نے امام معمر سے یہ سنا۔ وہ قومندے تھے کہ مجھے تو ابوحنیفہ سے بڑھ

کہ کوفہ کی مہارت رکھنے والا کوئی اور نظر نہیں آتا جو معمر کے لیے غلط دیکاس کے ذریعہ لوگوں کو

بھٹنے والا ہو اور میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ عطا کوئی شخص نہیں دیکھا جو خدا تعالیٰ کے دین میں

فلسفہ کی کوئی چیز داخل کر کے اپنے نفس کے لیے وبال تیار کرنے پر آمادہ ہو۔

ابو جعفر رازی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی نہیں پایا جو غلطی

جہد ۱۳ ص ۱۲۲

عقائد مذہبی ان کو امام ابوحنیفہ، ائمہ متورع، عالم، دہلوی، شیخی اور کبیر دہلوی کہتے

ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۲۲)

حافظ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ علماء کی بڑی جماعت نے ان کی تعریف کی اور ان کو مذہب

فقیہان تسلیم کر لیا ہے۔ (جامع بیان لعل ج ۱ ص ۱۲۲)

اور نیز فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام موسوی سے روایت کی اور ان کی تشریح و تفسیر

کے ساتھ اور ان لوگوں سے جدا ہوا یہ وہ ہیں جنہوں نے ان میں (لا حول ولا قوۃ) حکم کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۲۲)

مذاہب خطیب بغدادی باوجود اہل مذہب پر ایمانی جو یہ عقل کرے کہ ان کی ذاتی خوبی

اور علمی قابلیتوں کا انکار نہیں کر سکے۔ ان کو امام اصحاب الراے اور فقہ اہل العراق فرماتے ہیں اور

اپنی تہذیب میں امام صاحب کے بہت سے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں۔ (خلاصہ ج ۱ ص ۱۲۲)

س ۲۲۲ (۲۹۸۱) اور کائنات اہم شاعری یہ نقل کرتے ہیں کہ لوگ علم خداوند کھلم میں نام ابو حنیفہ کے فخر و
 بچیں تھے۔ (بخاری جلد ۲۱ ص ۱۱۱)

علم کمالی بن محمد بن فرات سے کہ علم تو صرف چار ہیں، صلیان، لوسی، ابو حنیفہ، مالک اور اوزاعی
 (البدیعہ النہایہ ج ۲ ص ۱۱۱)

امام صدر الکلی الحنفی (المتوفی ۵۶۹ھ) اپنی سند کے ساتھ امام عبد الرحمن بن محمد سے
 روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے قریباً کہیں صرف نقال حدیث تھا، اور رضی بن عوفی علماء کے
 غیر متوسل تھے، اور رضی بن عوفیہ دیر العلماء تھے اور شعبہ عنبر الحدیث (یعنی حدیث کی
 تحصیل کے لیے طواف و حرکت کرنے اور سرگردانی بہتے واسطے بکھر کھڑے) تھے اور عبد اللہ بن
 المبرک بن عوف الحدیث تھے اور یحییٰ بن سعید قاضی العلماء تھے اور قریب سے ہیں کہ۔

ابو حنیفہ قاضی قضاء للعدو ومن قال
 لک سوی هذا لعلہ فی حسانہ بنی مسلم
 (من قبلہ بن فرات جلد ۲ ص ۱۱۱) کی عظمت اور کثرت ڈالنے کی جگہ (یعنی کوئی نہیں)

ڈال دو

حق بن صالح بن جری فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کھلم علم اور تثبت فی العلم تھے۔ (الاعتقاد
 ص ۱۲۹) و انیسب الخلیفہ

مشہور مؤرخ محمد بن اسحاق بن زید (المتوفی ۲۸۵ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ۔
 والعلوینا وبعثنا وبعثنا بعدا وبعثنا
 تعلوینا رضی اللہ عنہ وقریب بن زید
 علم بر دیگر مشرق و مغرب اور بعدا وبعثنا
 ہی عدو ہوا ہے وہ امام ابو حنیفہ کا تعلق کیا
 ہوا ہے۔

علامہ محمد بن اشیر (المتوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص
 نفلت اور بھیجیاس میں ضرر نہ ہوتا تو امت مسلمہ محمدیہ کا تقدیر یا بصورت کسی امام ابو حنیفہ کی پوری
 نہ کرتا اور اس جلیل القدر امام کے منک پر عمل ہو کر اور ان کی تعظیم اختیار کر کے کسی تقدیر
 خداوندی حاصل کر کے پر آکا ہوتا ہوتا۔ (مجلس جامع الاموال، بحوالہ تقدیر و تقدیر و تقدیر ص ۱۱۱)

مناہیت اختلاص منہ و جانب کر ہی چاہیے۔

کہ ذاتی منافع السلطنت میں ڈاکھا حاصل کیا
حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقیہ تھے اور فخر دور مع کے ساتھ مشور
امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر جو بیٹ کی تفسیر سنانے والا اور
فقہی دیکھ کر چمکنے والا ان کے موافق کا علم نہ کئے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے
جب بھی امام ابو حنیفہ سے کسی مسئلہ میں اختلاف کی وجہ سے غمزدہ کرنے کے بعد ان کی رائے اور مسلک
اسی اختیار کے سلسلہ میں زیادہ بخلت دہندہ پایا۔ (القنونی کو انہی کے قول میں تعارض یہ الگ
بات ہے کہ غرور مست زمانہ کے لحاظ سے درجئے فوقی امام ابو یوسف نے بہت سے مسائل
میں امام صاحب سے اختلاف رائے بھی کیا ہے۔ مقتدر اور غلطی تھے ہیں کہ۔)

یہ روایات کسی حدیث کی طرف مائل ہوں یا نہ
وکتبہ رجبہ امست الی المحدثین وکان
معلوم ہوتا کہ امام ابو حنیفہ صحیح حدیث کو گھیسے زیادہ
جھٹکتے ہیں۔

امام اہل سنت کا ماضی ابو یوسف کو طعن عیت ہوئے یہ کہا کرتا ہے ماضی ابو حنیفہ نے حضرت
ابن سحر کا یہ قول متفق الامتہ طلاقاً والادنیٰ کی آزادی ہی اس کی طلاق قصہ ہو گیا کہ
ترک کیا ہے؟ وہ فرماتے گئے۔ آپ کی بیان کردہ اس حدیث کی بنا پر جو آیت ہے، ہذا ایوم علی اللہ
من عانتہ فی سندہ امام ابو حنیفہ سے بیان کی ہے کہ جب حضرت برزخہ آزاد ہوئیں تو ان کو
پچھلے خاندان حضرت یوسفؑ کے نکاح میں رہنے یا علیحدہ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس پر
عشر فرمائے تھے کہ راقی ابو حنیفہ بڑے ہی کھلم کھلا ہیں۔

عبداللہ بن مرثد ایک مرتفع بہ امام ابو حنیفہ کی آمد پر ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔
اس پر ان کے کچھ رفقاء نے جن میں امام ابو یوسفؑ بھی تھے معترض ہوئے کہ آپ کا اس
شخص کے لیے کھڑے ہونے میں؟ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کا پایہ علم میں بہت بلند ہے
اگر میں ان کے علم کے لیے نہ کھڑا ہوں تو ان کی شہ کے لحاظ سے گھٹا ہوتا اور اگر شہ کا لحاظ نہیں
تو نہ کھڑا ہوتا۔ (ان کی فہم کے لیے کھڑا ہوتا)۔ اگر فہم کے لیے بھی نہ کھڑا ہوتا تو ان
زہم کے لیے کھڑا ہوتا۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۴۴۱)۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ ہمارے لکھنا دیتے ہیں اس لیے ان کی ایک ایک غلطی جو باہن سال لگی
تعمیم و تکویم کی رحمت دیتی ہے اور حق ہے کہ

یہ رتبہ بلند بلا جس کو مل گیا

جو مطیع الملک بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی صاحب حدیث نام سنیاں تو ان سے
بڑھ کر غیر نہیں دیکھا مگر ابو حنیفہ ان سے بھی بڑھ کر فیتہ تھے۔

یہ تمام القیاس سے سوال کیا گیا کہ سنیاں بڑے خیر میں یا ابو حنیفہ؟ قرآنوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہ
کے شاگرد اور علم بھی فتنہ میں سنیاں سے بڑھ کر ہیں۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳) نیز انہوں نے نصیب
کہ ابو حنیفہ فتنہ اور تمام الفقہ میں اور سنیاں تو مستحق ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۲۳۴)۔

امام یزید بن ہارون (السنی مشہور ابو یوسف القدرۃ لکھنا شروع ہوا سلام تھے اور وہ اپنے وقت
کے عابد و زاہد حضرات میں شمار ہوتے تھے، چالیس سال سے زیادہ عرصہ انہوں نے عشا کے وقت
سے صبح کی نماز پڑھی ہے تذکرہ ج ۱ صفحہ ۲۹۷ سے سوال کیا گیا کہ سنیاں زیادہ افضل ہیں یا ابو حنیفہ؟ تو
انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہ زیادہ افضل ہیں۔ (بخاری ج ۱۲ صفحہ ۲۳۳)

جو مسلم المستوفی نے امام ابو حنیفہ کے بزرگوں سے دریافت کیا کہ آپ کی ابو حنیفہ اور ان کی کتب میں
دیکھنے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ

انظر واجتہد ان کتبہم شریعۃ ان کتبہم
قال مالک بن انس احد ائمة الفقہاء یحکمہ
لنقل فی قولہ۔ (ما فی جلد ۱ ص ۲۳۳)

نیز امام یزید بن ہارون نے بھی فرمایا کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر حکیم کوئی نہیں دیکھا
وہ صاحب فضل و دین اور تدریس تھے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھتے تھے اور صرف دینی کام اور
باقی کرتے تھے اور لا جہت نہیں ہوتی تھیں۔ (الحیث است الحسن ص ۱۸)

امام یزید بن ہارون سے پوچھا گیا کہ اگر میری فتویٰ دینے کا مجھ پر کب ہو سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ
ابو حنیفہ کی شکل اور ان کی طرح دیکھیں ہو جائے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ ان کے لئے جو فضائل آپ ایسی بہت
کھتے ہیں؟ فرمایا ان اس سے بھی زیادہ کہ ان کیوں کہ میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر اپنے ابو حنیفہ کو نہیں

اور نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو صریح میں ایک شخص کے دروازے کے پاس پہنچے ہوئے دیکھا تو
میں نے سوال کیا کہ آپ دروازے کے سایہ میں کیوں نہیں چلے جاتے اور کہنے لگے کہ مالک مکان پر
میرا قرضہ ہے۔ میں نہیں پسند کرتا کہ مريض وہاں کے مکان اور دروازے کے سایہ کے نیچے بیٹھ کر
اس سے منتفع ہوں۔ اس سے زیادہ نعمتی اور وسیع اور کیا ہوگا؟ وہ قریب موقوف ہوا اور منتظر
کے دروازے پر بیٹھ گیا۔

الہم یرحمہ بن ہارون بن فراس بن کمالہ

کتبت عن ائمة الشیخین حملت عنہ العلاء
فما ریت واللہ فیہ اشد ودعا من الی
حنیفة ولا احفظ للسانہ
میں نے ایک ہزار اسکو سے طویل اور کمال کیست
کیونکہ خدا تعالیٰ کی قسم میں نے ان سب میں اور بیشمار سے
بڑھ کر صاحب نفع اور اپنی زبان کی خلعت
کرتے دار اور کوئی نہیں دیکھا۔

(مناقب کوئی، ص ۱۰۷)

حضرت زید بن ہارون بن فراس بن کمالہ کا کوئی قول منسوب ہے۔ ایک شخص نے اس کو گویا
سوال کیا کہ آپ نے شیخین سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان لوگوں کے
قول جو روایتیں زید بن ہارون نے ہم پر پھر فرمائی ہیں اسی اہم۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث کی تفسیر ہے، اور آپ کی حدیث کو کیا کہتے تھے جب تو نے ان کا معنی اور تفسیر
ہی نہ کی۔

وکن عتکہ الشیخ والشیخ فوکان عتکہ
العلم لطلبہم تفسیر الحدیث ومعانیہ
وفطر فی کتب الحنیفة والی القامیہ
ففسر لک الحدیث والی الرجل والشیخ
من حنیفہ۔ وناقب کوئی جلد ۲ ص ۱۰۷

لیکن تم اس قصہ کو صرف سن لینا اور حدیث کو جمع
کر لینا ہی ہے، مگر خدا معلوم علم کا اصل بڑا ہوتا
تو حدیث کی تفسیر اور اس کے معانی بھی طلب کرتے
اور بیشمار کتبوں پر ان کے اقوال کو دیکھتے اور سمجھتے
ماتے حدیث کی تفسیر تکلف ہوتی، یہ کہتے ہوئے
اس شخص کو پھر کڑک کر میں سے نکال دیا۔

یہی زید بن ہارون بن فراس کے ہیں کہ :-

قادیان ابن حنیفہ لا یجہا الا مالک کی من
الہم یرحمہ بن کمالہ کو صرف ذی رتبہ ہی پہنچتے

التحليل ولا يجب عليها الا التلخيص منه
 (مناقب رقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)
 مقدر کتب الدین السبکی الشافعی (المرآة المکملہ) کہتے ہیں کہ اگر
 ابو حنیفہ کی شرح گری او ہائیک ہے۔
 دفعہ ابی حنیفہ دقیق۔

وکتب الشافعیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ (مناقب رقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)
 میں وہ ہے کہ بعض کم سواد لوگ اہل لوگ اس کی وقت اور بارگاہی کتب رسائی حاصل نہیں کر
 سکے اور اس سے ناواقف ہو کر اس میں کیڑے نکالتے ہیں۔ تحقیق نے ایک مقام پر یہ خوب کہا ہے۔
 ربیہ انقباق من انشا دھا غسقا
 قد جہلہ بہ بعضی غبی لوگ کو ان دانشوار کے پڑھنے سے مرز پڑھا ہے، ایسے لوگ کبھی چرل
 کی غلطی سے غلطی کی گویاں بندھے واسے کیڑوں کو مرز پڑھا ہے۔

اہم خبر یہ ہے کہ اہل علم نے اس کی بہت سے لوگوں کے ساتھ عقائد کی ہے لیکن
 میں نے ابو حنیفہ سے جو کہ گری کر زادہ غلطی اور تفسیر نہیں دیکھا۔ (مناقب رقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)
 اہم سفید بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ابو حنیفہ جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔
 ابو حنیفہ کی کھانی کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔
 امام ابو بکر بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ افضل اہل زمانہ ہیں۔ (مناقب رقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)
 اہم اذاعی اور مگر دو فرماتے ہیں کہ:-

مومن اعلم الناس بمصالح الممان
 (مناقب رقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰) جانتے ہیں۔

حضرت امام عبد القادر الجیلانی فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں ایسے بڑے عابد اسب سے
 بڑھتی رہے بڑے عالم اور ایسے بڑے فقیہ دیکھا ہے۔ «صاحب الشان نور عبد العزیز بن ابی رواد فرماتے
 اربع الناس فضیل بن عیاض بن عبد اللہ الشان سقیان گوتی ہیں اور افتد الشان امام
 ابو حنیفہ ہیں۔ اور فرماتے ہیں:-

مناقب رقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۰
 میں نے فقہ میں ان کو کوئی نظیر نہیں دیکھا۔

عبداللہ بن المبارک کا بیان ہے کہ اگر حدیث اور اثر میں فقہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں امام مالک، سفیان اور ابو حنیفہ کی رائے بہتر ہوگی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ وہ

ابو حنیفہ احسنہم وادقہم فطنۃً
 ابو حنیفہ انی سب میں محمد اور ہارک مجھ کے ملک
 ابو حنیفہ کی بارہویں میں عذر دلاؤ کہنے والے اور
 تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۷۷

یہ حضراتوں نے فرمایا کہ جب امام ابو حنیفہ اور سفیان قرظی کسی فتویٰ پر متفق ہو جائیں تو پھر ان کے فتویٰ کے آگے (علمی دنیا میں) کون ٹھہر سکتا ہے؟

اور ایک روز شدہ میں ہے کہ جب یہ دونوں بزرگ کسی فتویٰ پر مجتمع ہو رہے ہیں تو یہ قوی قوی ہوتا ہے۔
 ہے اختلاف فتویٰ، اور امام سفیان فرماتے ہیں کہ امام ابن المبارک نے فرمایا کہ جب یہ دونوں بزرگ کسی قول پر اتفاق کریں تو میرا یہی قول ہرگز خفا نہ آئے فتویٰ و تاریخ بغداد ص ۱۷۷
 وتبعہن الصحیفۃ مکتا

عبداللہ بن المبارک کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقہ میں اچھا کام کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کہیں یہی رائے آئے تو اس کی بات کو مناسبت ہے۔
 تو ابی حنیفہ کے لیے یہ رائے ہے۔ (حدیث احمدی ج ۱ ص ۱۷۷) امام ابن المبارک نے یہ بھی فرمایا کہ

افقہ الناس ابو حنیفۃ ما رأیت فی الفقہ
 دین میں سب سے بڑھ کر ابو حنیفہ ہیں، میں نے
 مثلاً وقال میں نے ان الله تعالیٰ اعطانی
 ابی حنیفہ و سفیان اکت کثر الناس
 میری افقہ قرظا تو میں لوگوں کی طرح ہر جہ

امام عبداللہ بن المبارک کے سلسلے میں کسی شخص نے ابو حنیفہ کی شان میں گستاخی کی تو وہ شیراز کے طاعن و گستاخی برقی اور ان میں فراموشی کے ویدک۔ تعجب ہے کہ جو اس شخص کی شان میں گستاخی کر رہا ہے جس نے پینتالیس سال پہلے غازیوں ایک و حوسہ پر مبنی ہیں اور جو رست کو پورا قرآن کریم دور کھتوں میں غرق کر رہا ہے، اور پھر فرمایا کہ

وقلت الفقہ الذی منی من ابی حنیفۃ
 میں نے جو علم فقہ میں کیا ہے تو وہ ابو حنیفہ ہی سے

ابن سنیہؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین سے سنا ہے کہ وہ اس کی طرف سے
 حاصل کیا اور یہ کہ ہے۔

عبد اللہ بن مسعودؓ نے حضرت امیر المؤمنینؓ کی بڑی تعریف اور حسن و سبب اور بہت سے
 دلائل پر ان کے اہل صحابہ کی تعریف میں کہے ہیں ان چند میں سے

عقدان لیلۃ من علیہا امام المسلمین ابو حنیفہ

پر مشیر شہر میں اور دن پر سب سے اون کی

بہت شرف و فخر ہے حدیث

امامیہ اور حدیث کی روایت کے ساتھ جو اپنے روز اور اس میں ان کی بڑی عظمت پر لکھتے ہیں۔

نسیب عن الخیفہ و من بعدہ عذۃ الریحۃ من لیلۃ من علیہ

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تم آجریہ سے واپس آنا چاہو تو سفیانؓ اور

سے حاصل کرو۔

وذا ردت ثکاب الدقاقی فالو حنیفہ

مرد جب لوٹے گا تو حنیفہ کی بات چلے گی اور یہ کہ

سے حاصل کرو۔

محمد بن بشرؓ کا بیان ہے کہ میں امام سفیانؓ اور امام ابو حنیفہؓ کے پاس آنا چاہتا تھا
 تو حنیفہ میں سفیانؓ کے پاس حاضر ہوتا رہا وہ فرماتے تھے کہ کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ ابو حنیفہؓ کے
 پاس سے آیا ہوں تو وہ فرماتے کہ وہ

نقد جنت من عند افندہ علی الارض

ابو حنیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا ابو حنیفہؓ ہمیں کہتا ہے کہ اس کے پاس سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ ابو حنیفہؓ کے

میں۔ (صاحب غوض فی المسائل)

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگوں پر امام حنیفہؓ کے وہ اپنی نماز میں ابو حنیفہؓ کے

پسے دعا کریں تو ان کی دعائیں قبول ہوں گی۔ (ابو حنیفہؓ کے لیے دعائیں کہیں ہیں۔)

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی نوجوان ابو حنیفہؓ سے بڑھ کر بڑھتی

نہیں دیکھی۔

شہر زین جیکو کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہؓ سے بڑھ کر کوئی نہیں دیکھی۔

حضرت مکی بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ انھیں اہل زمانہ تھے۔

تقریباً شیعہ فرقت میں کہ لوگ قرآن سے غافل اور بے خبر رہتے تھے۔ ابو حنیفہؒ ان کو حقیقت سے
اہم بخانی بن حبیبہ انھیں قرآن سے میر کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تمہارے ہمارے ابو حنیفہؒ کیسے سے بہتر تھے

کسی کی نہیں ملتی اور جو کہنے والے کے کثر اقوال سننے سے ہیں (بخاری جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۴)

اہم بخانی بن حبیبہ فرماتے ہیں کہ قرآن میر سے نزدیک ہے مجھ سے اور اللہ ابو حنیفہؒ کی میر سے
اسی بزرگوں کو پڑا ہے۔ (بخاری جلد ۱۲ صفحہ ۲۴۴) و ما تلبس کورسی سبیل

ما تلبسوا بنی عربیہ فرقت میں کہ توجیر دوں گے۔ سب میں میرا یہی بل بھی نہ تھا کہ وہ کہہ دے کہ
سے جھڑکے۔ اہل زمانہ وہ کہہ دے کہ سب میں ایک لفظ کی قرأت اور دوسری ابو حنیفہؒ کی قرأت
براہم بن عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے پوچھا کہ کس رکن سے اور پھر اس سے نہیں دیکھا
(بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

عندہ محمد بن ابی حنیفہؒ (المرئی صفحہ ۲۴۴) فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سے نزدیک اہم ابو حنیفہؒ کی
مقبولیت کا کوئی خاص روز اور جیسے ہوتا تو نہایت کا ایک نصفہ جہت کہیں ان کی تقلید پر جمے نہ ہوتا۔
(تکمیل مجمع البحار ج ۲ صفحہ ۲۴۴)

لواء حنیفہ بن حسن غالی صاحب لکھتے ہیں کہ اہم بخانی ابو حنیفہؒ کو فنی شیعہ تھے اور انھیں
اہم سے اور پھر ان کے زہد و عبادت اور سادگی سے متاثر ہو کر وہ ان کے جہاد اور عبادت

حضرت بن ابی حنیفہؒ صاحب لکھتے ہیں کہ اہم ابو حنیفہؒ سے شیعہ تھے انھیں شیعہ و فلو کا نہ کہ
کہنا چاہیے منشیہ میں پیدا ہوئے اور (المنہج صفحہ ۲۴۴) اور (۲۴۴ صفحہ ۲۴۴)

حضرت مکی بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ حالات میں گھبراہٹ ہو کہ وہ حضرت اہم ابو حنیفہؒ کے
تخلیق فرما کرتے تھے کہ کہیں کہیں آپ کا لفظ تشریح سنت تھی اور پھر انھیں آپ کی فہمیت
کے لیے کافی ہے اور آپ ان کے ساتھ تھے اللہ تعالیٰ کی بشارت آپ کے لیے شروع
قرآن مجید میں ذکر کر کے اہل فہمیت کی تابعیت کے تھے انہیں اس لیے تابعیت کا دعویٰ
کے بغیر نہیں ہے۔ (المنہج صفحہ ۲۴۴)

بہار الیقین اور بہار مقدمہ میں جو ان کے عقائد ہیں کہ اہم بخانی ابو حنیفہؒ کی تابعیت کا دعویٰ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لو كان الصدق بالثمن لقتلوا له رجال من بني تميم فليس. وانما حج النبي صلى الله عليه وآله في الاغاب من قيس ابن سعد بن عبيدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان العلم بالثمن لقتلوا له قوم من بني تميم فليس. وحدثني ابو هريرة اصله في صحيح البخاري ومسلم وروى في الصحيحين

میں روایت کیا ہے کہ پہلے نبی کریم اگر عربی میں بھی مرگے وہی سوچے کہ اہل تھامس کس کو قتل کریں گے اور شیراز قتلے اہل تھامس میں قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم ثمن میں بھی لٹاؤں گا تو اہل تھامس ایک قوم اس کو قتل کر چکی اور حضرت ابو ہریرہ کی اصل حدیث میں تھامس اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔

مرارہ و تھامس اور سند محمد کی روایت میں آئی ہے کہ :-

لو كان العلم بالثمن لقتلوا له ناس من بني تميم فليس وحدثني احمد بن حنبل

اگر علم ثمن میں بھی ہو تو ضرور اس کو اہل تھامس میں سے کچھ لوگ قتل کر گئے۔

موارد لکھان ص ۵۵

دائم کہتا ہے کہ اگر علم ثمن نہ بھی ہو یا اس کی قیمت نہ ملے کہ اس کا ثبوت بھی نہ ہو تو بھی لٹاؤں گا اور دین جو کچھ نبی اور علم کی روایت میں موجود ہے کیا کہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :-

الدين النعيمة قلنا لمن قال لله دكتابه ولمسلم ولا شئ المسلمين وعائتهم

دین خیر خواہی کا نام ہے جسے کس کی خیر خواہی؟

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کا کتاب، اللہ تعالیٰ اور المسلمین اور عائتہ کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

وحدثني ابو داود وصحاحہ ۲۲ میں ان الدين النعيمة فمن رتبته آتية

انفرض دین کا لفظ جتنا اور ایسا جامع و جامع لفظ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مطلقہ، جناب رسول کو ہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک معیت کتاب اللہ، المسلمین اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ پیشکش آج بھی دین ہے جس کو یہ دولت نصیب ہو گئی اس کو اور کس چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اور یہ قرآنی کتاب اللہ اور اٹھ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر کے ساتھ ہو سکتی

ہیں؟ اس کے غیر ہم نور کی شے ہے حضرت امام نوویؒ اشرفیؒ اس کی شرح میں نقل کرتے ہیں کہ:

وفد يفتاى روى نسخة بتاولى ذالک
على اربعة قسمة قد بين هـ علماء الدين وان
من اصيحتهم قبول ما رويوه وتخليد هـ
في الاحكام واحسان الفتن بهـ اهـ
(شرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰)
اور کبھی یہ کہ مسند ابی داؤد میں ہے کہ جو
جائے دے ہیں اور بن کوئی غیر بھی ہے کہ جو
کچھ انوں سے روایت کیا ہو اس کو قبول کیا جائے
اور حکام میں ان کی تعلیم کی جیسے ان کے ساتھ
کچھ بھی ہو جائے۔

جو حضرت امام نوویؒ کو غیر متقدم روایت کرتے تھے وہ اس حوالہ کو پیش نظر رکھیں اور جو حدیث
ملاحظہ فرمادہ اور العظیم تعلیم میں ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں جو حدیث اشرفیؒ کیست متعلق عنوان تمام کے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی حدیث کی حدیث امام بخاریؒ مسلمؒ
ابو نعیمؒ ازہریؒ و غیرہ کے ہاں سے مختلف الفاظ کے ساتھ نقل کیے گئے دیکھتے ہیں کہ:

قال الحافظ: لم يلق الحق للجلال المستقيم على هذا
اصح صحيح يصحده عليه في الحديث والى حيفته
وفي المصنف: انما في من لادن، قال بعض
تخاضة للجلال وما لعمره به ثبوت من ان
ادام ابوحيفته هو نفسه من هذا الحديث
ظاهرا لا متنا في هـ

ما لا يمتنع لجلال السليم على روى في كذا
کی حدیث اور تصدیق امر کے یہ کہ ایک صحیح و
قول ممدوح اس سے ابھر آیا کہ جعل العین کے بعض
شاگرد قبول ہیں کہ اسے مستند اس حدیث
جزیم کے ساتھ جاری فرمادے کہ امام ابو حنیفہؒ ہی اس حدیث
مستند ہیں یہ تو نکل واضح اور ظاہر بات ہے۔

(تخلیفات الحسان ص ۱۰۰) اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

فیض الباریؒ میں ہے کہ: بس مقلداً لآلہ لعین متعصباً۔ اور اسی پر میرزا علی بن ابی طالب صاحب
ہیں نیز سند میں کہی کہ ابو یوسفؒ کے ہیں جو کہ تعلیم سے پروردگار کے شاگرد تھے ان میں سے بعضی صنف و دسات
الہیب اور تحقیق مدید سند۔

وہ عذر بھی نہیں ملے گی (امام نوویؒ) ابو یوسفؒ اور ان کے تلامذہ کے منکر ہونے کے
فرمانے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں تعصب کی کوئی جرح قابل قبول نہیں ہے کیونکہ
اعظم متعصبہ النبیؐ سال بہا تلمذہ فی

اتھائے کیا زمین و آسمان بار امانت کر !
ہیں دونوں جہاں میں عامل بار گراں ننگے

دیانت

انند تلنے کی ہرگز جو خیریاں اور کھوت انسان کو حاصل ہیں، ان میں ایک حمد و ثناء اور
خصالت دیانت بھی ہے، اور دیانت دار آدمی کو جس قدر منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے ہے
وہ مخفی نہیں ہے۔ یہ نوا بھی طالب کائنات نے حضرت ابو سعید کھلی و جبہ و ائمہ و جنت و فانی علی ۔
کتب تاریخ اور نقب میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ ہم صرف چنے دعوے کے لیے تزیین کے لیے
چند مثالیں عرض کرتے ہیں :-

امام کویت بن ابی اسحاق فرماتے ہیں کہ میں امام ابو سعید کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تختے میں ایک عورت
بیشی کھڑی ہے اور کہنے لگی کہ بڑا آپ فرزند کر دیں۔ امام صاحب نے سوال کیا ۔
کہتے ہیں : وہ کہنے لگی، ستائیں ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی قیمت سو سے زیادہ ہے ۔ پھر فرمایا
کہ کہنے میں یہ کپڑا چند جیسے ؟ اس نے ایک سو روپیہ اور زیادہ کیا حتیٰ کہ چار سو تک اس نے قیمت
بتائی۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے ۔ وہ کہنے لگی، آپ بھر
سے استیصال نہ کریں کام کریں ۔ فرمایا کہ بچہ اس کی قیمت اس سے زیادہ ہے ۔ چنانچہ اس
کپڑے کی صحت قیمت پانچ سو پڑی اور وہ تختے میں بکھا ۔ دس تا قنب مرفی جڑ موت اگر ہزار دانہ
یا جیسے دوز کا کرنی بڑے سے بڑا صاحب علم و فضل تاجر بھی ہر نافرمانی کے جب اس
عورت نے سوکا تھا تو اس کو اسی یا قنب پر فرقا دیا گیا مگر امام جو صوفی کی دیانت اور خود بخود
اور حیل سادگی سے بالکل بیخود تھی ۔

مسٹر بن عبداللہ کث کا بیان ہے کہ ایک شخص پہنچا لایا اور امام صاحب کے ہاتھ فرزند
کہنے لگا : آپ کے پوچھا اس کی کتنی قیمت ہے ؟ وہ بولا : ایک ہزار ۔ امام صاحب نے فرمایا
کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ ہے ۔ حتیٰ کہ آٹھ ہزار روپیہ پر ان کا معاہدہ ہو گیا ۔
(ایضاً ص ۱۱۲)

ایک دفعہ حضرت امام صاحب کے ایک شاگرد نے ان کی غیر معمولی میں مرد فیض کے

ایک باشند، اور یہاں پر ہے کی قیمت کا گرم کپڑا دو سو گت ایک ہزار روپے پر فروخت کر یا جب
حضرت امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے کو گت تیس کی اور اس کو دو سو گت کے مسئلہ سے الگ
کر دیا اور اس پر غریب کو شایہ پوچھ کر اس کے پیچھے بولے، جب اس سے غریب چاہیں، ہمارے کو کالی
بھراؤ کرنا جسکے بعد :-

مردہ طریہ السخانة و تبارك صیہ التوب
مذبح الی لیس فة اہ انا قیہ کوئی : اشک :
چھ سو روپے والیں کر دیے اور کپڑا اس کے پاس
چھو کر چھ روپے لوٹ آئے۔

اس سے زیادہ عزت انداز کسی کو نہیں تھی کی اور کیا شایہ ہو سکتی ہے؟
ایک دفعہ ان کے محل میں ان کے الی میں تشریف کی اور تیس ہزار روپے نقد کایا گی میں
اور ہر سوٹ کے خیال میں غائب تھی :-

نصرق ذلت مقلعة و هو ثلثون نف
درہم علی نقدہ اہ (یہ ہوا منت)
یہ تیس ہزار روپے انہوں نے میرے صاحب فقیر
پر عظیم کر دیے۔

امام صاحب نے جن الی کے فرستے میں کر وٹ مار کر کچھ بھڑائی ایک دفعہ کو فہائیں اور کو فہائوں
کی بکریوں سے ان کا شکرا دیو گیا۔ نام نہا جسکے لئے دریافت کیا کہ :-

کے تیش الی اذالو سبع مین فقرہ
اھل لم لقا سبع مین :-
بکری دیا جسکے تیار کت عرصہ تیار رہتی ہے ؟
وگرنے کے بعد کت سال چنانچہ نام نہا صاحب نے
ساتھ سال ایک بکری کو مرستہ کرکے دیا۔
(نقابہ فریضہ ص ۴۵)

امام ابن حجر نے فرماتے ہیں کہ مرستہ ایک بکری اس سے بجا بولیں میں میں جلی تھی اور
چھ روزہ تھیں کر کے آخر میں گھستے میں کو :-

قرو عامہ اھتال ان یسلی لکث لقا القلوب
فصد لوف اھل شیخی متھا فیظف قلبہ
اور الخیرات العساق منت)
امام صاحب نے بعض حدیث کی بنا پر یہاں کر دیا اھتال
تھا کہ وہی عمر بکری اس حدیث تک اتنی را حاتی
اور اس کرکے نے کی وجہ سے ان کے دل میں تار بکری
پیڑ بربادی۔

خود فرماتے اس تو میں و انقاد اور نہ رو یا منت نہ کہ انہوں نے بعض اس شبہ کی بنا پر سات

سارے ملک بکری کا گوشت نہیں کھایا کہ قبیل اسی جہاں بکری کا گوشت ہی اس طرح دکھایا نہیں گیا۔
 یہ جنگل میں جائز اور حلال بکریاں تھیں جو ان کو غز میں فروغ ہوئی تھیں اور ایسے مریض یا بزرگ کے گوشت کے
 کھانے میں شریعہ گرتی قباحت بھی نہ تھی۔ مگر یہ گوشت کی نظر بدلتی تھی اور یہ تھی۔ تفریق پر بھی تھی۔
 اور ان کو ان کا حسرت و تفریق اس پر مجبور کرنا تھا پھر یہ کہتے ہوں کہ یہ جس کے ہر پارسی کے اس میں
 متبرک ہر پروردگار ہوا وہ قصہ دار و قہار تھا۔ اعلیٰ کے دین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت
 کو بدل کر دیا ہوگا اور جرات و جسارت کے ساتھ جسے رحمت کے ساتھ کرنا ہوگا اور دین اسلام
 کی ایک ایک کڑی اور کڑی کے ایک ایک علاقہ اور گھنڈی کو توڑ کر ہر گناہ کوئی بھی منہست مباح اور
 درمیان انسان تاریخی تفریق کی بدکشی میں اس پر یقین نہیں کر سکتا امداد اس کے انہی پر پڑے کہ وہ
 کر سکتا ہے۔

وگوشت کر سکتا ہے ہم تعبیر سے اونچی
 اس کے سیدہ انبیاء بہادر اور خستہ انہ

امامت

امامت کی عمر و محملات اور سعادت سے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو نصیب
 حضرت اہل بیتؑ پر بھی۔ چنانچہ صفی بن ورقہ فرماتے ہیں کہ:-
 طمان ابوحنیفہ عظیم الامانہ۔
 ابوحنیفہ بہت بہت امامت دیتے۔

وہ قہر مریض و مریض:-

ایک دفعہ ایک تہلی نے ایک لاکھ اور تیس ہزار روپیہ ہندو مانٹا۔ وہ ہر صوفی کے پاس گیا
 تھا اور پوچھا: "اگر آپ اس صوفی کی شہادت ہوئی تو آپ کے حالات کتنے دلوں سے کھسکا
 دے گا؟"

مات جہنم نہ تھی وہی اللہ سبحانہ جس وقت احمدیہ کی ولایت ہوئی تو ان کے
 وہ بھی حسین اللہ تعالیٰ

وہ قہر مریض و مریض:-

حافظ محمد بن ابی ایوب الزہریؒ و التوفی سرحدت انکھتے ہیں کہ:-

لہذا شہید باللہ تواتر فسطحہ وعدہ لکھتے تھے : اہم اہم عینہ کی خفیہ کتب ، عدالت ، تقریری اور
 دعائے او اور بعض الیاسیہ ، مشاطہ (مطالعہ) انہی کو ترکے ساتھ ثابت ہے ۔

اندازہ کیجئے کہ جو بزرگ ہستی لوگوں کی امانتوں میں دین اور عطا جو وہ خدا تعالیٰ کے آخری
 دین اور اسلام جیسی امانت غلطی کے ساتھ کس طرح خفیہ کتب ، مدارکہ سکتی ہوگی ؟ حقیقت یہ ہے کہ جس
 طرح انہوں نے لوگوں کی ان فانی اور دنیوی امانتوں کو محفوظ رکھا ان کے کہیں بڑے بڑے کاموں کے
 خدائی امانت اور جناب بن کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وی اور بتائی ہوئی شریعت کی امانت کیلئے
 طاقت اور وسعت کے ساتھ محفوظ رکھا ہے اور دین اسلام کے اس صحیح غلطی میں انہوں نے
 اتنی ہی مصائب کا سامنا کیا ہے ، کیونکہ یہ

نیا خلق میں ذوق خودی ہو گیا ہے جب پیدا
 تو پھر فرق چین و استہلال باقی نہیں رہتا !

استقامت

ظالم سے ظالم اور جاہل سے جاہل بادشاہ کے ملنے میں کئی بات گدینا تو کوئی مشکل بات نہیں
 ہوتی ، ہاں مگر اس میں بات پر نیت ، مہاد ، اندر عزم و دلیری سے ہر قسم کی تکلیف و مصیبت کو خندہ
 پریشانی سے برداشت کرنا سچی کراہی جان عرب سے بھی ذرا دھوڑا لانا یہ بڑی ہی مشکل بات ہوئی
 ہے ، اور یہ خوبی صرف ان اولوالعزم انسانوں کو نصیب ہوتی ہے جو صحیح معنوں میں ہر قسم کے
 حدیث ، امثال ، فالویشی کا مصداق ہوتے ہیں ، ان کے لئے شہادتوں میں ایک حضرت امام
 ابو حنیفہ کی شہادت بھی ہے ، جن کو بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد (المری فی مملکتہ)
 کے عہد حکومت میں عراق کے مہاجر گورنریہ بن عمرو بن عبسہ نے سیاسی طور پہ اپنے اقتدار کو زیادہ سے
 زیادہ مستحکم بنانے اور عوام کا تعاون حاصل کرنے کے لیے محمد ، فضل ، پیش کش کرنا ضروری سمجھا ، مگر یہ شخص
 نے حکومت و قدرت کے ظلم و جور اور اپنے اعتدالیوں کے عزائموں کے پیش نظر اس عہدہ کے
 قبول کرنے سے سادہ انکار کر دیا ، چنانچہ عبید اللہ بن عمرو ارقی " (جو ایک ثقہ آدمی ہیں ۔

سنن ابی یوسف ، ۲ : ۱۰۰) (۱) کیا ان سے کہہ

حکم بن حبیبہ ابی عبد اللہ النبی لہ تعالیٰ

الکوفۃ مانی علیہ لظریفۃ صلیحۃ سوطہ
عشرۃ سوطی کل یوم عشرۃ اسس
وہو علیٰ اذمتاج اہ
زریخ بعد دج ۳۰ مرتبہ
ایں ہر نام ہر سونے ست نیم تکی

نظر بدنام چھ مرتبہ کرنے کی قوت پیش کی گئی مگر جب کہ کسی النملۃ (جیت جیسٹ) کا
عصرہ پیش کیا گیا اور اس طرح بتائی گئی کہ بعض دفعہ قاضی القضاۃ وزیر خزانہ اور وزیر بہشت
کے عدالت ایک ہی شخصیت کے سپرد کر دیتے تھے۔ چہت پنج نام جسٹس انور
سکتے ہیں کہ۔

جس باحیضۃ فی لجنۃ یا ما یصحب
منہ ان پکرو قاضی القضاۃ فاستمع اہ
ومتابہ ۲۰ مرتبہ
وہ یہ پیش کش بھی کی گئی کہ۔

ان یضلی القضاۃ یشیخ القضاۃ من قدرت
بہ ان جیح کر۔ اسلم اہ زابض
جند ۲۰ مرتبہ
کیے ہائیں۔

اور نہ صرف قاضی القضاۃ کا عہدہ ہی پیش کیا گیا بلکہ بہشت لائے گی ان کے سپرد کرنے
کی تہ پیش کش بھی کی گئی۔ چنانچہ کھلتے کہ۔

یکون علی خاضعہ ولویست ذکب ولویخرج
غیث من بیت اہلۃ لہ من تحت پیدا
(۲۰ جہ ۲۰ مرتبہ)
اور عہدہ ان کے لئے تھے کہ۔

لغیرہ سلطان بن لایوج ظہر و
ہلہ لایجعل لایج خزانۃ سوال بیہ
بادشاہ نے ان کو تنقیہ دیا کہ تو ان کی بہشت اور
بیش پرست کے لئے ہیں اور بادشاہ وزیر خزانہ

ششدرمی ہو سکتی تھی، چنانچہ اُس نے اپنا ہوسو فٹ کے لیے کندوں کی نذر بھجور دی۔
 فاعلیٰ بالقدیٰ لکھتے ہیں کہ :-

ان منعمہ سراعاً تعرض علیہ الفضل و
 منصرف نے سب اہم ہوسو فٹ پر عداۃ انعام پریشس
 و منع حترہ ثلاثین سوفا حتی
 کیا قرآنوں نے انکار کر دیا اور اپنے تئیں کوٹے سے
 مالی انعم علی عطیہ ۱۰
 ان کر دی۔ یہاں تک کہ خون ان کے بدن سے
 زہید، جلوہ درج ۱ ص ۲۹۲
 نکل کر ان کی اینٹریوں پر بہتا ہوا۔

گمرت یا ہوسو فٹ کو بھٹکا کر کے یہ سزا دی گئی تھی، چنانچہ وہ ہوشیاری سے بھاگتے تھے
 کہ وہ۔

لیکھتے ہیں انعمہ و ماہدینۃ رحمہ اللہ
 کہ بھٹکے ہوئے انعمہ و ماہدینۃ رحمہ اللہ
 ثلاثین سوفا علی القضا و بعدہ ملجوز من
 انکار کرتے ہیں ان کو کھڑکیوں سے باہر نکال کر کھینچتے
 ثانیہ فمنا لعم و علی عطیہ ۱۰
 کوٹے سے زہریلے خون ان کی اینٹریوں پر بہتا ہوا۔
 (مناقب عبدہ و النعمہ ص ۱۵۷)

غور فرمائیے کہ ستر اہم ہوسو فٹ کے کیم جو کیا تھا کہ یہ علامت سزا ان کو دی گئی؟ صرف یہی حیدر
 تھا کہ وہ ان کے ساتھ ظلم میں تعاون و اشتراک نہیں کیا یا جلد ہتھے تھے اور پس کیا اس سے بڑھ کر
 تقویٰ اور راسخ و مضبوطی اور رومانیت کی کوئی مثال؟ نسبت مسلمین بہ غیر مسلمین جتنے افراد کے مورد
 کہیں حتیٰ سہ؟ وہ جتنے کہ حکومتیں و بی گناہوں کے لئے، بھٹکے اور شجاعتیں بی گناہوں کے لئے، مگر وہ ان
 تو حضرت اہم ہوسو فٹ کا حیرت و استغناء نہ بولا اور خدا تعالیٰ اور اسے قیامت نہ پہلی جیسے
 ہیں کہ ان سے پہلے انہوں نے کون کون کیا کر دیا، پر کس پر ماہ سزا پر دواشت کی ہوسو فٹ کا نام
 کے تعمیرات جیسے گھر تک انہوں نے دیکھے وہ ان کے منہ سے کچھ نہیں بولی، اگر حیدر وہ ان میں
 یہ کہتے تھے کہ :-

جو سہیلہ درد اس کو دیکھا احساس ہو گیا کہ

نکاح کی عادت سے مستعد ہو چکا تھا گزشتہ

حضرت اہم ہوسو فٹ کی رات کو ۱۳۳۲ھ کو کچھ مسرت و لذت نے حضرت کی بیٹہ دوانی

سے جب مسئلہ مطلق قرآن کے مسئلہ میں قید کیا اور گزروں سے ان کے مظلوم جان کر سولہاں کیا گیا، اور وہ حضرت امام ابو حنیفہ کی اس جنت و عزت اور استقلال و پامردی کو ایک مثالی نمونہ قرار دیتے تھے ان کے حق میں دعا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

وہان محمد بن حنیبل اذا ذکر ذالک
 اور امام احمد بن حنبل جب اس کو یاد کرتے تو روٹ جاتے
 یکی و ترجع حنی الى حنیفة و ذالک بعدہ
 اور امام ابو حنیفہ کی عزت و یاد کر کے ان کے پیلے
 ان حریب الحشہ - (ترجمہ امی جلد ۲، صفحہ ۳۲۷)
 رحمت کی دعا کرتے تھے کیونکہ ان کو مہی ہوا سے
 ابن خلکان جلد ۲ ص ۸۱، کتاب موقوف جلد ۱
 سابقہ پڑھا۔

عرف و خیرات الحسن علیہ

افسوس ہے کہ اگر اس پر بھی ایسی ہوجائے تو ظہر و حرکت ایک صد ہونے لگے اور حضرت منصور کو، اور حضرت
 کا اس پر ہونے سے بھی چار سال قید و بند میں رہنا پونے کی طرح کھشتارہ اور جب اس نے شمس
 کو لیا کہ نام صاحب کسی اذیت اور نوکری سے فرما اور میرا جواب ہو کہ ظالم حکومت کا تعاون کرنے
 پر کسی طرح آمادہ نہیں ہیں تو پانچ سو امام صاحب کی سب سے غیری میں جیل منانہ کے اندر ہی ان کو زہر
 دوا دیا گیا۔ (ترجمہ صحاح و مناقب (ترجمہ امی جلد ۲، صفحہ ۳۲۷) کہ پھر ان کو زہر پڑا دیا گیا، اور
 اس سے ان کی وفات ہو گئی۔ انہر مروت نے جب زہر کا اثر محسوس کیا تو سجدے میں گر گئے
 اور اسی حالت میں ان کی مدح مبارکہ شمس شہری سے پڑا کر گئی اور انہوں نے اپنی جان چھوڑی
 انہیں کے سپرد کر دی اور جب ان کی وفات اور شہادت ہو گئی تو میں خانہ کے اندر سے بیرون رہا
 کو یہ بارگاہ کی ناکام کوشش کی کہ اب ہر صوف کی وفات میری ہے مگر بصیرت والے و بچہ
 پہلے تھے اور کالوں سے بدین بہت تھے کہ امام مروت کے ہاں کا ایک ایک درخت بڑا ہی صالحان
 ظاہر کر پکا پکا کر یہ کہ وہ تھا کہ وہ

مخون نافع بھی چھپانے سے کہیں بچا ہے

کیوں وہ نہ کھلے ہیں میری نقش پر وامن ڈالے

جیل خانہ کے اندر جلا رہے اور زہر چل ادا ہو مروت کے ساتھ روز رکھا گیا وہ بچائے نہ جاسکے
 حیرت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کرنے کے بعد بھی پشٹون دن تک لوگوں نے ان کی تاب جنازہ پڑھی۔ (مسعود الفحلان ص ۳۳۰۔ ملاحظہ فرمائیے)

یسے دنیا اور دنیا والوں کی داستان کہ انہم مظلوم کو محض اس لیے شہید کروا گیا کہ وہ ان کے ساتھ سب سے انصاف اور عزت و عزت میں ہم پیالہ دہم نواز نہیں ہوا چاہتے تھے۔ ہماری خود پرستی کو بھی پس پانے سر اور باقی اخصانہ پر گوار کیا ہے۔ قید و بند کی پابندی نہ ملے گی۔ بدداشت کی۔ ملے ہاں پرانا پنے بھی کھٹے، انہاں اور ایشیا میں آپ کو گھلایا گیا، آپ کی تہذیب و تہذیب کی خاص کشمیر میں کی گئی۔ جن زمانہ میں آپ کے لیے عرصہ حیات بھی تنگ کیا گیا، کھانے اور پینے وغیرہ میں بھی انتہائی سطحی کی گئی اور بالآخر آپ نے سستی نہ ہونے کے اس حالت میں بھی ظالموں نے سفید پشٹون کو مصوب کر کے خوب چڑھا اور نہ میں پر گرا اور کیا کر تھا ان کے دہن مسباک میں زہر کا پینا نہ بھی تبدیل دیا مگر ہاں ہر وہ حکم اور ظالموں کے ساتھ اشتراک عمل کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور اس طرح خانی و عارضی اور ناپائیدار دنیا کو چھوڑ کر گھٹ پین علم اور پرستاروں کی کار و خوشبودار اور کھوپڑی اٹھاتے تھے کر سیدھا ہو گیا۔

میں ابو حنیفہ! تجھ پر پروردگار کا عزم کی کر دلوں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں تو نے جس کے لیے جان جسے کہ آئے والی نسلوں کے لیے استقلال و استقامت کا بہترین نمونہ قائم کیا اور حق پر قائم و دائم رہنے والوں کے لیے حذر اسوہ پیش کیا اور اس طرح باغ دنیا کے سینکڑوں کانٹوں کے سلسلے تجھ میں خاص خوشبودار اور پس را پھول کر ڈالی گئی۔

آہ۔

ہمیں میں خازن کو حاصل ہے ہرکے حیات و روز

ستم ہے نہ ملے نکل مگر دانا نہیں!

بقدر حنیفی کی مقبولیت

تاریخ اسلام اس بات کے لیے کافی ثبوت پیش کرتی ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی متعدد اکثریت امام ابو حنیفہ کی فکر کی دلداد رہی ہے، بعض حضرات نے اس کی وجہ تو صرف یہی بتائی ہے کہ چونکہ امام ابو حنیفہ اور اس قسم کے دیگر اکابر حنفیہ اسلام کے حکمرانوں میں

قاضی معتمداتہ نے مذا ان کی تڑپیب یا باغی تڑپیر اثر و سرخ ہو گئے پر وہی کی وجہ سے فتنہ حنفی
 مقبول ہوئی ہے بہت سے غلط کار کو گورنر نے فتنہ حنفی کی مقبولیت کے گھبرائے بالکل یہ داخل تقریر قائم کیا
 ہے بیکر بہت سے غیر معتقدین حضرت اعلیٰ حضرت شہ ولی اللہ کے ایک حوالہ پر حنفی
 درجہ حاشی نگاہ کر اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ پہلے تو یہ بات بھی سناریت قابل غور
 تھی کہ کھٹہ شہان اور عادل بادشاہ اور اگرچہ نفعی و دشمنی کی حد میں کو شہان نہیں کے
 جاسکتے مگر ان کی سب سے جڑیں بھی شک و شبہ سے بالاتر ہی ہے کیوں فتنہ حنفی
 کے قبول کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے کوشاں اور مجبور ہوئے؟ اگر سنے وطن
 ہست سنے حکومت و فرائی اور احکام و مسائل میں ہنسیدہ فتنہ کے ان کو کوئی صحیح حل نظر
 آیا یا فتنہ حنفی کے بغیر کسی اور امام کی فتنہ میں ان کے لیے تشفی کا کوئی سامان موجود ہوتا
 تو وہ فتنہ حنفی کے دامن میں کیوں پناہ دیتے؟ اور اس کے گرد و اور دلدل و کیوں ہوتے؟ حقیقت
 یہ ہے کہ اسلامی حکومت اور سلطنت کی ترقی زمانہ کے ساتھ نئی نئی مشکلات کو خیر
 خیر ہوا دشمن مولوی اور ذوالغیر اہل میں تعصبات کی مغربوں کے لیے واد خیر علم صوفی اور ہر
 پیش آمدہ نئے حادثہ اور مسئلہ کو سر پر الیٰ فی حدیث میں تلاش کرنے والا محض سادہ لوح محدث
 کیا جاسے؟ وقت کے جدیدہ تھہ سوں اور نئے نئے پیش آمدہ مسائل کو قرآن و حدیث
 کی عین روشنی میں حل کرنے کا صرف وہی اہل ہو سکتے ہیں جو قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ
 اربعہ اور ائمہ دین سے پیش کر دہ اصول و ضوابط کے تحت ہر نئے مسئلہ کا حل تلاش کر سکیں
 اور اپنے نقطہ و اجتہاد سے اس بات کو گنتی کر سکیں اور ملکی حالات اور علماء و لوگوں کے عہد پر مائل
 سے بھی نا صاف واقف ہو۔ باقی وہ ملکی قسم کے حضرت جہان چیر ویا سے طغنا و کچی جی نہیں
 سکتے تو وہ جیسا سے کیوں کے خیر کیا مانگ جیہ حل مل کر رہے۔ یہ بات دلچسپی اور عبرت سے
 غامی نہ ہوئی کہ جب پاکستان کے ہر ولی عزیز و ذریعہ نظم و انضام علی خان صاحب مرحوم اولیٰ
 شہ شہید گئے تو گورنر میں میرٹ پاس ایک بسے بڑے عالم و حکم و دیکش جیس جیس
 سال تک کامیاب نظر رہے جس اور ایک ایک مسئلہ پر شکات و شکات بیان کیے پہلے
 جاتے ہیں موجود تھے۔ چنانچہ انہوں نے کو خط لکھتے ہوئے مدد کے لیے دعائے حضرت سکوتی اور

ہم سب آجیں کہتے ہیں۔ جب لوگ چلے گئے تو وہ حضرت محمدؐ سے دریافت کرنے لگے کہ کیا جبرائیل
صاحب کوئی بزرگ تھے جن کے بیٹے یہ کرم کا گیسپے؟ میں نے کہا کہ وہ تو پاکستان کے وزیر اعظم
اور قوم کے خیر خواست تھے۔ وہ بزرگ فرما رہے تھے کہ یہ تو وہ بہت اچھے آدمی ہوں گے؛ بعد ازاں فرمائیے
کہ یہ تھے حضرت جدیدہ مسال کا کیا عمل تجویز کر سکتے ہیں؟ حالانکہ وہ کامیاب رہنا نظر محض و اطلاع حید
عالم میں نہ صحیح معنی میں خادم اسلام اور مذہب کے شیدائی ہیں۔ اور اسی طرح کے ایک
اور بزرگ جو چوٹی کے محدث، رفیق اور صوفی ہیں اور سپیکٹروں علماء کے استاد ہیں، وہ
ایک دفعہ فرمائیے گئے، کیا وہ ذرا کرم تھا ہیں بھی یا کہ تھے ہیں؟ غرض کہجئے کہ اگر تمنا ہو کہ وہ
سستی شریعت کا سوال نہ ہو آقا سبیل الہ کی کڑی سبیاں ایک دوسرے کے سر پر کہتے
کہ ہم میں اور مٹا ہوا کسی کا بظاہر کوئی ہوتا؟ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سبحان اللہ۔ جیسے علم
بہائی کی تہذیب و تہذیب کی جائے، اور نہ یہ مراد ہے بلکہ مقصود صرف اس قدر ہے کہ وہ
پائے علی اور اسسٹنٹ کاموں میں کچھ ایسے منکب تھے جن کی کوئی بھی اُحد کی طرف و وقور ہی
دیں کر سکتے، اگر نگاہ بصیرت سے دیکھا جائے تو عثمان اور عدلی بادشاہوں کا فخر تھی کہ اپنا
محض اس لیے تھا کہ وہ ہر نئے مسئلہ اور حادثہ کا حل جو تہذیب کے علماء کی امتداد
میں نظر آتا تھا، اس میں یہ اس کے پیچھے اور قائم کردہ کلیات اور قواعد میں پلچتے تھے اور
فہم کلام کی بائیک بین نظروں نے ان اصول و کلیات کو قرآن و حدیث ہی سے مستنبط
کیا ہے؟ اس لیے وہ اس کے گرد بیٹھے، اور یہ فخر تھی کہ جامع اور کامل ہونے کی ایک مستقل
ذیل ہے کہ وہ نامساعد حالات میں بھی ترقی پذیر رہی، اگرچہ وہ

کائنات میں سب گھولنا چاہوں طریق پھول

پھر بھی کچھ ہو سکتا ہے غیب غرض میں بزم جلا

مگر وہ معنی کی تہذیب تھی کہ اصل وجہ یہ نہیں بلکہ اس کی قسب و نسب کے کئی اور وجہ ہیں،
مثلاً ایک یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مقام لغت میں بہت اونچا ہے، جیسا کہ ہم باوجود سب سے
عرض کر چکے ہیں، اور ان کے شاگردوں اور تلامذہ میں کوئی یہ خوبی اور کمال حاصل تھا کہ ان کے شاگرد
ایک مشہور مثال ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوحنیفہؒ القین عند الشریعہ

(الحدیث) میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کہی اور خوشخبری دی ہے اہم صاحب اس کا اولین مصداق ہیں جیسا کہ باحوالہ یہ بھی تحریر ہے۔ اس سے بھی ان کی فتح کو پہنچی حاصل رہی ہے۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اہم صاحب کی فتح اس لیے مقبول رہی ہے کہ اس کے اُصول و ضوابط شوری کے ذریعے طے ہوئے ہیں۔ چنانچہ کوثر کے اندر کتاب و سنت کی روشنی میں وضع قوانین اور عمل عبادت و فرائض کے لیے ایک مجلس شوری قائم تھی جو حضرت اہم ابو نعیم کی سرکردگی میں مسائے پر ضرور غرض کیا کرتی تھی اور کافی بحث و تمیص اور مناظرہ کے بعد جب سب کی رائے متفق ہو جاتی تو پھر وہ مسائے قید تحریر میں لائے جاتے تھے اور منسلک کیے اسی کی تعین کی جاتی تھی، اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اجتماعی معنی انفرادی پر کوشش سے بہرہ مالی، معنی و افضل ہی رہتی ہے، اور اس طریق سے جو مسائے طے کئے جاتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ ان میں خطا اور غلط نسبتاً بہت ہی کم ہوگی، اگر یہ یہ طریق بھی محرم عن الخطا کا درجہ اور مقام کو حاصل نہیں کر سکتا، دیگر نکتہ ہے آخر یہ بھی اجتناب و ہی گراس میں غلطی کا امکان بہر حال کم رہتا ہے، اور شوری کا مستحق اور مفید ہونا خود مسائے کریم سے شرف و افتخار و شرف و کرامت اور نیز متعدد صحیح احادیث اور خطا و زللہ کے ملنے اور دیگر دلائل شرعیہ سے بالکل روشن اور بویہ ہے جس کا کوئی سلطان انکار نہیں کر سکتا۔

اداکرین شوری

اہم صاحب نے جو یہ مجلس شوری اور محفل مذکورہ قائم کی تھی، اس کے اداکرین پندرہ دہت میں چولہ کے غریب، محدث اور قیاس دان حضرات تھے جو آزادی رائے کے ساتھ مسائے طے کرنے کی کہتے تھے۔ چنانچہ علامہ خطیب بغدادی اپنی سنن کے ساتھ اسحاق بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:-

هذان اصحابنا من عتقة الدين يد اكدن
البريوت وبقدر اؤد الطفاي واسد
بن عتد وعاظية اؤد ودي و القاسم بن
صواب الميغزوہ ان کے ساتھ مسائے طے مذکورہ
کیا کہتے تھے ہر نئے نام اور رسم و رواج و
طافی، اس میں مشورہ و اہمیت اور حق و اہمیت

معرف وعلی بن مسعود متذکر وعباد بن علی
 وعلی بن یحییٰ بن علی فی ثلثة خان لہو یحضر
 حافیہ قال ابو حنیفہ لا ترفعوا المسئلة حتی
 یحضر عافیہ فلا یحضر عافیہ فان وافقہ
 قال ابو حنیفہ فشیبہ ان یطردوا فہم قد
 ابو حنیفہ لا مشیوہا۔
 وخرج فیما یجہل احسن اجمع مصر (۲۳۱) ۱۱۱
 معنی علی بن مسعود، منقول بن علی اور جہاں بن علی،
 اور جب وہ کسی مسئلہ میں بحث و فیصلہ شروع کرتے تو اگر
 عافیہ ان میں سے کسی ایک پر مرتے تو اب ابو حنیفہ فرماتے
 کہ اس مسئلہ میں بحث عافیہ کے افسانے تک نہیں کرو
 جب عافیہ جہتے اور ان کی شخصیت و روشنی ہو
 جاتے تو ہم ابو حنیفہ فرماتے اب سب سے منکر کو کہو
 اور اگر عافیہ اتفاق نہ کرتے تو ہم صاحب مسئلہ سے
 یہ شکست کھو۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل میں اپنے شاگردوں کا شمار پیدا
 کرنے اور ان کی حقنی قوتوں کو اجاگر کرنے کی سعی کرتے رہتے تھے۔ اور امام صاحب صرف اپنی ذات کے
 ہی کو روک نہ کر دیتے اور نہ اپنی انصاف دہی سے کسی کو بائند بندھتے بلکہ ان مذکور حضرات
 کی خوب بحث و فیصلے سے جب انصاف ہی کے نتائج ہو باقی جو سب سے اصول اور
 قرین کی بحث ان میں وسیع کر دیتے جن کو ہم اپنی اصلاح میں اٹھائی گئی باتوں سے
 تہیہ کر رہے ہیں۔
 امام معمر ان کو کہتے ہیں کہ:-

فوضع ابو حنیفہ رحمہ اللہ مذہباً ثلثی
 یجہلہ لم یستہیدہ فہم یقسمونہم جہلاً
 منہ فی التین ویا لعنة فی النعیمۃ اللہ و
 رسولہ واولادہمین فکلان یلقی منہ مسئلۃ
 ویسبح ما عنہم ویقول ما عنہ و
 ینظرہم شہراً او اکثر من ذلک حتی
 یستقر بعدہ الا قال فیہا لہ شہبہ ابو حنیفہ
 فی الاصول حتی اشدت الاصول کلہا اھ
 امام ابو حنیفہ سے اپنا مذہب ان شہا بطور شری
 رکھا تھا اور اپنے اصحاب کے بغیر کسی دوسرے علم میں
 نہ مستبد نہ بہت تھے اور سب کچھ شہوں سے
 رہتے ہیں، مثیلہ اور اللہ تعالیٰ اس کے جزا ہی حق
 اور اس لوگوں کے حق میں غیر خیر ہی کے مستند کے
 تحت کیا ہے یہ کیا ہے وہ ان کے ساتھ ایک ایک
 مسئلہ پر بحث کرتے، اس کی شکست دیتے اور اپنا نظریہ
 بیان فرماتے اور ایک ایک مسئلہ کو جبراً قبول فرماتے

و من قبل یومئذ ۲۰ ص ۱۰۱

تو اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اس میں استغراق
اور مباحثہ کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ جب کسی ایک مسئلہ پر
سب کی رائے جم جاتی تو اس کے بعد نام نہادوں نے
اس پر حملہ کیا اور اسے بے بنیاد ٹھہرا کر سب
اصول انہوں نے منسوخ کر دیئے۔

اور اگر امام اہل بیت علیہم السلام سے کام لیتے ہوئے اپنے آئند و محترم کی رائے بدوں مجتمع اور
تحقیق کے ٹکھڑے تو امام اہل بیت علیہم السلام کی رائے فراموش کر دے۔

لَا تَكُنْ بِمَنْعِلٍ مَّا تَصِیْحُ مَخْفِیًّا فَاتَى قَدَارِی
اَسْرَی اِلَیْهِمْ وَاسْتَرْكَبَ خُذَّ طَارِی الذَّیْغِیَّ خُذَّ
وَاسْتَرْكَبَ خُذَّ عِندَهُ
رفتہ ما نصیب الذیہ مستند
کمزوریت ہوں۔

اس کی وجہ بھی صرف یہ تھی کہ وہ اس وقت تک اپنی رائے کو تدبیر کہنا پسند نہیں کرتے
تھے جب تک کہ خود بھی ایسی طمع اس پر غور و خوض نہ کر لیتے اور مجلس شوریٰ کے ذریعہ بھی
اس کی خرابی یا غنہ راہی عیاں نہ ہو جاتی۔ نہایت افسوس ہے کہ بعض غیبیہ متقدمین
حضرات نے اہم صحابت کے اسس حزم و احتیاط اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول
اور مسلمانوں کے ساتھ خاص ہمدردی اور شفیقہ راہی کے جذبہ کو مستحق مزاحی
ہو جانے کی بے شجاعتی کا محنت اور فخر نہ کیا کہ ان کا یہ غیب گردانے کی ناکام کوشش
کی ہے مگر یہ غیب کچھ سوچنے اور احتساب و محاسبہ کا نتیجہ ہے اور ان کی بے بنیاد تاویلات
سے ان کے مسلک کے فروغ میں نفی جبر کا دلچسپ پیمانہ نہیں ہوتی اور خدا انشاء اللہ جبر کی
کہانہ ہے۔

جس کا عمل بہت بے غرض اس کی جڑ کچھ اڑ ہے

امام عبدالقادر ابن المسبکؒ کا بیان ہے کہ اس مجلس کے سامنے ایک درہم
منکدر پیش ہوا۔

فخاضوا فيها ثلاثة ايام والنفقة والعشى
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)
 اور ان مجلس میں جن دن تک صبح و شام اس میں خود
 فرض کرتے تھے۔

اور یہ مجلس شوریٰ جب تک کہ خدا کا اس خواہش نہ کرے جس کی
 خواہش چنانچہ اس کی تصریح موجود ہے کہ یہ

اذا وقعت بعد سنة يبرونها حتى
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)
 جب اس مجلس کے سب سے کوئی ایک سال بعد آ
 اس کو کہیں میں خوب گوشہ نشین ہوں تک کہ

بالآخر اس کی یہ مجلس بھی کرے کہ اس کو فرض کرے۔

اس طرح محل سے حضرت امام صاحب نے جو مائے اور محل کے ان کی تعداد
 میں معتقد و دیانت اور لاجبات پیش نظر میں مگر اختصاراً ہم حضرت مہ علی بن ابی طالب
 لکھتے ہیں کہ یہ

نه رقع ثلاثة آلاف وثمانيون الف
 سنة منها ثمانية وثلاثون الف في العبادة
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)
 کہ امام صاحب نے فرمایا ہزار ہائے تین کے متعلق اور باقی معلق
 سے متعلق تھے۔

والباقی فی المعاملات ۱۰

والباقی فی المعاملات ۱۰
 (ذیل الجواب جلد ۲ ص ۵۵)
 امام ابو حنیفہ کی وصیت تھا اور معاملہ فہمی کا اندازہ لگنے کے لیے امام محمد بن حنفیہ
 طبرستانی (۳۲۰ھ) اور خطیب بغدادی کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے وہ فرماتے
 ہیں کہ یہ

وكان الشيخة اقل من عا لبحر بالقتب
 (مناقب مرقی ۲۲ ص ۵۵)
 امام ابو حنیفہ سب سے بڑے وہ تھے جنہیں
 نے ہائے ذریعہ انہوں کے لکھے کا طریقہ
 ایجاد کیا۔

حرف خطیہ کہ یہاں شہر کے اس محل سے خشت شادی کا طہر ہو کہ قد سہل اور
 آسان ہو گیا ہے اور وہی ماضی کے علاوہ ان کی یہ شہر بھی گنتی کا رکھ اور حنفیہ ثابت ہوئی ہے
 کہ آج تک قفسہ ساریا ساریا دیا اس اصول کو محول ہر قفسہ ساریا رہی ہے بغیر ایک قفسہ

حقی میں صرف نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ ہی کے ابواب نہیں بلکہ معاشیات و سیاسیات و معاملات و اخلاق وغیرہ سب کے علوم و فنون اس میں پھیلے ہوئے ہیں اور اس کی اسی ہمہ گیر سیستے قوسب و الزامات پر استیلا کر لیا ہے اور رنگ اس کی افادیت اور ضرورت کے قیدیم کھننے سے بالکل چارہ نہیں پلتے۔

تجربہ و نظارہ ہے آئینہ دایہ زندگی

قص کرتی ہیں حوسہ و سریریں ہمیں علم کی

تدوین کی تیب کا سہرا امام صاحب کی سہرا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے علمائے اہل سنت کی سولہ جگہ کے پہلے سب سے پہلے تدوین کتب اور ابواب کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس میں ایک بہترین مثال قائم کی۔ چنانچہ صدر زمانہ متذکرے میں کہہ۔

وَلَقَدْ حَفِظْنَاهُ رَحِمَهُ اللَّهُ أَزَلَّ مِنْ دُونِ عِلْمِهِ
هَذِهِ الشَّرِيعَةُ لَعَرِيفَتُهُ أَعْدَمُ مِنْ قَبْلِهِ
(مناقب سلف جلد ۲ ص ۷۷)
امام ابوحنیفہؒ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی۔

اور امام سیوطیؒ، امام نسائیؒ کی خصوصیات نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ ترتیب سے پہلے انہی نے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور ابواب ہیں اس کی ترتیب کی ہے پھر علم و کثرت نے غلطی میں ان کی پیروی کی ہے امام ابوحنیفہؒ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ حضرت صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے علوم شریعت میں ابواب اور کتابوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ وہ تو صرف اپنے ہاتھ پر مکتوب لکھتے تھے جب امام ابوحنیفہؒ نے علوم کو نشر و پھیلا دیا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف کیا تو ابواب میں اس کو مقلد کر دیا۔

اھ (تبيين الحقائق)

اور انہیں بھی علمائے ذہبی کے حوالے سے کلمہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ اس میں
 میں قضائے الفقه والفرمى وکتاب الخلفاء منک وایضاً جہان دہلی : ام الزمر
 علیہ السلام کے حوالے سے تعلیمت کی۔

اور انہیں اپنی تحریر میں انہوں نے اس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

تھا اذ من اذن عہ الفقه وکتاب البواب
 وحفظ علی غلہ وعلیہ الیوم وبعث
 ماثل فی موطأ ومن قبلہ انما کان
 یحتملہ وذلک علی حفظہم وھو اذل من
 وایضاً کتاب الفقه والفرمى وکتاب الخلفاء منک وایضاً جہان دہلی : ام الزمر
 علیہ السلام کے حوالے سے تعلیمت کی۔

(انگریز متون ص ۲۵) اور انہیں اپنی تحریر میں انہوں نے اس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

یہ بات ملحوظ ضرور ہے کہ علمائے دینی کی باتیں اور مسائل پہلے دور میں بھی لکھے جاتے تھے اور اس
 کا حدیثی اور تاریخی طور پر کافی ثبوت موجود ہے اور جو کہ اب تک حدیث میں اس پر جملہ آثار
 حوالے کیے ہیں لیکن باوجود ہر عقارت صحابہ کرامؓ، تابعینؓ اور ائمہ اربعہؓ کے زمانہ میں زیادہ تر
 واردہ ملاحظہ تھا اور مستشرقین و حدیث کی طرح اکثر دینی مسائل بھی لوگوں کو بقید حروف یاد کرتے
 تھے۔ جب شیخ القرآن سے زائد مذکور ہو گیا اور دینی جذبہ اور خطایں بھی واقع ہونے لگی تو صاحب
 صاحبین کو بعضے دین کی فکر ہوئی اور انہوں نے عیسلم دین کو کتابی شکل میں لکھنے کی سعی کی کہ
 اس طرح مستشرقین و حدیث کے حدود و فتنی مسائل کو بھی مستند پر حتمہ ضبط تحریر میں آجائے لیکن
 ان کی ترتیب اور البواب و فصول کی صورت میں تدوین پھر بھی نہ تھی اس کو نتیجہ ہونا تھا کہ
 مسائل کی تلاش میں سادگی و قسٹ بوق اور ایک ایک مسئلہ اور جزئی کی تلاش میں سادگی کے لیے
 صاحب فنی وقت صرفت ہو جاتا اس اہم ضرورت کو پیش نظر رکھ کر حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان
 علمائے دیگر بزرگوں نے فقہ و فہم علوم کی ترتیب اور البواب و فصول پر تدوین کو سزا بخشا اور ان
 کا یہ مفید و تاریخی حکم قابل قدر تھا ہوں سے دیکھا جاتا ہے اور اس طرح فنی وقت کی بچت
 ہوتی ہے اور دینی پریشانی سے بھی بچا جاتا ہے جس باب کا مسئلہ ہوتا ہے کہ اب کی فہرست

مستندین دیکھی اور فرمایا باب فی فضل الکمال کو سنو دیکھنا یہ حالت ہے۔ گویا اس لحاظ سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور اس طرح دوسرے بزرگوں کا ذکر نہیں کرنا اور فقہاء عثمانیہ وغیرہ پر یہ بھی ایک بہت بڑا احسان ہے۔
 ہاں جو احسان کو کہتے ہیں نہ ہو تو اس کو کیا کہیں؟ اور جس کی چشم پر عین نہ ہو اس کو ٹھوکر یا نظر آئے گا؟
 سچ کہا گیا ہے کہ ۷۷

چشم بینا کر پستہ کو بیدا بھریہ کن کہ کرو ٹھونسن

بعض حضرات کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی دینی کوئی تصنیف نہیں ہو خصوصاً الفقہ الاکبر۔ ہاں انہیں معلوم ہے کہ ان حضرات کا زانو نہ ہوتا ہے مگر فقہان الاسلام کے متعدد میں اس پر قیود ضرور رکھتے ہیں مثلاً اور قدیر قدیر فی علمہ ابو الفرج محمد بن اسمعیل بن زیدؒ اپنی کتاب الفہرست میں ۱۹۵ ص ۱۹۵ میں (جس کو انہوں نے شکستہ میں تصنیف کیا ہے) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپؒ ابھی تھے تو ان کی حضرات صحابہ کرام سے آپس کی ملاقات ہوئی پھر ان کے کھتے ہیں کہ الفہرست الکبریٰ کتاب الفہرست فی البیاتی کتاب الفہرست والفقہ اور کتاب الفہرست علی التصنیف ان کی تصانیف میں داخل ہے۔ فقہان اسلام نے ان کے نام سے فقہان اسلام اور علمائے کرام نے کراہی کر لی اور لکھتے ہیں کہ خود امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتاب الفقہ الاکبر اور کتاب الفہرست والفقہ میں علم کلام کی اکثر بحثیں کی ہیں جو جن لوگوں نے یہ کہہ کر اپنی تصانیف میں نہیں لکھی ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتابوں میں یہ بات مستتر ان کے حضرات میں سے ہے ان کا یہ باطل خیال ہے کہ امام ابوحنیفہؒ ان کے کتاب پر تھے علامہ حافظ الدین ابی زینیؒ نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہؒ میں لکھا ہے کہ میں نے خود یہ دونوں کتابیں علامہ شمس الدین ابی النور سی البیاضیؒ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی دیکھی ہیں اور ان دونوں کے ہاتھ میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ یہ دونوں کتابیں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف ہیں اور اسوس امر پر مشایخ کی ایک بہت بڑی جماعت کا اتفاق ہے جن میں سے امام فخر الاسلامؒ نے ردی بھی کیا جنہوں نے اپنی کتاب اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان میں سے امام شمس الدین ابی النور سی البیاضیؒ ہیں جنہوں نے شرح اصول میں ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱

بعضت اور بقیہ کی ہیں۔

حضرت امام جعفر بن محمد مستدرک نے اور بھی کچھ ایسی باتیں نقل کی ہیں کہ اس سے
 علیہ وصارت کئی جن میں کچھ کی سند سے ہیں اور یہ کچھ کے پاس سے نقل کیے گئے ہیں ان کی سند
 کے ساتھ امام جعفر بن محمد بن زبیر اور شریف ماضی جو اس کے بعد بکھاری میں گیارہ علامتیں ان کی
 سند سے نقل کی ہیں۔

اور امام جعفر بن محمد بن زبیر نے بعض سے ان میں گیارہ کی سند سے گزرا ہے
 ان کو صالح الحدیث دانہ ابن جعفر، ابن مزین، ابن محمد موصی، ابن سعد، صالح، اور ابن عبد البر
 کہتے ہیں۔ فقہیہ باب التہذیب پر ۱۰ صفحہ کے حصہ میں لکھتے ہیں کہ:

بحار من المحدث فی الحدیث والفقہ کثیر وہ توفی کے ہاتھ اس کے حدیث اور فقہ میں ہے
 عن علی حنیفۃ رواۃ الحدیث والفقہ و جنوں سے امام ابو حنیفہ سے حدیث اور فقہ میں ہے
 ہان یقول ما روایت الفتح من علی حنیفۃ ما روایت میں اور فقہ کو کہتے ہیں کہ وہ
 (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰)

مذہب غلبہ علیہ توفی امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد بن زبیر نے امام جعفر بن محمد بن زبیر سے
 لمحدث الامام الحدیث والفقہ کثیر وہ توفی کے ہاتھ اس کے حدیث اور فقہ میں ہے
 امام ابو حنیفہ الرازی، توفی امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد بن زبیر سے
 (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰)

وصحاح واحد من علی حنیفۃ امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد بن زبیر سے
 قال حدیث شاہنشاہ کمال حدیث بیان قیامت لکھتے ہیں کہ شاہنشاہ
 (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰)

امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد بن زبیر سے
 امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد بن زبیر سے
 حدیث کا شاہنشاہ امام جعفر بن محمد سے امام جعفر بن محمد بن زبیر سے

کسی قیصر کا کوئی شک باقی رہ سکتا ہے؟ (فہم صدر) اور مسند میں شہشاہ ہونا جزوی بات ہے اور مطلقاً شہشاہ ہونا مخلوق کیسے محال ہے) حقیقت یہ ہے کہ کلمہ
 "آپ سب ہر اسے ہر عقیدہ تیر نہیں!"

فہم صدر: اللہ تعالیٰ تم پر فرستے ہیں کہ

و عبد اللہ بن یسید عن ابو عصب النخعی
 القدری من حفظ اصحاب الحديث كبر انهم
 اكثر عن ابي حنيفة القدابة في الحديث -
 اہم ابو عبد الرحمن القدری عبد اللہ بن یزید سے جو
 خورجی اصحاب حدیث کے مخالف اور بڑے ائمہ
 میں تھے، انہوں نے حضرت اہم ابو حنیفہ سے حدیث کی بہت سی
 روایتیں کی ہیں۔

مشہور محدث ابن ماجہ (۱۰۰) اور ابی نعیم (۱۰۰) اور ابی داؤد (۱۰۰) اور ابی
 فرات سے ہیں کہ انہوں نے حضرت اہم ابو حنیفہ سے کئی حدیثیں روایت کیں۔

ماکان احفظ لحديث فيه ضلة
 واشد غصه عنه واطلس به ضلته
 من الغفلة -
 (مروج بہ دو جلد ۲، ص ۳۲۹ توضیح المسیح)۔
 انہوں نے ہر ایسی حدیث کو کیا جن میں کسی طرح
 یوں یا جس سے کوئی غلطی ہو سکتی ہو، وہ
 اور وہ حدیث کے بارے میں بڑی محنت کھینچ
 لے کر حدیث میں غلطی سے بچنے کی کوشش کرتے تھے۔

فہم صدر: اللہ تعالیٰ! اہم ابو حنیفہ بن یزید (۱۰۰) اور ابی نعیم (۱۰۰) اور ابی داؤد (۱۰۰) اور ابی
 فرات سے ہیں کہ انہوں نے حضرت اہم ابو حنیفہ سے کئی حدیثیں روایت کیں۔
 اکثر من ابي حنيفة القدابة في الحديث -
 ولفظه - روت قب موفق ۱۰۰

اہم عبد اللہ بن داؤد الخزاز (۱۰۰) اور ابی نعیم (۱۰۰) اور ابی داؤد (۱۰۰) اور ابی
 فرات سے ہیں کہ انہوں نے حضرت اہم ابو حنیفہ سے کئی حدیثیں روایت کیں۔
 اہم عبد اللہ بن داؤد الخزاز (۱۰۰) اور ابی نعیم (۱۰۰) اور ابی داؤد (۱۰۰) اور ابی
 فرات سے ہیں کہ انہوں نے حضرت اہم ابو حنیفہ سے کئی حدیثیں روایت کیں۔

یجب علیہا ولا لاسلام بنید عوانہ بنی
 حنیفة فی مسودتہم قال ذکرحفظہ علیہم
 میں توں پہنچتا کہ وہ اپنی نماز میں اللہ تعالیٰ
 سے اہم ابو حنیفہ کے لئے دعا کریں اور ذکر فرمائی کہ

المنع والفضہ - راجع بحال ۲ ص ۳۳
والبدیہ والتمایہ - ص ۱۰۰

اہم صدر الامر مکی اپنی سفر کے ساتھ انہما فرستے روایت کو کثرت میں کہہ رہے۔

قال کان حبہام الحقیقین مثل زکریا
بن ابی زائد وعبید اللہ بن ابی سنان
والقیث بن ابی سلیم وطرطوف بن طریف
وحصین بن عبد الرحمن و غیرہم
تھے بہت ہی تھے اور مجھے رقیق ہستی کی
سے اور نہ کثرت کی تھی جو ان کو روایت کرنے سے
میں جس حدیث کے بارے میں ان کا شبہ ہو رہا
میں کے تعلق بھی وہاں سے سنا کرتے تھے۔

اگر ہم ان کو فرستے کہ جن حدیث میں حدیث نامہ حال نہ ہوئی یا وہ حدیث سے پہلے بڑھ چکی
تو ان کو نہ کثرت نہ ان کے پاس آئے ہونے کی اور حدیث میں ان سے ملو کہ وہ نہ کثرت نہ کثرت
کی یہ مصیبت پڑی تھی؟

شہر محمدیہ اہم مقرر کی کہ فرقہ (التوفی ۱۵۵۵ھ) جو الامام الحافظ اور احمد الامام
تھے، ان کے ہر حال (مکمل) فرماتے ہیں کہ نہ

طلبت مع ابی حنیفۃ الحدیث فوجدت و
نصف نافی التفسیر فخرج طلیتا وطلبت امہ
الفتح فجاء عنہ ما ترون - (مناقب ابی
حنیفۃ ص ۱۵۵) ذہبی (ج ۱ ص ۱۵۵)

میں نے اہل ابو حنیفہ کے ساتھ حدیث کی انھیں کی کہیں
وہ ہم پر غلبہ ہے اور ہم میں شمول نہ تھے تو اس
میں بھی ہم پر غلبہ ہے اور ہم نے ان کے ساتھ فرقہ
طریقہ کی اس میں ان کا کمال ہے مگر ہم نے ان سے نہیں ہے۔

نور کیجئے کہ جتنی حدیث اور حدیث سب سے کہہ کر کئی راوی حضرت امام ابو حنیفہ کی حدیث
میں فرقہ سے اور بڑی کثرت میں ان سے تھے کہ کہہ رہے۔

محمد بن یحییٰ امام بڑی ہیں اور ان کے تھے کہ کہہ رہے۔
کان ابو حنیفۃ تفتی زہد عالم

عبد وقی القبان حفظہ اہل زمانہ
 رہنما لقب حیدری بھرائے ابن حیدر اور علم
 اصنافی اہل زمانہ میں سب سے بڑے مانتا حدیث
 تھے۔
 حدیث سلاسل (سوانح نامہ)

امام الحرمہ والتعلیل مکملیج بن حیدر القحطانی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس سے فرماتے ہیں کہ:-
 انہما فی اللہ لا ینکر ہذا و اذہما یملکان
 خدا تعالیٰ کی قسم امام ابو حنیفہؒ اس حدیث میں خدا
 تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی حق سے جو کچھ بھی وار د
 ہوا ہے اس کے سب سے پہلے سے صحیح ہے۔
 حضرت حدیث (سلاسل) عبد الوحید بن زکریا (رحمۃ اللہ علیہ)

اگر امام ابو حنیفہؒ کو قرآن کریم اور حدیث شریف کے علم میں پوری مہارت اور کمال حاصل نہ
 ہوتا تو نہ قدس فی رجال اور سر تاج محدثین کبھی قسم اٹھا کر یہ بیان نہ فرماتے۔
 حضرت عائشہؓ کی امتدادی امام محمد بن سنان سے فرماتے ہیں۔ انہوں نے
 قصہ بڑا کیا کہ:-

ان الامام ذکر فی تصانیفہ ینفا و یسبحون
 امام ابو حنیفہؒ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے
 اللہ حدیث و انتخاب اکثر من ینبیین
 کچھ اور حدیثیں بیان کی ہیں اور چالیس ہزار حدیثوں
 سے کتاب اکثر اکثر کا انتخاب کیا ہے۔
 انہما صریحہ و صریحہ

اور امام حیدر کا نام بھی ارقام قراآت میں لکھا
 و انتخاب ابو حنیفہؒ اکثر من ینبیین
 امام ابو حنیفہؒ نے کتاب اکثر اکثر کو چالیس ہزار
 حدیثوں سے انتخاب کیا ہے۔
 اللہ حدیث (انتخاب موفی بامول)

حدیث یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں اپنی تصانیف میں
 میں بیان فرماتے ہیں اور چالیس ہزار حدیثوں سے کتاب اکثر اکثر کو انتخاب کرتے ہیں مگر باقی ہر
 متعصب لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ فریق حدیث میں جہنم تھے۔ ان کو حدیث کے کوئی
 مست نہ تھا۔ ان سے صرف ستر ہزار حدیثیں مروی ہیں، یہ کس قدر غلط فہم اور نہ انصافی کی بات ہے۔

صلى الله عليه وسلم يفتي بالصبر على ما يكره
 اربعة الاثنا عشر حديثاً... بل فيه الامكان
 صلوات الله عليه وسلم سے روایت کی گئی ہیں ان کا احد
 چار ہزار اور چار سو ہے۔

طبع محراب علامہ امین باقی ۹

مگر تفسیر کی طرح جو اس حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف کم حدیثوں کی نسبت آتی ہے کہ
 اس سے نظر بظاہر کسی تین اس حدیث مراد ہیں اور مجال چالیس یا ستر ہزار کا ذکر آتا ہے تو اس سے
 اسانید و طرق متعددہ سے مراد ہی نہایت مراد ہیں، چنانچہ امام احمد الزکری، امام حنفی، امام حنفی بن زیاد
 کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ:-

هذان الوجهان في بعض اربعة الاثنا عشر
 الفين للمعاد والذين لا يشران لشيء
 امام ابو حنیفہ نے چار ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔
 بعد ہزار تو صرف حادثہ کی طرف سے اور دو ہزار باقی
 مشہور سے۔

و مناقبہ عوفی، ج ۱، ص ۱۱۱

یعنی اگر سوار اور تعدد طرق و اس نسبت سے صرف نظر کر لی جائے تو تفسیر چار ہزار حدیثیں ان
 سے مراد ہیں اور اگر اسانید و طرق کی بحث نظر رکھا جائے تو ستر ہزار سے بھی ان کی تعداد بڑھ جائی
 ہے جن کا ذکر امام صاحب نے اپنی تصانیف میں کیا ہے، یہ بات بھی غور و فکر سے
 کو امام صاحب کی تصانیف سے کیا مراد ہے؟ بعض علماء جن میں مصنف صلیب کے ساتھ علامہ
 شعلی نے **المعانی** اور **ایضاح** پیش ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام صاحب کی اپنی
 کوئی تصانیف ہی نہیں تھی کہ ذکر کیا ہو اپنی اپنی نہیں، جبکہ اسی کے کچھ صحت میں بخلاف اس کے کہ
 میں نے اس کا ذکر کر دیا ہے وہ ان ہی ملاحظہ کریں، بقدر غیر حقائق حضرت کی قسلی سکھانے ایک
 حوالہ دے دیتے ہیں، علامہ ابوبکر صاحب نے یہ لکھ کر ایک مقام پر اقدام فرماتے ہیں کہ:-

و امام بن تیمیہ منہج المستند میں مکتبہ کو کہہ کر حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سب
 قرینہ دیتے ہیں، پس مولانا شبلی رحوم کے انکار کی بنا پر سے معترضین بحث میں لاسنے کی ضرورت
 نہیں۔ (بلفظہ، حاشیہ تاریخ اہل حدیث ص ۱۱)

امام صاحب کی تصانیف سے وہ اعلان تصانیف نہ دیتے ہیں جن کو ان کے ہاتھ اور قابل
 قدر تعلق شدہ امام ابو حنیفہ و دیگر امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے وقت قید تحسین پر ہیں۔

اور چالیس روز روایت سے انہوں نے کتاب الآثار کا انتساب کیا ہے چنانچہ امام عبد اللہ
القرنی القنی، المستوفی شمس، امام ریاض بن عاصی ابو یوسف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے
اپنے والد محترم کے واسطے سے۔

روای کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ وهو علیہ السلام ابو حنیفۃ سے ان کی کتاب آثار روایت کی
ضمیمہ اور (المجلد ۲ ص ۲۷۹) جو ایک مختصر جلد میں ہے۔

کچھ عرصہ پہلے کہ مصر سے کتاب الآثار لابی یوسف طبع ہو کر طرابلس کے فاضلین میں پہنچ
سے، خطاب یہ وہی نسخہ ہے جو امام ابو یوسف نے امام صاحب سے نقل کیا تھا اور اب وہ انہی
کی طرف منسوب ہو کر رہ گیا ہے اور حافظ ابی جریر بغدادی انہی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

والمرجوع من حدیث ابی حنیفۃ منقولاً امام ابو حنیفہ کی حدیث میں منقول کتاب آثار
ہو کتاب الآثار القنی واما محمد بن ہے جو امام محمد بن احمد بن احمد نے ان سے روایت کی
الحسن عنہ اور (تجلیل الملتفت) ہے۔

اور اس کے قریب انہوں نے لسان المکران پر حدیث میں بھی لکھا ہے تقریر ظاہر
یہ کتاب آثار وہی ہے جو امام محمد کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ انہی کی روایت پر نسخہ درج ہوا
میں کہ بخاری، ابو داؤد، ابو یوسف، امام مالک، وغیرہ حدیث کی کتابوں کے متعدد روایت کی ہوئے
مختلف نسخے نقل ہوئے ہیں اور ان نسخوں میں تقدم و تاخر اور دیگر کئی امور میں بامی
اختلاف اور تفاوت ہیں پایا جاتا ہے لیکن اس جزوی اختلاف کی وجہ سے ان کی پوزیشن اور
ان پر حق و غیر نہیں ہو جاتا جیسے کہ ممکن ہیں حدیث کے قطع کار سے یہ بیکار لکھا ہے اور یہ گویا ان کی
عنایت اور ان پر اعتبار کو یکسر ختم کرنے کا اوصاف کھائے بیٹھے ہیں۔

دو لوگ تھے ایک ہی شرعی میں کہوئے

پیدا کئے تھے جو خاک چھانکے

امام صاحب احمد حدیث اور حق علی حدیث میں تھے

اگرچہ گزشتہ مندرجہ شمس بن یوسف حضرت امام ابو حنیفہ کی حدیث دانی اور محدث کامل
ہونے کے لیے بالکل کافی ہیں، مگر ہم چاہتے ہیں کہ صحت کا کوئی گوشہ بھی شکستہ نہ رہے اس لیے

ہم اس پر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ امام صاحب محض حدیث و احادیث ہی نہ تھے بلکہ
 فن حدیث اور حدیث کے بڑے مجتہدین و حفاظ حدیث اور ائمہ حدیث میں آپ کا شمار ہوتا
 ہے۔ خود سے مندرجہ ذیل قول سے واضح کیجئے :-

امام ابو داؤد و ترمذی بن الاشبھت، البیہقی، المحرقی مشہور و اہم الثبت المستویان
 تھے وقت کے یہ۔ عارف : ارشد و فراتے ہیں کہ :-

رحم اللہ صاحبان اہل اہل رحم اللہ الشافعی اللہ تعالیٰ رحمت آفرین کے امام ملک پر کر کہ دو
 محققان اہل اہل رحم اللہ ابوالحنیفہ و شافعی، صاحب امام تھے، اللہ تعالیٰ رحمت کرنے نام شافعی پر دے دیے
 کہ کہ ابوالحنیفہ رحمت و صاحب میان صلح (مصلحت) کہ وہ امام تھے، اللہ تعالیٰ کی رحمت و احسان فیض
 پر کر کہ وہ امام تھے۔

اور علامہ ذہبی، امام ابو داؤد سے نقل کرتے ہیں کہ :-

ابن ابی حنیفہ و شافعی اہل اہل رحم اللہ و صاحبان

امام ابو داؤد و ترمذی بن الاشبھت، البیہقی، المحرقی مشہور و اہم الثبت المستویان
 ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث کی اہمیت قرار دیتے ہیں اور خصوصیت سے صاحب امام مالک اور امام شافعی
 کی روشنی میں مشکک کیجئے کہ وہ امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں، تو اس اہمیت سے وہی رحمت
 قرار ہو گی جو حضرت امام مالک اور امام شافعی کے لیے لی جا سکتی ہے، چو کہ وہ حدیث اور حدیث
 دونوں کے امام تھے، اس لیے حضرت امام ابو حنیفہ کے لیے بھی حدیث اور حدیث دونوں
 کی اہمیت قرار ہو گی۔

علامہ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ :
 کہ ان میں ایک وہ فرقہ ہے جو اہل سنت و الجماعت کے نظریات اور عقائد کے خلاف ہے
 اور ایک وہ فرقہ ہے جو جمہور امت کے خلاف ہے اور ان کے شافعی ہونے میں کوئی کلام نہیں کہ
 یہ حضرات اہل کراہیان کی جڑیت سے متاثر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل ایمان کی جڑیت
 نہیں نہ کہ اہل کراہیان سے اسکل ایک سرشت ہیں کہ ان پر کو اسب و عتاب ہی مترتب
 نہ ہو، اس لیے ان کے بعد انہوں نے تہمت میں سے ہی بے جا جہل مرتبہ کے کچھ نام گھڑائے

ہیں اور وہ ہیں: ۱۔ الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب، سعید بن جبیر، طلحہ بن عبید، شمر بن
 ذرہ، مصعب بن زاذلہ، عقیل بن سیدہ، ذرہ بن عمار بن ذرہ، عمار بن ابی سلمہ، ابو ہریرہ،
 عمار بن العقیل اور قیس بن حمزہ اور پھر حدیث ہی کہتے ہیں کہ:

وَقَدْ لَا وَكَفَلَهُ نَحْنُ عِدَّةٌ نَوَالِ الْعَوَّلِ بِسَبْعٍ سَبْعًا وَكَفَلَهُ عِدَّةٌ
 وَاسْتَكْبَرُوا بِمَعْلُومَةٍ وَبِهِمْ ۱۲۵ خَلِيفَةُ الْمَدِينَةِ

لِطَبِيعِ الْفُجَرِ

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد بن اعلیٰ وغیرہمیں سے
 ذکر ہوا سب سے پہلے ابو حنیفہ تھے، اگر یہ حضرت فقیہ حدیث کے امام اور چہرہ اس
 پر کافی نہ ہوتے تو ان حدیث کیسے بن سکتے۔

فقرقہ مرجعہ

حضرت شیخ عبد بن ابی شیبہ نے غریبہ الخالیجین میں مرحوم کا تذکرہ بھی فرمایا ہے
 اور پھر مرحوم میں اصحاب نقاشین ثابت ابونعیم کو بھی شہاد کیا ہے جس سے بعض نادان
 اور متعصب غیر مقلدین حضرت امام صاحب اور ان کے جہد اصحاب کو مرتبہ بھڑک کر ان کو کہتے
 اور ان پر ناخوش ظہم اور بے انصافی کے تیرہ دہاتے ہیں، اسمعیل باست یہ سب کہ حضرت
 شیخ صاحب سے حضرت امام ابو حنیفہ کو مرتبہ کہ فرقی میں داخل نہیں کیا، ان کے اصحاب
 کو مرتبہ کہا ہے اور ان کے متکبرین سب نہیں بلکہ بعض باوجود فقر میں حتیٰ کہ مسکین کے مرتبہ
 میں رکھے جیسے حدیث مذکورہ ۱۲۵ ہ۔ اس حسب تفسیر کرامت وغیرہ اور اس تفسیر
 بعض مرتبہ کہ فرقی میں حتیٰ کہ سب کے باوجود انھوں نے مسرور و غم کے اس باطل کردہ اور
 فرقہ متعلق تھے جو اہل سنت کے مسلک حق کے باطل فتنہ تھا لیکن ان کے مرتبہ ہونے کی وجہ
 سے حضرت امام ابو حنیفہ پر کیا مرتبہ کی ہے؟ اور ان مرتبہ کے قریب باطل کی وجہ سے ان کے اصحاب
 ابی حنیفہ پر جو اس سنی میں ہرگز نہ ہوتے، کیا اعتراض و رد ہو سکتا ہے؟

یہاں سب سے پہلے یہ کہہ دیا جائے کہ اصحاب کے مرتبہ ہونے کی وجہ سے حافظ ابن عبد البر کی کتاب
 جامع بیان العلم، مرتبہ حضرت شامی اور ابن سبک کی تصنیف، مستند العیون، مستند اور

قرب مصاحبت کی دلیل اعلاہ و مثلاً، بغیر و کتاب میں ملاحظہ کریں کہ ان کا اختلاف بعض فرقوں
 کو لڑنے کے ساتھ صرف عقلی ہے، وہ یہ کہ بعض بحثیں عظام، ایمان، تصدیق، مقصد، اعتبار
 ہستی اور عقل و کائنات کے مجملہ کر سکتے ہیں اور ہر جہہ اہل سنت و ایمان صرف تصدیق قیاس کو
 سکتے ہیں کہ کوئی عقلی عقود حق کے باطنی قریب ہے، اعتقاد ابن کثیر کہتے ہیں کہ ایمان
 فی الملکۃ فطریۃ علی التصریق الہی صریحاً، تفسیر یہ اصح، یعنی ہر کثرت نسبت میں ایمان بعض
 تصدیق پر اطلاق ہوتا ہے، اور صاف ابن کثیر کہتے ہیں ولا یعد ثلثۃ التصریق، فطریۃ الہی
 جہ عقل، اور ایمان کرم میں ایمان کو، عکس ان صانع کی قبولیت کی شرط قرار دیا گیا ہے اور شرط
 مشروطت سے خارج ہو کر بہت نیز مثال صانع کا ایمان پر عظمت کیا گیا ہے، اور معنویت و معنویت
 علیہ قائم ہوتے ہیں، علاوہ انہیں ہنس پر عالمیوں کے ساتھ بھی قرآن و حدیث سے نفس ایمان کو
 ثبوت غلبہ، اگر حال ایمان کا جوہر میں قرآن کے لئے ہے ایمان کا تحقیق کیجئے اور دیکھئے تاثیر
 دینا، ان شرع موافقت عقلی طبع کو کثرت اور شرع عقلی حد کو دینا، یہ حضرت اس کے پر فرق
 نہیں کہ قرآن و عتاب ۲ عقل پر قریب نہیں، یا عقل کے بغیر بھی کوئی شخص کاس یون ہو سکتا
 ہے، یہ حضرت اس پر فرماتے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اعمال ایمان کے اعتبار
 حقیقہ نہیں، جبکہ اجزاء متحدہ و مکملہ ہیں۔

اولاً تاخیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس موقع پر محسوس شدہ کا عمل بھی بذات سروری ہے،
 کہ بعض تصنفیں نے سیدنا امام ابوحنیفہ کو بھی دجال مروجہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہل سنت
 کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی نقل و نقلی درجہ کے تقویٰ و ترمیم پر گزری جس سے کسی کو بھی فائدہ
 نہیں، یہ شک جہن نشین نے، مسند ان پر رحم کرے، امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں
 امام ابو یوسف، امام محمد، امام زکریا اور امام شافعی بن زکریا، محکم اللہ کو دجال مروجہ میں شمار کیا ہے جس
 کی عینیت کو نہ کچھ گراؤ حضرت امام صاحب مدون کے طرز رنگی پر نظر نہ رکھتے ہر نے بعض
 لوگوں نے نہت خوب سمجھا، اسے لیکن حقیقت پسندانہ، اس کا جواب کسی حدیث
 پر دیا ہے، (واریج اعلیٰ ص ۱۲۲)

نورین کثرت کرنے کے بعد آگے عذر شدہ سب سے ان کی اللہ و انسان پڑھنے کے حوالہ

سے کہتے ہیں کہ مجھے اپنی زندگی (کے عطا کرنے والے) کی قسم ہے کہ ہم ابو حنیفہ اور آپ کے
صحابہ کو ہر جہنم سے کھانا دے گا ہے (در تریخ اہل حدیث ص ۷۷)

اللہ تعالیٰ اور ابو حنیفہ اور آپ کے اکثر صحابہ جبر میں معنی میں ہر جہنم میں ۱۰ اہل سنت کے
حکام کے پرکھنے پر گواہی دے گا کہ ان میں نہ کوئی اختلاف نہیں، ۲۰ میں نہ کوئی تعارض نہ ہوگا، ۳۰ میں نہ کوئی
جہ اور کسر سے ان کی قیامت پر کوئی حرج نہیں آتا اور نہ ان کی وجہ سے ان کی قیامت
بانت اور سنگ مجزون ہو سکتی ہے۔

زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ صاحب حدیث کی ہر عبارت نقل کریں، لیکن
بے اکثر جہالت کو کتاب دلیل العائب آسانی سے منہ پر ہو سکے، تو اب صاحب حدیث کہتے ہیں۔

سوال : درغیرہ اہل بدعت اور صاحب ابی حنیفہ اہل فتنہ کو روکنا وغیرہ

فی غیرہ وجہ ان بدعت؟ جواب : ہاں ولی اللہ محدث وچون و قیامت

تو شہرہ اندک اور جہاد و گونا گوست کی اور جہاد است کہ فتنی از سنت بیرون مکنند

دیگر آیت کہ از سنت بیرون نہ گزیدہ اول آیت کہ معتقد ہیں باشد کہ ہر کہ قرآن مجید

تفسیر میں بیان کرے، ہی مصیبت اور افسوس نہشت اصلاً و کلاً و کلاً اعتقاد کہ کوئی عقل نہ

ایمان نیست ولیکن تو اسب و عتاب بران منہ شب است واجب مستحق

میں ہر دو آیت کہ صریح و تا حدیث و جمیع کبر و اندر خطیہ مرتبہ و گنہ اند کہ ہر

محض تو اسب و عتاب نہ ترتیب ہی خود پس محافل البشاش ضلال و مبتدع است

در مثل و ثانیہ جماع صفت ظاہر شدہ بیکہ دل ناک متعارض نہ بعض آیات و حدیث

و شر و دولت نیکنانہ ہر گز نہ ایمان غیر عقل است و ان نزاع مزاج نہ شود ہوسنے

غفلت بکشت اتفاق ہر بر آنکہ عاصی از ایمان طاری نمی شود اگر کسی عقلی غذا نیست

مہربان و آئی والد ہر آنکہ ایمان عبادت از مجموعہ اس چیز ہے است از کبر و شرف

و ان فی حق نیست لیکن است انہی و انہی جا حضور شد کہ ہر دو ہر شے شیخ و کلمہ

بدون اصحاب ابی حنیفہ شوق فانی است و در غلہ و علیہ اگر سید و جمیع از روئے نظر و

انواع جہان مذہب اہل حدیث است کہ ایمان عبادت است از مجموعہ اقرار

و تصدیق و نقل و بر قالی الغرضی شہدہ لافانی مالاویۃ فانیہ فیج اولہ شکل و صفی مطبعہ الاول

مباحثہ التوفیق : (اشقی بظلم) دلیل ملاحظہ فرمائیے شاہ جہاں میرزا علی شاہ

نواب صاحب کی اس عبارت سے یہ بات تو بالکل واضح اور صاف ہو گئی کہ میرزا علی شاہ
حضرت شیخ صاحب سے اصحاب اہل حنفیہ کو مرجعہ کہا ہے، وہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے
وہ ضار علیہ لیکن چونکہ حضرت شاہ صاحب کی پوری عبارت جو انہوں نے نقل کی ہے
بیان فرماتی ہے، نقل نہیں کی گئی، اس لیے اور دوسری عبارت سے جو نواب صاحب نے نقل کی ہے
غنیۃ الطالبین کی عبارت کی پوری عمدہ کثافتیں نہیں ہوتی، مگر کہ حضرت شیخ صاحب کو
اصحاب اہل حنفیہ کو مرجعہ کے اس فرقہ میں داخل کر کے ہیں جو باطل فرقوں میں شامل ہوتا ہے جو
احمال کو ایمان کے ساتھ مرتب نواب و صاحب کے درجہ میں بھی نہیں، ماسا تو یہ پیش کرنا شروع کیا
ان پر کیسے چسپاں ہو سکتی ہے جس میں احمال پر نواب و صاحب کے ترجمے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے؟
اس لیے جہتے نزدیک بھی جو سب متعین ہے کہ حضرت شیخ صاحب نے ان اصحاب حنفیہ کو برگز
مرجعہ کے باطل فرقہ میں شامل نہیں کیا جو مرجعہ اس لئے تھے۔ بلکہ وہ اصحاب اس پختہ
ہیں جو معتزلہ وغیرہ کی طبع فقہ میں حنفی مسلک رکھنے کے باوجود عقائد اہل سنت فرقہ
مرجعہ میں تھے اور وہی فتنہ باطلہ ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی تصریح
کی ہے (فتاویٰ ج ۱ ص ۲۵۷)

علامہ قدس سرہ نے حضرت مسٹر بن کوہاؤم (بن کا بن ولسا اور محدث میں درجہ پختہ
کھا ہوا چکے ہے) ان پر بھی ارہار کا اعتراض تھا اور حیرت ہے کہ حضرت منیان بن جوہر کی
جیسے محدث، لغت اور محرفی اسی ارہار کے الزام میں ان کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے
مگر ایک ہی شرک و کفر میں دونوں جہتے تھے۔ لفظ جوہر شریب التذیب ج ۱ ص ۱۵۱ اور
در حقیقت وہ اسی معنی میں مرجعہ تھے جو علامہ شرنشانی کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے مگر غلط فہمی
لگا کر مروج ہو سکتا ہے؟ جسے ترجمہ میں حضرت امام ابو حنیفہ اور بعض دیگر حضرات کا نام ہے کہ
یہ کہا ہے کہ ان کو مرجعہ کہنے کا قول قابل اعتبار نہیں ہے۔ دینان الاعتدالی ج ۱ ص ۳۴۱ میں اس
معنی میں ارہار کی فہرست ان کی طرف باطل ہے جو مرجعہ ملتے کے خلاف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ احداث کے بننے میں لگتے ہیں کہ
والله اعلم بما فعل النملة
احداث ابن سنان والجماعت سے ہیں۔

(منہاج السنۃ ج ۱ صفحہ ۷۷)

اور مولانا نیز صاحب سیکوٹی فرماتے ہیں کہ اور چند ائمہ سے لیے لوگ مراد ہیں جو ان
قرآن سننے لیکن بحسب لغت ان مسائل کی وجہ سے جو اہل سنت کے نزدیک قابل اعتراض
نہیں ان پر اہل کلام کا غلط اثر لگ گیا ہو الخ تابعی، ہندخت ہفت حاشی

ان پر کئی تفصیلات اور تشریحات کے درجہ بھی اگر کوئی شخص غیوروں کو مرحضہ کے جملہ
طرز میں داخل اور شمار کرے تو فائدہ روز القبر ہی قیامت کے دن اس کا فیصلہ کئے گا۔
اور اس وقت حقیقت سے آفتاب ہو کر ستیگی۔ چنانچہ مولانا جی مقلدہ مقلد میں فرماتے ہیں
یہاں تک کہ اسے کہ حضرت شیخ اپنی تصنیف المصنف غلبۃ العالیین میں فرمایا ہے
وہم فراروں کی تفصیل و فہرست بیان کرتے ہوئے حنفی مذہب کو اپنی نسبت سے خارج کر دیا
لیجے چاہتی رہنے فرماتے کی شان شمار کرتے رہے یہ سب تصنیف ازرق ابن سنان اللہ!

علاء الرحمن الدین ابو عبد اللہ الدبزی و شافعی مذہب و مصلی المعتقد اسے تذکرۃ الحفاظ کے
نام سے چار جلدوں میں ایک ہزار تین کتاب لکھی۔ یہ جہاں میں انہوں نے مستقل طور پر
کے تحت مرتب وہی حضرات داخل اور شمار کئے ہیں جو حافظ حدیث تھے ان حضرات میں
وہ درجہ اسلاف میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کو بھی شہادۃ حدیث میں شمار اور بیان کرتے ہوئے فرمایا
شرعی قائم کہہ رہے ہیں۔ ابو حنیفہؒ الامام ابو حنیفہؒ مطلقاً اور جلیقاً سب وجہ ان اور قد فرمایا
کے اس سبب یہاں کہ یہ شہادت کوئی کلمہ زوال شہادت نہیں ہے۔

امام حاکم نے اصولی حدیث یہ ایک مختصر و بہترین کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے
حق حدیث میں روایت و روایت کی وجہ بنیادی شرطوں پر مبنی بحث کی ہے جس سے کام
معرتب علوم الحدیث سے حقائق میں ضمیمہ ہوئی ہے اور جہاں سے پاسنہ درود ہے۔ اس
میں انہوں نے انچاسویں قرآن میں لکھا ہے۔

ہذا النوع من هذا العلم معصية او ضلالة
یہی یہ حق حضرم سے تابعی ازرق ابن سنان کے ان اور

المشهورين من التابعين واتبعه بعد ممات
يخرج حديثهم للحفظ والذكر والقبول
ومنه عده من المشرق الى المغرب
(مسند)

تفتت بعد مشورين کی معرفت کے بیان میں ہے جن
کی حدیثیں از شرق تا غرب غلام ذکر کے لیے جمع
کی جاتی ہیں۔ اور ان کی ذات اور ذکر سے مشرق سے
غرب تک جہ کہ داخل کیا ہے۔

اور پھر آگے ص ۱۳۳ میں علم حدیث کے ان اہل فہم اور مشورین میں حضرت امام ابو حنیفہؒ
نہائی بن ثابتؒ کا ذکر بھی کیا ہے۔

حافظ محمد بن یوسف الصامی (الشافعی) (المتوفی ۹۲۲ھ) اپنی کتاب معجم الرجال میں
میں لکھتے ہیں کہ وہ۔

هذه أبو حنيفة من كبار أئمة الحديث و
أعيانهم وثروته كثرة اعتنا به بالحديث
ما تيسر له استحباب مسائل الفقه
وإرواءه ^{في الحديث} معروضا للكثرة بل مع
امام أبو حنيفة شمس غلام حدیث اور ان کے فضلا
میں شہاد ہوئے ہیں۔ اگر وہ حدیث کا بجز امت اہتمام
ذکر کرتے تو فہم کے مائل ہیں، تنہا کا کھانا کوکس
سے حاصل ہوا!

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی اور فہم و محرم اللہ تعالیٰ سکے ملائی اور روایتی کمال و تعلق پر بحث
کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ۔

واكتسب أئمة الحديث، والفقه كالقروا لشافعي
وبعضه وشافعي بن داود بن أبي حنيفة كانت
الرواية في المشرق والمغرب وكذا في
أبي يوسف صاحب الحنفية ولا يلب
حنيفة يفر ما لم يفر في ذلك ولكن لم يفر في
الجماعة في المصنفين ما لم يفر في
بعضهم من حيث المعرفة بأحد المصنفين
مالي في آخره ففرق الله تعالى عن جميع
هل الفقه والرواية ونفيس الاستغناء

ابن حجر، ائمہ حدیث و فقہیہ امام مالک، شافعی
و غیر اصحاب بن راہیہ، ابو حنیفہ، ابی یوسف، ابی حنیفہ
اور ابی داؤد، ابی حنیفہ بن مودہ حضرت ابی یوسف
ابن یوسف، صاحب ابی حنیفہ و ابو داؤد امام ابو حنیفہ
کا بھی اس میں وہی مرتبہ ہے جو ان کے شاگردان
سے لیکن ان میں سے بعض کو روای قہر کی است
میں وہ مقدم حاصل ہے کہ وہ دیکھ کر حاکم نہیں ہے
اور بعض کو کئی ایک ضعف کی معرفت میں وہ
مقدم حاصل ہے کہ جو دوسروں کو حاکم نہیں ہے

المعروف مباحثہ علیٰ حدیثی۔
المعروف مباحثہ تمام اہل مسلم و ایمان سے

راہنی ہو۔

(طبع مصر ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶)

عزیز دینے کو کس طرح حافظ ابن تیمیہ نے امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ کو دیکر الحدیث
والفقہ میں شہرہ کیا ہے۔

نام خطیب ولی الحدیث محمد بن عبد اللہ ابن زبیری الشافعی (الحدیث فی حدیثہ)
کہتے ہیں کہ وہ۔

فلانہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحکم فیہ الا ما روایا زاحفاً عامداً
صلانی علوم الشریعۃ (اصطلاحاً ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶)
تصنیف ۱۳۰۵

امام ابو حنیفہؒ، عظیم عامل، نیک و زہد، علم و
علوم شریعت کے دہاتھے۔

امام ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ:

لعمرو ان تتبعہ من ذلک ان مباحثۃ
لہ لیکن لا خیرۃ ثامۃ ہنیۃ لفقہ حاشائہ
کون فی العلوم الشرعیۃ من التفسیر والحدیث
والفرائض والصلوۃ الامنیۃ طحاہیں الحکمیۃ
بحدۃ لریجائیۃ ولساناً لریائی وقلوباً لہنس
اصدائہ فیہ خلافت فذلک منشیہ المجدد
حجۃ الترفیع علی الاولین وبعیم بالقرن
والہمتان (والحدیث واللسان من طبع مصر)
نور دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ وہ۔

بکہ الفقیہی وغیرہ فی طبقات الفقاک من
الحدیث ومن زعم قلنا: انتساب بالحدیث
لہو صلی اللہ علیہ وسلم (۱۳۰۵ و ۱۳۰۶)
(المجلدات الحاصلات)

اس بات پر میرا کہہ کر تم پر دہکتے ہو کہ امام ابو حنیفہؒ
کو فقہ کے بغیر کسی علم کی ضرورت نہ تھی، حاشائہ
امام ابو حنیفہؒ علوم مشہورہ تفسیر حدیث اور علوم
مربطہ امام قیاسی فہم میں بھر بھرا اور ایسے مہم
تھے جی کامت فہمیں کیا جاسکتا اور ان کے بعض
دعویٰ کا ان کے ہاں سے اس کے خلاف کد کنا
اس کا سبب محض حدیث و احادیث و فقہانہ حدیث و احادیث
اور ہائی کی الامم تراشی ہے۔

عزیز دینے وغیرہ نے امام ابو حنیفہؒ کو کھانا دے دیا
کے ہاتھ میں کھانے کو جس نے ان کے ہاتھ میں دیا
کیا کہ وہ حدیث میں کم شان نہ تھے تو اس کا بیانی
یہ تھا کہ وہ حدیث میں کم شان نہ تھے تو اس کا بیانی

طر پر تعصب کی اس سے بچرین مثال شاید ہی کرئی اور ہو مگر بائیں ہمدان کے اہل حدیث نے
میں کیا مجال ہے کہ کرئی قسمتی آئے؟ یاں کہ اس پر شرم ہی آئی ہو؟ اور یہ سب کوششیں
مذاہمت کے نیک بندوں سے مذہب کرنے اور ہوا سے نفسانی پر چلنے کا، جب خود
مذہب سے الٹی ہی منظور ہو جائے تو پھر بھی کیس کام کا؟

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلعہ کی پرست
جب قہر کا تو غیب کے آگے نہ تیرا دشمن

حضرت امام ابو حنیفہ کی ثقاہت

حاجت قرینیں کہ ہمارے ہمدرد ہوں جو اہل سنت کے بھٹے ہیں جن میں حضرت
امام ابو حنیفہؒ کو من ائمة المحدثين، من حفاظة طلبة الحديث اور من ائمة الثقات المشہورین
وغیرہ مسند بنی النفا کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی ثقاہت ایک معروض کریں، مگر جو کچھ بعض غیر
مقلد میں حضرات کے نزدیک اندیشے کے تعصب پر بھی ایک قرآنی اور اخلاقی امر ہے اس لیے
ہمارے اس پر بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت امام علی بن المہدیؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ارشاد
فرماتے ہیں کہ:

وهو ثقة لا بأس به (جامع بیان، ج ۲) وہ ثقہ اور لا بأس بہ ہے

مسند و تہذیب المصنف (ج ۱ ص ۱۷۷)

امام ابو حنیفہؒ کی بیعت بن محمد بن عیینہ سے دریافت کیا گیا کہ:

البحرینة كان يصدق في الحديث، قال: کیا امام ابو حنیفہؒ حدیث میں سچے تھے؟ انہوں نے
نعم صدوق (جامع بیان، ج ۲ ص ۱۷۷) فرمایا کہ وہ سچے تھے۔

امام احمد بن محمد ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام عیینہؒ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ
کے بارے میں سوال کیا۔

فلا يصل ثقتنا ما ظننا، ومن مثله ابن المہدیؒ وکلی سوا تہذیب کورنی (ج ۱ ص ۱۷۷)
نرا انداز نے فرمایا کہ وہ لوگوں کو عدل نہ فرماتے ہیں کیونکہ
امام عبد اللہ بن المسباحؒ اور وکیع بن الجراحؒ

کہیں کہ ان کے لئے یہ کیا خیال کر رہے ہو؟

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:-

یَقُولُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَوَيْتُ لِي مِنْ الْحَدِيثِ الثَّقَةِ هُوَ فِي الْحَدِيثِ ثَقَالُ نَعْمَةٍ ثَقَلَتْهُ صَدَقَ وَاللَّهِ اَوْجَعُ مِنْ اَنْ يَكْذِبَ وَهُوَ اَجَلُ قَدَرًا مِنْ ذَاكَ الْغَرَضِ
 اور مجھے بن معین سے ہم ابو حنیفہؒ کے پاس سے اس حدیث کی ایک روایت میں ثقت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اللہ اس سے زیادہ اوجھل ہے کہ وہ جھوٹ بولے اور اس سے زیادہ کم عمر ہے کہ وہ جھوٹ کہے۔

اَلْاَمَامُ خَلِيبُ بَغْدَادِيٍّ اَيْتَنِي سَنَدَ كَيْفَ رَوَاهُ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ سَمِعْتُ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ سَمِعْتُ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ سَمِعْتُ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ
 امام خلیب بغدادیؒ نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:-
 اَمَامُ خَلِيبُ بَغْدَادِيٍّ اَيْتَنِي سَنَدَ كَيْفَ رَوَاهُ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ سَمِعْتُ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ سَمِعْتُ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ
 امام خلیبؒ نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:-

عَافِيَةُ بْنُ جَرَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ
 وقال صالح بن محاسب الاسدي عن ابن مسعود كان ابو حنيفة ثقة في الحديث اتهم به بغير وجه صحيح
 امام صالح بن محاسب الاسدي عن ابن مسعود کان ابو حنیفہؒ ثقہ فی الحدیث اتهم به بغير وجه صحيح
 امام صالح بن محاسب الاسدي عن ابن مسعود کان ابو حنیفہؒ ثقہ فی الحدیث اتهم به بغير وجه صحيح

اَلْاَمَامُ ابُو جَرَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ
 امام ابوجرارؒ نے حضرت یحییٰ بن معینؒ سے روایت کیا کہ ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:-
 اَلْاَمَامُ ابُو جَرَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ
 امام ابوجرارؒ نے حضرت یحییٰ بن معینؒ سے روایت کیا کہ ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:-

مُسْنَدُ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ جُلُودُ سَمْعٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ
 امام یحییٰ بن معینؒ سے روایت کیا کہ ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:-
 اَلْاَمَامُ ابُو جَرَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ عَنْ ابُو حَنِيفَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ

خفيفة فقل ثقة ما جمعت احدا
خفيفه فذا شعبه بن الهادي يكتب
اليه من يحدث ويأمره وشعبة شعبه
والانتفاء من طبع مصر والنجار احمد بن محمد
میں سوال کیا گیا کہ میں میں، ائمہ تراویحوں سے فرمایا
کہ وہ ثقہ ہے میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی ایک
نہیں ان کی تضعیف کی برادر یہ شعبہ بن محمد بن
جو میں کی طرف کھنکھاتے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں
میں کو حکم ہے کہ میں اور شعبہ کو آخر شبہ ہیں۔

اور امام ابن حجر مکی الشافعی لکھتے ہیں کہ:-

وسئل يحيى بن معين عن قتال ثقة ما
نعمت احدا ضعفة الا
(المعتمد بن الحسن بن عيسى)
کہ امام یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ کے بارے
میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی سے
ان کی تضعیف نہیں سنی۔

مشہور غیر متفقہ عالم مولانا عبد الرحمن صاحب بدایہ بنی کھتے ہیں کہ امام ابن معین امام شعبہ اور امام
سفین قرنی تمام امام ابو حنیفہ کی توثیق کرتے ہیں، (مجموعہ تحقیق الکلام ص ۱۱۱)
نظر میں آپسے ملائے کہ امام عطاء بن المدینی، عبد اللہ بن المبارک، وکعت بن الجراح
یعنی ابن معین، شعبہ بن یحییٰ اور سفیان بن سعید قوری وغیرہ ثقہ حدیث اور امام حرج و تعداد
حضرت امام ابو حنیفہ کی توثیق کرتے ہیں، اور حدیث میں ان کو ثقہ کہتے ہیں، امام علی بن معین
کے یہ الفاظ کہ ثقة في الحديث وكذا في سلكه میں بلکہ امام یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے ہیں
کہ میں نے کسی ایک شخص سے بھی امام ابو حنیفہ کی تضعیف نہیں سنی۔ حیرت اور تعجب کہ بات
سہجہ کہ امام یحییٰ بن معین کے زمانہ تک تو ان کی تضعیف کھنکھانے والا کوئی ایک شخص بھی نہ ہو مگر غیر
متفقہ ہیں کی سنے ہیں وہ پھر بھی ضعیف ہی قرار پائیں بلکہ تراویح الکلام لکھتے ہیں کہ:-

• امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن نہایت سختی پر میرا وار، وہ انتظار اور غصہ
ہیں ہماری فکر حدیث کے ہاں جس قدر حفاظہ کی ضرورت ہے بعض محدثین کے نزدیک
ان کا مقام اس سے نیچے ہے۔ (ص ۱۱۱)

معاذ شکوہ ہے کہ مرقفہ مذکور نے ثقة کا معنی مرنے والا نہیں کر دیا ورنہ ان کا کوئی بھی بھائی
اور ایک اور مقام نہ لکھتے ہیں کہ:-

آپ خود سے دیکھتے اور فرماتے کہ خطہ انفرادہ پر ملا، جہر ثابتان تراشیں اور مستحب
کون ہے؟ آیا عام میں نہیں یا صرف نیک القیاد اس کے جملہ معتقدین حضرات! اور کیا انہیں
ہر صحت کا یہ قول عقیدہ میں ہے؟ ہر طرف سے ترشہبہ کی شیعہ وہ سلا مابین عبداللہ وغیرہ کی کہ ہمارے
بھی نمایاں اور صریح طور پر یہ کوہا رہتے؟

اور آپ باحوالہ پست پڑھ چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاتھ میں فقہانی الحدیث کے فتاویٰ
اور صریح الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں، مگر سلطان اللہ وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں اور جہرٹ کے مقابلہ
میں تھا بہت اس سے مراد ہے۔ یہ صورت غیر متفقہ بن حضرت کے سوا مزنی کا کہ ثوبہ کے کہ وہ
ان کی مسلمت بہت اور عداوت کہ جہرٹ کے مقابلہ میں تھا بہت پر عمل کیے گئے تھے دایہ افہام کے
سبب تکلیف کا سامان جنبا کر سنے ہیں مگر آخر تک یہ

آگاہ ہو سکتے ہیں اس بات کی کہ وہ ثوبہ کے
مخبر کے جیسے نام ہاتھوں سے تھوڑا کا دایہ پھر چکا

حدیث میں احتیاط

روایت اور حدیث کے ہاتھ میں جس قدر احتیاط کی ضرورت ہے وہ کسی اہل علم سے
مخفی نہیں ہے۔ ہاں کہہ سکتے ہیں کہ اصل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کے لئے من مکتوب
صلی متعذرا الحدیث کے الفاظ سے آئی ہے، اس کے علاوہ حدیث میں کریم اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ
سے کام لیتے رہتے ہیں تاکہ کوئی خطہ قول و فعل نہ ہو اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جہرٹ
ہو جائے، حضرت امام ابوحنیفہؒ نے روایت حدیث کے بارے میں بڑے حزم و احتیاط سے
کام لیا ہے۔ چنانچہ وہ خطہ بابت بعد اوائی اپنی سند کے ساتھ امام یحییٰ بن معین سے روایت
کر رہے ہیں کہ وہ

اس سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے خطہ سے
کمی ہوئی حدیث پاسے لیکن وہ اسے بائیں تو
وہ کیا کرے؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ
امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے کہ وہ اس کی بیان نہ کرے

فانہ سئل عن الرجل یسجد الحدیث بخطہ
لا یحفظہ فقال ابوحنیفہؒ یاہذا یترک
یقول لیس فیہ الا با یسجد ویحفظہ
وکنہہ منہ یسجد یاہذا یترک

کا عبادہ نہیں ہے وہ صرف وہی حدیث بیان کر
سکتا ہے جو اسے یاد ہو۔

امام عبد بن حماد نے کہا کہ میں نے امام سفیان ثوری سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ

هَذَا الرَّحْمَنُ شَدِيدُ الزَّعْدِ لَعَلَّه ذَا بَأْسٍ
مَنْ حَرَّمَ اللَّهُ أَنْ تَكْتُمَ بِشَيْءٍ بِاصْحَابِ الْأَعْلَى
لَمْ يَكُنْ يَحْكُمُهَا أَفْعَالُ وَبِالْمَقْرُونِ فَعَلِ
وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْمَقْرُونِ فَعَلِ
ظَاهِرُ الْكُفْرِ شَرُّ شَيْءٍ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَنْفِرُ اللَّهُ عَنْهُ
وَلَهُمْ -

(الاعتقاد لابن عبد البر ۱/۱۸۱ طبع مصر)

اللَّهُ لِي يَهْرِي لِي لِي أَنْ سَبَّ بِي خَيْرٌ كَرِهْتُهُ

اس سے جہاں امام سفیان ثوری کی زبان سے امام صاحب کا اعتقاد فی الحدیث ہو گا تو
ہو گا ہے اور ان پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک امام صاحب پر معنی کوشش کو روکنا
تھے بھی کہ بغض اللہ لانا اور اس سے نفرت کی دعا کر گئے ہیں۔

امام مالک ابن انس سند کے ساتھ حضرت امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے

فرمایا کہ:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَحِلُّ الْمَجْلِسُ
بِدُونِ الْحَدِيثِ إِذَا كَانَ مَعَهُ مَنْ قَامَ بِشَيْءٍ
فِيصْفِهِ ثُمَّ يَحْدُثُ بِهِ -

(مسند فاضل صوفی حدیث)

امام ابو حنیفہ حدیث کا یہ مضمون انتہائی گہرا تغیر کے ساتھ نقل قرشی نے ہی نقل کیا ہے۔

(طحاوی بر الوفا المفسر ج ۱ ص ۲۵۴)

مشہور محدث امام علی بن احمد (متوفی ۲۴۰ھ) جو الحافظ الثبت المندوب شیخ بغداد

تھے تذکرہ ج ۲ ص ۲۲) فرماتے ہیں کہ :-

ابو حنیفۃ افہام بالحدیث جاء سے امام ابو حنیفہ جب حدیث پیش کرتے تھے تو اس کی حاشیہ المذکر (مجموع المسانید ج ۲ ص ۲۲) طرح لگاتا ہوا تھا۔

امام دین محمد بن الخوارزمی (المتوفی سنہ ۳۹۹ھ) جو اکابر علماء اہل سنت والجماعہ تھے۔ تذکرہ ج ۲ ص ۲۲) فرماتے ہیں کہ :-

فقد وجدہ المذبح عن ابی حنیفۃ فی لائحۃ مالہ وجہ عن شیخہ (ما قبلہم منہ اللہ ما مضی) بشیخہ امام ابو حنیفہ نے حدیث میں وہ اضافہ کیا ہے جو ان کے پاس سے نہیں تھا۔

علامہ القزینی نے امام صاحب کے روایت حدیث کی ایک کڑی شرط بھی نقل کی ہے کہ :-

شرط جواز روایۃ الحدیث عند ابی حنیفۃ امام ابو حنیفہ کے نزدیک روایت حدیث کے

وہو انہ منہ ان الراوی لعینہ الحدیث جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ راوی نے حدیث

من حدیث حفظہ فی وقت الحدیث۔ یہی ہونے کی یہ شرط ہے کہ روایت

(المذبح ج ۲ ص ۲۲)

اور یہی مضمون امام ابن جریر کی کئی جگہ بہت تغیر الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو الفہرست لکھنؤ ص ۲۲ طبع مصر)

امام عبد الوہاب شعرائی (المتوفی سنہ ۲۹۰ھ) جن کے ہاں میں مولانا تیسریا کوئی کہتے ہیں

کہ آپ شافعی تھے لیکن بہت حد تک عاصیہ تاریخ اہل حدیث ص ۱۵) امام ابو حنیفہ کی

ایک اور شرط بھی لکھتے ہیں کہ :-

وقد کان الامام ابو حنیفۃ یشتغل فی

الحديث المنقول عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

قبل العلم به ان يرويه عن ذلك العاصي

جميع المتبعين عن مثله وهكذا

(ملاحظہ ہو الفہرست ج ۲ ص ۲۲ طبع مصر)

امام سیلابی الدین سیوطی (المتوفی سنہ ۹۱۱ھ) تشدید روایت کے ہاں میں ملاحظہ امام

اور مائتہ عذریب اس لئے فسخ کر سنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ :-

وعدا مذہب متدبر وقد استقدر فعل
مورث ثروت لم یستطاع اور میں اس کے عداوت سے
عن خدیجۃ فخلص الرواۃ فی التصحیح
بہ سببہ کیونکہ بہت افسوس ہے کہ کئی راوی درستی سے
معنی یہ صحت بالفاظ لاجل لعلی نعمت
ان روایات کی ابتدا جو شرط مذکور پر پورے ہوئے
رفقہ رجب لکھتے ہیں :-

اس سند حدیث میں یہ معلوم ہوا ہے کہ امام ابو نعیمہ کی شرط امام بن ابی حنیفہ کی شرط سے بھی زیادہ کڑی ہے۔ اگرچہ وہ اور محدثین میں شرط میں امام و موصوف کا یہ حد نہیں دیتے مگر چونکہ علمائے پیشین میں وہ ایک ممتاز ہیں تھے اس لیے وہ ان شرط پر اکتفا نہ کر کے پیشین نظر انہوں نے یہ شرط لگائی ہے اور اس شرط کے لگانے سے ان پر کوئی طعن نہیں ہوتا جس میں کہ حضرت امام بخاریؒ کے منہ میں زیادہ کڑی شرط باقی رہتی ہے بلکہ حقیقت یہ کہ ان کی شرط وہاں ہے اگرچہ ایک ہی دلیل کیوں نہ ہو کہ وہ حدیث میں وغیرہ کا شرط باقی نہ ہے مگر موصوف کا یہ حد نہیں ہے جو میں نے حدیث کے ساتھ امام بخاریؒ کی حد میں ہے "ان کی خوب دیکھو کہ سچے اور سچے محدثین مسلم وغیرہ اور موصوف سے ان کا ساتھ اسکا نہیں ہے۔ اور وہ ایک کڑی حد ہے اور امام بن ابی حنیفہ کی حد میں ہے عمل کر کے کو بہتر نہیں سمجھتے کیونکہ حدیث میں انسانی شکافی قویٰ ہے میں کہ :-

و حق ما قالہ الخیر ہوا فیہ الیہ الیہ

حق ہوا کہ سنا ہے

یا اعیان صلی علیہ وسلم

اہل علم ہر سند میں کوشش کر کے یہ صرف حدیث میں پروردگار کے کھنکھنے سے تنہا
کہ تمام حدیثوں کا انکار لازم ہے۔ کہ کئی ہی حدیثیں ہیں جو میں نے امام بخاریؒ کی حد میں
مما ۱۱ (مثنوی) کہ امام بخاریؒ کی حد میں ہے امام بخاریؒ کی حد میں ہے امام بخاریؒ کی حد میں ہے
کہ یہ حد میں فرماتے ہیں کہ :-

لفظہ زجلی صالح حسن الحدیث فقال ان
دو حدیثیں صحیحہ اور حسن الحدیث میں ان سے زیادہ
منفذ لفظ حدیث حسن لیس بعد غور
ان کے پاس ایک ہزار حدیثیں ہیں جو ان کی
و کہ ان حدیثیں میں سے ایک حدیث ہے :-

تذکرہ فرمایا کہ جب ایک محدث کے پاس ایک جلیلہ حدیث ہے تو انہوں کے پاس کتنی حدیثیں ہوں گی۔ تو کیا وہ یہ روایت لے کر دیا جائے اور اس پر کتا ہیں اور سارے کھنڈے شروع کر دیتے چاہیں کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو ایک ہزار حدیث کے مستند ہیں؟ اور حدیث دونوں نقل اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں؟ وغیرہ وغیرہ حاشا۔ وہاں اگر کسی اہل علم کے دل میں یہ دوہم بھی گزرتا ہو۔ وہ یہی کہے گا اور سمجھتا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی حدیث کے مجتہدین، انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق جو شرطیں قبولیت روایت اور جواز عقل کے لیے نکالی ہیں، ان میں نہ صرف وہ مفہور ہے، بلکہ یہ بھی ہیں۔ اسی طرح اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے اجتہاد کے پیش نظر قبولیت روایت کے لیے کچھ شرطیں عائد کی ہیں اور جن لمایہ میں ان کے خیال کے مطابق وہ شرطیں نہیں پائی جاتیں تو انہوں نے ان کو نہیں لیا، بتا دیتے کہ ان کے اس ترک کی وجہ سے بخلاف وہ کہہ کر کہ حدیث یا مخالف حدیث قرار دے جائیں گے کون محقق اس کو تسلیم کرے کہ پرکھنا وہ سب سے بہرہ بالکل ٹھیک ہے کہ حضور ان کی عائد کردہ شرطوں میں ان کے ساتھ مناقشہ کر سکتے ہیں اور ان کی بابت کو دلائل کے ساتھ رد کر سکتے ہیں جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی حدیث ہے، اور عدم جواز العمل بالحدیث ائمن کی سب سے زیادہ حدیث ہے کہ ان کو بخاری اسلام اور مخالف حدیث وغیرہ کے القاب سے بھی ترک کر سکتے ہیں۔ ائمن نے رسوم نہیں کیا لیکن جب باری آتی ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ائمن کے اصحاب کی تو پھر حرج ظنی کے قسم ہم دروازہ بند کر دیتے جاتے ہیں۔ حیرانگی ہے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

یہ کادشیں یہ سبب ہیں کہ درتوں کی کچھ انتہا بھی

نہاں نہکتے ہیں ہم بھی آخر کبھی تو پھر سوال کیے ہیں

مولانا عبدالباقی صاحب اور کام فرماتے ہیں کہ :-

حدیث کی (قدور و شرائط) کے بارے میں جنہی تشدید پابندی اور احتیاط امام ابو حنیفہ

نے کیا ہے اور کسی نے اس کا ثبوت نہیں دیا (مختصر السنن ج ۲ صف ۱)

اس سے بڑھ کر، ہم ابو حنیفہ کا علم حدیث و روایت میں حزم و احتیاط کا اور کیا ثبوت

پیش کیا جاسکتا ہے؟ مگر ہلکے دلوں کے لیے دفتر کے دفتر پر سرور میں اور تسلیم کرنے والوں

کے لیے ایک بیچر بات بھی کافی ہے۔

تفہیم حقیقت کی تسلی کے لیے

گر نہیں بچر رواں رکھ قطعاً جہنم سے نہیں

احقر! حدیث فضیلتِ محمدؐ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور محدثین کو امام سے ساتھ محبت کرنا ایک مکمل حقیقت ہے اور فقیر کسی معاذ کے لئے کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ امام انصاریؒ محمد بن زکریاؒ نے لفظی سند سے فرماتے ہیں کہ:

لما رأی بعد النعم للشر من الی حقیقة
(معاہدہ نصیہ ج ۲ ص ۱۷۱)
میں نے ہم ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث پر
جمع ہونے والا نہ دیکھا ہونے والا نہیں دیکھا

امام محمد بن مسلم بن حنفیؒ نے لفظی سند سے فرماتے ہیں کہ:

کان قد بنی ثابت فیما علماً متبناً فی
علیہ ذہم عنہ الخیر عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نہ یعد لی غیرہ۔
(روایت منہ ص ۱۰۰، تالیف خطیب ص ۱۷۱)
ابوحنیفہؒ نے ثابت بن قیسؒ سے روایت فرمائی کہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

حضرت امام محمد بن حنفیؒ نے لفظی سند سے فرماتے ہیں کہ:

فکت الوحیفة قتال بعض اصحابہ
الاجنبیة والاصیفة قتال بعض اصحابہ
ہویدہ ثقی بعد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسند (شرح عقیدۃ لعلیہ وسلم ص ۱۷۱)
ابوحنیفہؒ نے قریش سے جنگ کی۔ ان کے بعض اصحاب
کمان سے لڑتے تھے۔ ان کے بعض اصحاب
انہوں نے فرما کر وہ انہوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہے ہیں کہ
اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہے ہیں کہ
کوئی جواب؟

اس واقعہ کو مولانا میر صاحبؒ نے لکھی ہے جس کی نقل کرتے ہیں اور آگے ارشاد فرماتے ہیں

ہے کہ :

”نام علیؑ کے دس چار سے صاف محبوب ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنفی تعظیم کرتے تھے اس کے سلسلے میں طرح طرح کی
 محکمات کرتے تھے یہ والا و تارین اہل حدیث سے ہیں“

عقد خطیبت اور عہدہ ان کے اپنی مسند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ بعد ان کے طہن
 سامان بکاشت بھیجا کرتے تھے اور اس سے ساز و سامان خرید کر کھیت لگاتے تھے اور اس سے
 جو کچھ بھی سائزہ لایا ہوا تھا۔

فیثقی، مہاجری، الاشباہ من المحدثین سو اس سے دو مشہور محدثین کی ہر ایک کی چیزیں ان
 واقف تھے و کسوتہ و جلیع و الجہم۔ کی خدمت میں اور خود ضرورت کی چیزیں خرید کر ان
 کو لے جاتے تھے۔

اور اس کے علاوہ نقد رقم بھی ان کو ملتی تھی اور فریاد کرتے تھے کہ تم ان کو جو کچھ اپنی معاشرت میں
 صرف کرو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حمد و ثناء بیان کرو کیونکہ میں نے اپنی طرف سے تمہیں کچھ نہیں
 دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا جس کو میں نہیں بٹے کہ بکھوڑ ہو جاؤں۔

(آئینہ بغداد ج ۱ ص ۱۲۲ و سابقہ ج ۱ ص ۱۲۲)

اور امام عہدہ الامامہ کی طرح بھی روایت کرتے ہیں کہ :

و ما کان یسبح بعد من فہمہ من الہین الا انہ امام ابوحنیفہؒ محدثین میں سے کسی ایک کو بھی دینا نہ
 بڑا سزا دینا تھیک قرآن و احادیث و اہل بیتؑ اور ان کی
 چھوڑتے تھے جس کے ساتھ کچھ بھی بھانے میں غصہ
 اور دشمنی ملو کہ سے نہ پیش کرتے۔

ان اقتباسات سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کی حدیث اور محدثین سے والہانہ عشق و محبت اور
 فرنگی بالکل عین اور کمال اسناد اور حقیقت یہ ہے کہ :

طریق حق میں ہم پر ہر نیکی سنبھل کے پلے
 کہ جیسے فقر میں مسکین پر ہوتا ہے

قلوبہ بدیشت کا الزام

[illegible]

مقامہ معروف اور شاہ فرما تے ہو گا۔

واعلم بان كرامة شيخنا دين قت و فوا
في الكثر من هذه المعاصرة واد قضا
ذو بسيرة رضي الله عنه يتر بسيرة
افى سيرة عشر حديث و نحوها و ان رضى
تعالى الخاصة صفة ما في كتابنا و ان
ثلاث حاشية حديث و نحوها و احد بن
حافل رحمه الله تعالى في مستند حسن
الحدود و ان رضى الله عليه و ان
في ذلك و ان رضى الله عليه و ان
المتخصصين في ان رضى الله عليه و ان

الْبُضَاعَةُ فِي الْحَدِيثِ فَلِهَذَا قُتِلَتْ وَرَأَتْ
وَلَا سَبِيلَ لِي فِي هَذِهِ الْمَقْصِدَةِ فِي كِبَرِ لَعْنَتِهِ
وَعَلَّاهُ زَيْنُ الْعَمَلِ مَرْفُوعٌ مَجْمُوعٌ

اسد کبریٰ مفتی کر کے دوسرے اس صحت پر مگر جو
کی ہے کہ ان ائمہ جہد میں متہ ہیں سے کہ عیون
موتی میں داخل اس لیے کہ ان کا سوا ہی کسی
فی ہیں ان سے، لہذا ان کی دوا میں بھی کم ہیں
حال کہ ان پر سے ہر سے امور کے نسبت ایسا
غیا کرنا نامستور ہے۔

خود فرماتے کہ عمار بن عامر کو کہہ گئے ہیں؟ اور اس طرح ان مبغضین و متعصبین کے
تسویں اور جھوٹ، کاپولی کھول دی ہے، اور اس طرح ان کے زور باطل اور فوجہداری کے لئے
میں غلطی کی و جہان غصا کے آئینی میں بکھر کر، کچھ وہی ہیں کہ ان اکابر فرکے ہائے میں
قتیل اہل سنت فی الحدیث کا نظریہ ہی سریت سے باطل ہے اور ایسا ہی جہاد و غفرہ
جو ان کی طرف منسوب کیا گیا، ہے وہ اقوال اور جھوٹ ہے۔

الحمد لله على ما بين يدينا من هذا العمل الشريف

وَمَا قُلْتُ إِلَّا مِمَّا سَمِعْتُ عَنِ ابْنِ مَسْرُوقٍ
وَلَعَنَهُ لَا شَكَّ لَهُ فِي تَسْبِيحِ الْوَكَلَةِ الْوَكَلَةِ
لَوْ يَدْرِيَنَّ مَا لَيْتُ وَدَلَّتْ لُحْيُ الْوَكَلَةِ
بِالْأَجَلِ فِي مَا سَمِعْتُ

ہم ابھی سے باہر کو سن لفظ نہ سب لفظ
حدیث سے کے، اور میں اس سے کہ مری زبان
کو رہے، سن لفظ میں میں سے سے سے سے
ہم نے، اور ہم نے سن لفظ ان کو سن لفظ
کی نسبت ان کی زبان میں ہے۔

یہ اس بات کو مثال سے کہوں واضح اور آشکارا کرتے ہیں کہ۔

كَمَا قُلْتُ رَوَيْتُهُ عَنْ ابْنِ مَسْرُوقٍ
كِبَارِ الْقِسْمَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ بِالنَّبِيَّةِ
فِي كِتَابِهِ الْمَوْعِظَةِ وَهِيَ كَثَرَتْ رَوَايَةُ
مِنْ دُونِهِمْ وَنَسَبُ الْوَكَلَةِ

جس طرح حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے
ہی کہہ رہی تھی اللہ تعالیٰ عنہ کی راہ میں، ان کے
غیر ان احادیث کی نسبت کہ میں حدیث ان سے کم
مترجم کے صحابی کی روایت میں ان سے باہر سے

تیا دوز۔

(مترجم ان باب کے ترجمہ کے لفظ میں سے)

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مشرق میں مسیحی کے علاوہ ہر کوئی نابالغ موقع اور سڑکیاں
 نظر نہیں آتا جس میں حضرت ابو بکرؓ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے کہیں گئے اور بیعت
 ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے بعد کر صدیق اکبرؓ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچایا یہی وہ
 سب سے بڑا کام ہے جس نے ان کو ایک جیسے حسن و شرف عطا کیا اور ان کو ایک بڑے پیر و پادری میں مقرر کیا
 ان سے جو روایتیں مروی ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے اور اس کے بغیر حضرت ابو بکرؓ نے اللہ کی
 سسٹم میں شہانہ بنوئے ہیں مگر وہ ۳۰، ۴۰ روایتیں کرتے ہیں اور اسی طرح حضرت عمرؓ سے بھی
 بہ نسبت حضرت ابو بکرؓ سے حضرت انسؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایتیں
 عنہم بہت کم ہیں مگر وہی ہیں کہ ان کا سب یہ کہ وہ دنیا پہ پہلے کئی حضرات صحابہ کرامؓ حضرت ابو بکرؓ
 اور حضرت عمرؓ سے زیادہ بڑے محدث اور مدیث رہے ان کے ہاں کوئی ایسی مسئلہ ان اس کا
 تصور نہیں کر سکتا، اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ سے بھی اوروں کے روایتیں ہیں تو ان کا یہ
 مطلب تو یہ کہ انہیں کہ وہ ان کے مدیث میں حکم جاری تھے مگر وہ خود ہی صحیح مدیث تھے ان کے استاد
 منہ کی ہیں صرف یہ ہے اس میں وہ روایتیں ان کی کہ ان میں جس میں کہ حضرت امام مالکؒ اور حضرت
 امام شافعیؒ سے بھی وہ جو محدث کا مل تھے ان کے روایتیں کہ ان میں یہ مطلب تو انہوں نے ان
 کے پاس ایسا ایسا مدیث ہی ہے یہ کہ وہ یہ مدیث وہ ان کو ان کی انہوں میں کہ وہ خود بھی کر سکتے
 ہو اور جس نے پہلے یہ بھی عرض کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی ان کی کتابوں میں سفر ہزار سے
 اور صد ہائی ہزار ہیں اور کتاب کتاب انہوں نے چالیس ہزار حدیثوں سے کتاب کیا ہے
 پھر ان پر وقت مدیث کا لازم کس طرح عائد کیا جا سکتا ہے ؟

امام انورؒ سے یہ کہ حقیقت اللہ تعالیٰ سے روایت میں کھنڈ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ
 سے شکیب ایک مستم اور محترم ذوالعلم عابد و متقی و پیر و پادری کے لیکن علم مدیث میں ان کے بار
 بیست ہزار ہیں کہ اسے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں خاص عوام و امت سے کہیں یا نہ کہتے ہیں اور آپؒ زیادہ
 اقوال شریفہ و مفرد سے مملو ہو سکتے نہ کہ تھے اسی درجہ سے امام اہل الامم کے ہونے کے
 نہ علم مدیث کے ۱۰۰ روایتی ملاحظہ فرمائیں اللہ !

پیر منہ و دانش بیاہ گریست

علی بن ابی طالب علیہ السلام حضرت علی بن ابی طالب
 علیہ السلام حضرت علی بن ابی طالب
 علیہ السلام حضرت علی بن ابی طالب
 علیہ السلام حضرت علی بن ابی طالب

اس سے حضرت امام ابوحنیفہ کے قلیل ائمہ پرست ہوئے کی وجہ سے ان پر معلوم ہو گیا ہے
 کہ بدحوہ ان کے کیا مجتہدین کی علم ائمہ پرست ہوئے کے ان کی بدعتیں اس پر کہ ہیں کہ ان
 کی بدعت پرست حدیث کے دلائل میں شرعی طریق کو اپنی میں نہ اس میں کہ وہ حدیث کا ہم نہیں
 رکھتے یا ائمہ اس کو ترک کر گئے ہیں۔ غرض ان سے انکار۔

شاید تعجب ہے کہ بعض ایسے حضرات ہیں جنہوں نے حدیث کی اس اصطلاح کو نہ
 سمجھے ہوئے امام ابوحنیفہ کو سب سے حدیث پرست کہہ دیا ہے اور ان ہی سے انکار کر کے کہ
 ائمہ اچھا کھانا پیٹھے ہیں۔ جب ایسے ہیں ان کو دیگر ائمہ پرست اور ائمہ کی نسبت آتے ہیں تو
 وہ ان سے آج نہیں چڑھا کر تاویلات کے ٹھیکے میں جواب تو پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ امام
 ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے ائمہ میں حدیث کے اوراق میں صریح آراء کو بھی چھوڑوں کی
 چھک سہتے ہیں انکار اور کرشمہ ہیں۔

محققین جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست
 ائمہ پرست ہیں کہ ائمہ اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست
 ائمہ پرست ہیں کہ ائمہ اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست
 ائمہ پرست ہیں کہ ائمہ اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست

نقل امام ابوحنیفہ کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست
 ائمہ پرست ہیں کہ ائمہ اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست

اسی وجہ سے کہ ائمہ اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست
 کے علم میں یہ نہ تھے کہ ان کو حدیث کے علم میں حدیث میں نہ تھے کہ ان کو حدیث کے علم میں
 یہ کہیں کے نہ کر رہے ان سے حدیث امام ابوحنیفہ کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست اور ان کے ائمہ پرست

اقبل نہ اولت فہو کان یکتاب ہذا ما
 کہہ کر پھر بھی حق میں سے حلال کیا گیا اور شام میں
 صبح حدیثہ ملا ڈکھا۔
 (جمع بیان، جلد ۲، صفحہ ۲۰۳)

(ذکر کر۔)

لیجئے بات کیا نکل آئی رحمتِ امام شافعی کی حدیث کو جی دیکھو، ان کے نام و ذکر کو بھی
 امام شافعیؒ نے جی میں پیوست نہیں کرتے۔ یہ تو ہی معنی آگے کی نہیں امام بخاریؒ والی حدیث اور سنیہ الخط
 کی بات ہے کہ ان ہم ایسی باتوں کو پرکھ کر کسی حدیث بھی نہیں لیتے، جو کہ اولاً ان جنتہم فی
 جنت یا بغض و حد اور تعصب مذہبی اور غیر زمان اور مظلوم لوگوں کے بدلے جان پر قربانہ وغیرہ سے
 متاثر ہو کر صادر ہوئی ہوں یا کسی بدلے دیے جانے والی حدیث کے ان کے ذکر کو صوب دی ہوں یا پہلے
 یہ احادیث محض اس لیے پیش کئے ہیں تاکہ غیر متذہبن حضرات ان سے عبرت حاصل
 کریں اور حدیثِ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے بارے میں اگر کسی کا کوئی قول ایسا ہو جس سے
 فخر گئے تو اخصاصت و ریاست کو ملحوظ رکھ کر اس سے انکار کر لیں اور تعصب کریں اور تعصب ہی
 نبیوں کو کرنا اور حدیثی بدلہ دار لکھنے ہی جی میں سر پر ڈالنے سے پہلے ہی اور نہ بعد میں کہہ کر نام کہنے کی
 سعی کریں کہ وہ کہتے۔

کوئی حدیث بھی طوفان کا ڈبو سکنا نہیں اس کو

مٹا دینے سے مسلسل پیر میراج رسول جیسے

حضرت امام ابو حنیفہؒ پر اس حدیث کو نقصان پہنچانے کا الزام

یہاں صورت پر جان اور دست سے جب یہ الزام ٹکرتا ہے اور ہاتھ کھینچتے ہیں وہاں ایک
 بر سنگی کا الزام بھی مسر پا گیا ہے کہ ان سے اسلام کو انت نقصان پہنچا ہے۔ پہنچا جتنا دست امام
 بخاریؒ نے اپنی سند کے ساتھ اور اسی طرح علاقہ شعیب بغداد میں تھے اپنی سند کے ساتھ دونوں
 نے صحیحین حماد کے ساتھ تھے یہ روایت تھا کہ ان کے کہہ کر امام بخاریؒ نے قرآن کو حب امام ابو حنیفہؒ کی
 وفات کی خبر پہنچ کر خود اپنے گھر کے اندر اندر کر دیا اور تو اسلام کی گزریں نہ ایک ایک علاقہ
 فروختا۔ اسلام میں اس سے بڑا بدست کوئی چیز ہی نہیں ہوا۔ اور جو صحیفہ بخاریؒ کو مسکاتین اور آثار

و تالیف کنند بعد از آنکه طبع مسدود

الجواب: فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 حدیث (فیہم بنی مہادیہ) یضع الحدیث فی فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 ترویج المسئلة وحکایات مزقہ فی کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 ثاب لہان تصنیف کتب۔

(تہذیب التہذیب ص ۱۱۷)

حضرت مولانا فیہم صاحب میا کفری نے میزان الاعتدال: تہذیب التہذیب
 ترویج وتصنیف اور اسناد اہل بیعتی برائے مہادیہ بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 المستفی فی دواء النہۃ الاصول وغیرہ کے متعدد حوالہات سے شریعت کو ترویج ہونا مشکل کی ہے اور
 طریق بحث کے بعد فرمایا ہے کہ:

۱۔ خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 حدیث (فیہم بنی مہادیہ) یضع الحدیث فی فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 ترویج المسئلة وحکایات مزقہ فی کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 ثاب لہان تصنیف کتب۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۱۱۷)

اور حضرت: مولانا فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 حدیث (فیہم بنی مہادیہ) یضع الحدیث فی فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ

۲۔ اور یہ کہ یا وہ ہے کہ بخانی نے اپنی مصحح کی خدمت اپنی تالیف کتب میں صحت
 کو ائمہ اہل بیت کی کتاب (تاریخ اہل حدیث ص ۱۱۷)

ان شخص اور بعض فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 حدیث (فیہم بنی مہادیہ) یضع الحدیث فی فیہم بنی مہادیہ کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 ترویج المسئلة وحکایات مزقہ فی کتب کثرت بسیار از این اہل خاص ہوں مراد ہے کہ
 ثاب لہان تصنیف کتب۔

ہوا ہی ہے۔ اس کو علوی تو عالم کبریا ہی میں ہو سکے گا جس وقت کہ یتبع مسالہ شریعت
 یہ بات بھی عبرت سے خدائی نہ ہوگی کہ میر میں حکم و اپنی نعمت و انعامت کے ساتھ جس کے
 خلق و قہر و ان کثرت کے ساتھ، و حکمت و رقت کی سبب، اور ہی سے وہ بھی گردن کرے گئے
 رہے، اسی قید و جاس کے زمانہ کے بارے میں علامہ تہذیب لکھتے ہیں کہ:

فجۃ باقیہ و خالق فی حقیقۃ و علم یکن
 و علم و علم علیہ فعل ذلک علیہ صفت
 ابن ابی ذؤد - (تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۱۰۰)

اور ہمارے خیال میں یہ حضرت امام ابو حنیفہ کے ساتھ خدا دست اور خدائی میں کا شریعت کہ زمانہ ہزارہ
 کے سے غیب و عہد ہے، اللہ تعالیٰ ان کی غیب و شوق سے وہ زمانہ کہ اپنی رحمت کے سایہ
 میں ہو گئے، آمین ثم آمین!

مشہور غیر مقلد زمانہ امام محمد عبداللہ صاحب و السنن ص ۲۴۰، و از یاد کے سناست
 میں مولانا تہذیب لکھتے ہیں کہ:

آپ امام دین کا بہت اہم کرنے تھے، چنانچہ آپ نے غریب کو کھاتے تھے کہ
 ہر شخص، امام دین اور انھوں نے امام ابو حنیفہ کی سبب اپنی مہربانی سے اس کا فرقہ، چنانچہ
 نہیں ہوتا، (مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی ص ۲۴۰)

راوی عبد اللہ صاحب میگزین دینی ہر مشہور غیر مقلد امام ابو حنیفہ علیہ السلام کی سبب سے
 غریب تھے، اور بعض دیگر امام دین اور دین، اللہ کی توہین کے علاوہ انھوں نے ایک کونے تھے
 کو امام ابو حنیفہ ان قدر فتویٰ کا برواۃ ہے جس کی امام ابو حنیفہ نے علم کے علم کو امام ابو حنیفہ کی سبب سے گزری ہے
 ایسی رحمت پرستی کہ وہ سب سے علم و رقت ہی کا نام ہو گیا، اور انھوں نے امام کے سبب ایک بہت بڑا
 حرم رکھا، ان کی مہربانی کا نام، غالباً اپنے مرقع کے سبب کہ ان کے دستانے سے نسبت کہ سچ

”وہی کے مزارت جو ان کی ہی بات ہو سکے ہیں“

حضرت مولانا تہذیب لکھتے ہیں: (السنن ص ۲۴۰) کا چشم دید واقعہ

کسی زمانہ میں حضرت مولانا تہذیب لکھتے ہیں کہ جب تہذیب چلی جاتے تھے امام ابو حنیفہ کے علم و

اثبات جائز نہیں کیونکہ زندگی حالت سننے والے کے لیے ضبط و تحقیق کی حالت نہیں ہوتی۔ اور
مخبرین کا اتفاق سب سے قبول روایت اور شہادت کی شرط ہے کہ اگر وہ بیکر ہو جائے کہ وہ عقل
سچی الحظہ اکثر الحظہ، اور مکمل الفبط ہو اور سنے والے کی یہ حالت نہیں ہوتی، اس لیے اس کی
روایت قبول نہ کی جائے گی کیونکہ اس کا ضبط عقلی ہوتا ہے: (شرح مسند جامعہ)

مروءہ مبارکہ کوئی صاحب علم عربی کے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:-

کہا وہ حدیث جو خوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جائے جسے حدیث اور قابل
استغناء ہو سکتی ہے یا نہیں؛ جو اس پر ہو کہ وہ جنت نہیں کیونکہ حدیث کے قابل اس سے لال کھلے
کے لیے یہ شرط ہے کہ راوی سماع کے وقت ضابطہ ہو اور حالت زندگی ضبط کی حالت نہیں ہوتی:-
(مقدمہ تحفۃ الوعدی ص ۱۸۷)

اور اپنا فیصلہ یوں لکھتے ہیں کہ میں کہتے ہوں کہ وہ حدیث جس کی (خارجی طور پر) مصحت معلوم
نہ ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں تصحیح کرنے سے صحیح نہیں ہو سکتی اور اسی طرح مکتفہ
الہام سے بھی وہ صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ حکم خواب میں آپ کے قول سے ثابت نہیں ہو سکتا،
اں میں اس کا ثبوت آپ کے حدیث و روای میں ارشاد سے ثابت ہو تا ہے، علاوہ بریں تصحیح
حدیث کا دار و مدار اسناد پر ہوتا ہے: (مقدمہ تحفۃ الوعدی ص ۱۸۷)

اور خواب صحیحین حسن ظان صاحب فرماتے ہیں کہ:-

و اگرچہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حدیث مست و قطعیان بنائے تمسک فیہ و مکن
تائم از اہل حق روایت نیست بنا بر عدم حفظ خود ۱۷

(ہدایۃ المفلک الى ائمة المسائل ص ۱۸۷)

اور حضرت شام ولی اللہ صاحب اتمام فرماتے ہیں کہ:-

مگر کوئی جماع اہل شریعت پر انکار ہے حکم از احکام شریعت، ہر اوقات و مقام
تثبتان ثابت لہی شود ۱۸ (فتاویٰ العبدین علیہ السلام ص ۱۸۷)

ان تمام اقتباسات سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کسی ارشاد سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ اس لیے کہ معاذ اللہ وہ تعویض شیطانی

کا کچھ افکار اور دخل ہو سکتا ہے اور نہ اس لیے کہ معاذ اللہ آپ کا ارشاد اور قول محبت میں بلکہ محض اس لیے کہ بجا استغناء انسان حق اور ضبط کے مصعب کمال سے محروم ہوتا ہے اور دعا نیست اور نہ حدیث کے لیے یہ ایک بنیادی شرط ہے کہ ادبی مضامین جو لفظ اس پر کوئی شرعی حکم معینی نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ اس پر کوئی نیا دیکھی جاسکتی ہے، اور اس کے متعلق بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ حج

یہ اپنی حد نظر ہے کسی کی دیکھیں
حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کی باتیں میں خواب

اس سابق امر کی بحث کے پیش نظر کو ضرورت سے نہ حاجت کہ جہاں امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی معتبت اور فضیلت خوابوں سے ثابت کریں اس لیے کہ مجبوراً امت کے ہر ایک متبع نے ان کی فضیلت کے لیے جو کچھ فرمایا ہے وہ کیا کہہ ہے اور ہم بھی حسب من کر چکے ہیں کہ خواب کے کوئی حکم ثابت ہوا بھی نہیں اور نہ اس پر کسی شرعی حکم کا رد و رد بھی ہے لیکن چونکہ ہم باحوالہ چند خواب عرض کرتے ہیں تاکہ غیر متقدمین حضرت یہ بھی معلوم کر لیں کہ جہاں دیکھنے والوں نے اپنی طبیعت ساخت اور اقفا کے مطابق وہ خواب دیکھے ہیں، اسی طرح ان کے دیکھنے اپنی استعداد کے موافق دیکھنے والوں نے ان کی فضیلت اور عزت کے خواب بھی دیکھے ہیں اور خود حضرت امام ابو حنیفہؒ نے بھی ایسے خواب دیکھے ہیں جن سے ان کی جلالت شان کا اندازہ ہو سکتا ہے، ملاحظہ فرمائیں :-

○ علامہ غیث اپنی منہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ بشارت میں مہرانی نے منہ دیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے خواب دیکھا جس میں انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر آگے کو گرہیں پڑے ہیں، انہوں نے ایک قاصد حضرت محمد بن سیرج کے پاس اس کی تعبیر پوچھنے کے لیے بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ صاحب خواب کرن سچے؟ قاصد نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ انہوں نے دریافت کیا مگر وہ خاموش رہا۔ قیصری مرتبہ سوال کیا اور ساتھ میں یہ فرمایا کہ :-

صاحب هذا الرؤيا يمشي على الماء
یہ خواب دیکھنے والا ایسے عرصے کی فشر و شامت کر لیا

کی حیاست اس کی قربانیت میں کوئی حجاب واقع نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں اپنی فتنہ سے زیادہ بڑا اور طریقہ سے شکلوں و نمونوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے پوری توجہ اور دل میں تقویٰ کے ساتھ دعا کرنے لگا۔ اس شفا و شفاء پر پھر فتنہ کا کھنڈ بڑا اور میں سگیا۔ میں سب خواہش میں جتنا سب دوزخ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کہ سب بالکل میرے قریب میں رہ

ہیں سنے کہ: یا ہوں اللہ! آپؐ میں غلوں کے بیٹے
میں کیا فروگتے ہیں جو کفر میں۔ سنا ہے اور کہنا
نام نہاد ہے۔ کیا میں اس سے علم حاصل کریں؟
آپؐ منہ فرمایا کہ میں اس سے علم حاصل کروں اور
علم کروں تو ایسا ہی ہے۔

یہ بڑی فائدہ سے بیوقوف ہو چکا کہ صبح کی نماز کے لیے سید علیؑ کو نہ دیکھنے والے نے کہا: الحمد
کی اور میں بخدا انھیں بین نہیں کرتے کہ سب لوگوں سے بڑا بخت ہے لیکن اب میں اللہ تعالیٰ سے
معافی مانگتا ہوں کہ یہ کوتاہی مجھ پر نہ ہوئی۔ و منقلب مرفوع ج، مشعر ۱،
دور یہ واقعہ نام ایں جو مسکرتے ہی عقل کی پست ہے۔ (الحقیقۃ است انسان مدلل)۔

۵) انہیں بھی کب تک فرہستے ہیں کہ میں سب سے بڑا ہوں! اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پیچھے پیچھے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ فرہستے ہیں۔ میں نے ان دونوں بڑوں سے دریافت کیا کہ کیا میں آپ سے کچھ نیچے ہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں سوال کرو مگر تاراؤ نہ نہ کرنا، چنانچہ میں نے آپؐ سے: ہمارا بیٹا ہے اسے میں ۱۲ سال کیا کہو مگر مجھے ان سے کوئی شہنشاہی نہیں ملتی۔

تفقد هذا العلم الفاتح من علوم الخفية -
(والتجديد الحسان موكلة)
ترقب لعل ذبا كبر علم (مختار) تعبر به كل طوت
(والعلم هو حق) البهرت كركنا سبحة

(۴۷) ابوحنیفہ بن خالد قسبہ سے ہیں کہ قرین سے خواب میں حضرت سنان اللہ علیہ السلام کو دیکھا۔

حضرت مرقاۃ فی علمہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ
علمہ یتبع الناس فیہ (تخیرت القسطنطینیہ)

ہرمے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ ابو حنیفہ کے
سمو کے دست پر کیا غرض تھی، تو شیخ نے فرمایا

مکہ پر ایسا علم ہے جس کے لوگ حقیق ہیں۔

⑤ علامہ خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ ائمہ کبار میں سے ایک بنی مخلصیت و ولایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک جگہ تشریف فرما ہیں اُنہیں میں ابو العباس محمد بن محمد بن یحییٰ البرقی العاصمی (المستوفی سنہ ۲۸۵ھ) تشریف لے آئے۔

فقد رايه رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصاله وقبل بين عينيه وقال مرعيا
بقلبي يحملي بسني واشي
اور یہ عاصمی صاحب حدیث فقہ میں ابو سیدکان و ابو زبانی کے شاگرد تھے اور انہوں نے امام احمد بن حنبل سے حدیث حاصل کی تھی اور

كتب الحديث ومنتق المستند
وكان ثقة ثبتا حجة في كبر التصحيح
والصباغة، زهدا وحيوۃ عاكف
وحدث بعد حدیث کثرت بل زعموا ان
الدارقطني ثقة مرسل
انہوں نے حدیث لکھی ان ایک مسند تصنیف
کی اور وہ ثقہ ثبت اور حجت تھے کئی اور علماء سے
ساتھ ذکر کیے جاتے تھے یعنی صالح و عابد تھے۔
اور بعد اسی حدیث انہوں نے روایت کی ہیں،
امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ تھے۔

اور صاف لفظوں میں علامہ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ:-

وكان رجلا من عباد المسلمين ذليلا عفيفا
على عذوب اهل الحجاز (ج ۵ ص ۱)
وہ ہستری شکاریوں میں شمار ہوتے ہیں اور دار
اور پاک، اس سے اور اپنی عسارت کے تریب
چمکتے۔

اپنے مقام پر انشاء اللہ اعزازیہ بحث آئے گی کہ وہ عراق سے علماء حنفیہ مراد ہو سکتے ہیں
اگر بعض اوجھا۔ پر کسی کو فتنہ طعن نہ ہو کہ ہم فقہ سلفہ بھی پیش کر رہے ہیں، چنانچہ علامہ عبد الحکیم
شہرستانی کہتے ہیں کہ:-

ابن مسعود رضی اللہ عنہما

تأثر بختہ خدا سے بخت خدا

یہی ہے تم کے جملہ بہترین اور اعلیٰ خونیوں کو کہنے اور قوائے کے لیے امام صاحب
اور ان کے اصحاب کے حامی بن گئے اس کے برعکس کچھ خواب تلخے اور بیان کئے ہیں چنانچہ
امام ابن حجر مکیؒ و امام صاحبؒ اور آپ کے اصحاب کے فضائل کے کچھ خواب بیان کرنے کے
بعد پھر یہ فرماتے ہیں کہ:-

ترجمہ بعض حدیث یہ اندہ و فیہ لم یمنع
امام صاحبؒ کے حوالے کے ترجمہ میں منی (معدوم)
بند و ملت (معدوم) اور (معدوم) (معدوم) (معدوم)
خوابوں کی ضدیں کچھ دوسری قسم کے خواب
بھی دیکھ گئے ہیں۔

امام ابن حجر مکیؒ کا یہ جملہ جو اصناف و صریح اور معنی خیز ہے۔ جہاں اس کی اولیاد تشریح
کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان ناشن اور نادانانہ خوابوں کے صحت اندیشوں میں ان صاحبان
کے لیے خوابوں کا کوئی اہمیت بار نہیں ہے کیونکہ شیعہ فتنہ و زناں تاریکی کو کافر و کفری
ہے۔

تذکرہ چوہاں میں دہر کر سننے بہر سہل اکر
تسے تسے آپ شیعہ فرقوں سے لے گئے

امام صاحبؒ کا اہل الرائے ہونا

یہ عزراں تمام صحابی عنوانات سے زیادہ مستحق توجہ اور قبولی و غور ہے۔ اگر صحیح معنی میں یہ
نہجہ گئی تو بہت حد تک غلط فہمی ڈر رہ سکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی شخص قصہ کہانی
حدیث کے نشر سے خارج ہو کر غلط روی اور کفری کو دوست عزیز کچھ کچھ ٹھہرائے ہی رہا ہے تو اس
کا بعد کیا حلقہ ہو سکتا ہے! کتب تاریخ اسلام، اہل بیت، رجال و مناقب و غیرہ میں حضرت
امام ابوحنیفہؒ کا لقب امام اہل الرائے مذکور ہے جس سے بعض ناہنم و زری کو ایسی خامی مل کر گئی
ہے۔ اور بعض متعصب حضرات نے علماء اس پر و بیہ پردہ لڑا کر مذہب کو مذہب کے میں کھینے کی
خوشامد ہی کی ہے۔ اور بھلائے اس کے کہ اس بات کو تاریخ کے واضح حوالوں سے حل کر کے اس میں

شیخ الاسلام حضرت سرور اشعیر حمص صاحب عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) نقل کرتے ہیں کہ:

والہی ہو فطر القلب یقال لای رأیا
رؤی کے معنی دل کی نظر، بصیرت کے ہیں کہ
ہنس دید و رازی را یا بغیر توین بحساب دید و رازی
جہانگاہ کو رازی دنیا میں سے دل کے ساتھ دیکھا
وہ دلی دھند بغیر توین کے، اس کے خلاف دیکھا
اور رازی دنیا سے منہ پھٹوں سے دیکھا۔

حضرت ابن اثیر العزیزی دمشقی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:-

والحدیث یسعون اصحاب القیام
محدثین اصحاب قیام کو اصحاب انہی کہتے ہیں
اصحاب انہی یسعون انہی یسعون بلایم
سے دوسرے دیکھتے ہیں کہ وہ فطرح حدیث کو کہتی تھے
فیہ حدیث عظام انہی حدیث انہی حدیث عظام
انہی حدیث سے کام لیتے ہیں بسند میں کو حدیث
حدیث وہ تھے۔

انہی حدیث سے وہ حدیث تھے انہی حدیث سے

اس سے حضور پروردگار کے اصحاب انہی وہ حدیث تھے جو فطرح حدیث سے انہی
کہتے تھے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے
اس میں کہ انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے

اور کہ وہ حدیث تھے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے

حدیث شریف الدین الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا
نیلے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے
انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے

یثم من حدیث الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ
وہ حدیث تھے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے
انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے
انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے
انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے انہی حدیث سے

سے پرہیز کر سنے والوں نے محض اس لیے اجتناب اختیار کیا کہ ان کے نام کے ساتھ صاحب لفظی کا لقب چسپاں تھا، پھر بعد اس وہ چمکا گیا خلق ہو سکتا ہے جو مخلوق بلکہ انسانوں کے وہ پرہیزوں میں صدیوں سے چسپاں چلا آتا ہو۔ مگر ہاں بہت

اہل دانش کی نگاہوں سے یہ چشمہ نہیں

اک ہیقت بھی بڑا کم ہے انسانوں کے ساتھ

مقدار شرفانی کہتے ہیں کہ: امت کے اندر چندین دیگر دہوں میں بیٹے ہوئے ہیں۔ مگر اگر وہ یہاں کوئی سہہ ہی نہیں، ایک اصحاب حدیث اور دوسرے اصحاب الزامی اصحاب حدیث اہل جہاد میں جو امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبلہ اور امام داؤد بن علی الانصاری کے پیروکار ہیں۔

پھر ان کے کہتے ہیں کہ۔

واصحاب کرامی وہم اهل العراق هم اصحاب الزامی اب عرق میں جو بڑے فضیلہ عثمان بن

اصحاب ابی حنیفہ النعمان بن اثبت اور ماہر شمس کے اصحاب ہیں۔

(کتاب المقل والفضل ج ۲ صفحہ ۱۵۷)

اور پھر ان کے اصحاب الزامی جو سنے کی وجہ لڑیں بیان کی سب کر:

واصحاب الوفا ابی عبد اللہ ہم تعلیم اور ان کا نام اصحاب الزامی اس لیے لکھا گیا ہے کہ وہ

عجہ من القیاس والمحقق المستیعین التحکم قیاس کی بحث کی وجہ میں خاص ہونا کہتے ہیں اور اس

وہنا احوادث علیہا ویسألتمون القیاس علی معنی کے ماحول کہنے کے لیے ہوئے ہیں جو محکم

علی دعوا لأخبار وہ فی ابی حنیفہ علانہ سے متعلق ہو سکتے اور عوارض کو ان پر معنی قرار دینے

وہی وہو احسن ما قدر علیہ فضل قدر علی وزن الکیمی وہ قیاس میں جو خبر واحد پر مستند بھی

غیر خلاف فہم ما ولئی ولنا ما رینہ اور کرہتے ہیں۔ اندام اور سلیقہ سے خود فریاد کہ جہاد یا مسلم

وہی وہو احسن ما قدر علیہ فضل قدر علی لئے ہے جس پر جو اپنی سلیقہ کے ساتھ قرار ہوئے

ہیں بلکہ کوئی شخص اس کے علاوہ کوئی اور کے دیکھ

ہے کہ اس کو حق پہنچتا ہے یہ دیکھیں لئے کا حق ہے۔

مگر چونکہ وہ بالا کا پرست حدیث و سنت کے جامع امام تھے یعنی جس طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ حدیث سے بے بہرہ نہ تھے اسی طرح دیگر کاہنہ و اجتہاد کی صفات سے محروم نہ تھے، مگر جب ان دونوں مستون کا تقابل اور توازن کیا جائے تو یہ کہ ناقصی جو پر صیغ ہے کہ وہ مسکن امام میں روایت اور حدیث کی جن قلت اور خفایت کا وصف غالب آئے اور وہاں پر صاحب الحدیث کے نسب سے کوہِ ہموار اور امام ابو حنیفہؒ پر بادِ کج و رواحت کا وصف غالب آئے کے اجتہاد و فقہانہ اشتیاق کا وصف غالب تھا۔ پس وجہ دو اہل المرتبہ کہنے نہ یہ کہ وہ حدیث سے بے پروا نہ ہو کر صاحبِ حدیث تھے بے خلافہ اپنی خلعتیں لکھتے ہیں کہ:

و انقسم القفۃ فیہم اہل العلم فیہم اہل الفکر و اہل
عقائد و الخیاس و ہم اہل العراق و مریفۃ
عقل الحدیث و ہم اہل انجاز و کان للحدیث
قلید و فی اہل الحدیث ملقۃ منہ فاستکثروا
من الخیاس و مہر و افیہ فلذہ الشقیل اہل
الرئی و مقادیم جماعتہ ہوا الذی اسبق
الذہب فیہ و فی اصحابہ البیضۃ و
مقدّمہ و متجدد بن خلف بن طبع مصر و
مقدّمہ متجددہ الخوی مریفۃ

علم قرآن میں مرقسوں میں ہٹ گیا کیا کس طرح اہل علم
اور قیاس کہے اور وہ اہل عراق ہیں اور دوسرے طہرین
اہل الحدیث کا ہے اور وہ اہل انجاز ہیں اور وہ عراق
میں حدیث کو مہم سمجھتا ہے ہم پہلے بیان کرتے ہیں کہ
حدیث کے لئے میں ان کی شہرہ کرتی تھیں اس لئے
متجدد بن خلف قیاس سے کام نہ لیں اس میں ان کا
منازعت اصل ہو گئی اور اس جماعت میں قیاس کی چیز
سے ان کو اہل المرتبہ کہا جاتا ہے اور اس جماعت
کا پیشرو جس کی اپنی درجہ سے اور اس کے اصحاب
کی دھڑکتے رہے بہت خلقی قرآن پڑھتے اور حدیث پڑھتے۔

یاد رہے کہ یہ وہی عقائد بن عبد بن جنوں نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو من کہا اور الجہد بن
فی علم الحدیث کے الفاظ سے ذکر کیا ہے اور جن لوگوں نے امام موصوف کو قلت حدیث
کی کٹھن کو اسے زخمی کرنے کی ناسبار کہ سمی کی تھی ان کو مسلمان ابن عبد اللہ نے انہیں انہیں
انہیں کے الفاظ سے یاد کیا ہے اور صاف بتایا ہے کہ چونکہ امام صاحب کی نظر میں
روایت کے ہائے میں سخت اور کڑی ہیں اس لیے ان سے روایتیں نہ لیں بلکہ ان کے
کہہ دینے کے جن کی شہرتوں کا دائرہ بڑا وسیع ہے کہ یہ اس سے کہہ دینے کی روایت حدیث

میں وہیے بعضا صحت ہو کر رہا ہے اور جب ان کے کسی دہشتناک اور خوفناک کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے سر پر صحت فی الشیاس کا منہ می سہرا باندھتے ہیں اور صحت العظا میں لکھتے ہیں کہ۔

ومقامہ فی الفقه لا یطوق شہدہ بذاتہ
اہل جلد تک و خصوصاً ما لک و ما لعل
عقد میں ان کا مقام نہ جانتے کہ اس میں کوئی دہتر
ان کا نظیر نہیں ہو سکتا اور ان ہی کے طہر کے حکم پر
اور خصوصیت سے ہر ایک اور شافعی نے اس کی
(صحت ص ۴۴)

شہادت دینی ہے۔

ان دو گروہوں کے علاوہ ایک تیسرے گروہ کا ذکر بھی سب اختلاف و مباحث میں آتا ہے جن کو وہیں افکار مباحیہ کہتے ہیں کہ اپنی سنگ نظری اور شک میں ان کی وجہ سے کبھی کوئی ضرر حاصل نہیں ہوتا جن کا ہر تقریر کو کمال عقیدہ اور قسٹ سے اختلاف تھا اور دعویٰ یہ تھا کہ صرف قرآن و حدیث ہی کو تیسرے طبقہ کا حجت اور اس گروہ میں علم ہوتا ہے جن کو اسلام عالمیہ مذہب کہتے ہیں متاثر بنی شیعہ و اثنی عشریہ ہے اور بہت سے مسائل و احادیث اور فرائض و احکامات کا وہیں بغیر فقہ و دستور اور استیاضہ کے کچھ اور کچھ روایت ہے یہی وجہ ہے کہ اہل حق یہی دقت کچھ بڑھانے کے ذریعہ جو تقریر و خیال میں ناہمی سے ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین ہی لکھتے ہیں کہ یہ

شعہ وہیں مذہب اہل اخلاص و الطہر
یہ اس مذہب میں ہیں انھار کا مذہب باقی نہیں
یہ اس مذہب (مقدمہ ص ۴۴)
کہ اگر کوئی ان کے اندر ہی ختم ہو گئے ہیں۔

اور تیسری کہتے ہیں کہ

وہی شیخ کہ مذہب اہل الری من الخلق
وہی الحدیث من الطہر (مقدمہ ص ۴۴)
اور اہل صفت لاجلہ مذہب ہیں۔

مؤرخ اسلام کی اس علمی و فلسفہ تحقیق سے یہ بات بھی آشکار ہو گئی کہ اہل و معسوق اور اہل دینی دونوں گروہوں کے اندر ایک فرقہ کے پیغمبر کے واسطے اور اس پر عمل پیرا ہونے واسطے ہیں۔ یہ ایک بات ہے کہ ایک کا طریق کار دوسرے کے اندر غور سے قسٹ مختلف سبب مختلف اگر ایک گروہ حدیث کے تعالیٰ ہی اختیار اور عبارت و انشراح ہی سے مستفاد ہو رہا ہے تو دوسرے گروہ

دلالت انھیں شیعہ و ائمہ اور فاضل انھیں کے توفیق اور نصرت سے ملے گی۔ دینہ دین میں نظر انداز نہیں کیا
اس لیے اس کے خلاف کاروائی بہت وسیع ہے اور اس کے علمی معارف کو ہزار ہا سنیوں نے
مناقشہ میں اس کے ذہن کو طرح پریشان کیا ہے۔ آئی ہمارے دور سے نصف تین سو زیادہ لوگ
اس کے فیض سے مستفید ہوئے ہیں اور اس کے والدین ہیں۔

علامہ ابن خلدون ہی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے قتل اس وقت عسکری، ہمسہ سہانی
چہرہ، غازی، اشعری، جلالی، کھلم، کھلم کے سب شعروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ (مستدرک ص ۱۵۷)

اس سے غرض خفی کے فروغ اور اس مذہب میں فتنہ کی کثرت اور لوگوں کے عام رجحان کی
ایک اور وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے، البتہ وہ دوسرے مقام کی بحث ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں
حضرت امام احمد بن حنبلؒ، ابو جعفر سائر المحدثین اور محدث اہل سنت ہونے کے جب تک اس
مذہب پر نہیں پہنچے تھے تو ان کے متقدمین کی تعداد بھی بڑی ہی قلیل تھی۔ غرض یہ ہے کہ اس کا
سبب صرف یہ ہے کہ قیاس و رائے اور فقہ و اجتہاد کے بغیر کوئی سنت کے سبب پیش نہیں
میں ایک طریقہ عمل نہیں ہو سکتا اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا اجتہاد و قیاس میں اتنا ذہین تھا اس لئے
اس کے متقدمین بھی زیادہ ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ علامہ ابن خلدونؒ ہی رقمطراز ہیں کہ:

فاتما احمد بن حنبلؒ ضحاہ خلیل لعلہ	ان کا نہ سہا اجتہاد سے صیرر اسے اور ان کا اصل
منصبہ عن الاجتہاد و احسانہ فی معاضدۃ	الاصول ہی یہ ہے کہ نہایت اہم اخبار میں سے
الدولۃ و للاخبار و احسانہا یحق ذلک و ہم	بعض کی بعض سے تائید اور تقویت حاصل ہو جاتا
بالشام و العراق من بغداد و لواء و اجہا و ہم	امداد ان کے کفر و بدعت، عراقی اور اس کے اس
کثیر الناس حفظا و سنتا	پاس سے جتنے جتنے ہیں اور وہ سب لوگوں سے
(مفہمہ ص ۱۵۷)	سنت کے زیادہ کو نقل کر رہے ہیں۔

مذہب سنی پر غلبہ نہیں کہ:-

”مذہب امام احمدؒ خود در قدیم و حدیث زمان قلیل بود، نزدیک ہر استاد اور فقیہ کو نقل
بلکہ نیست (مذہب سنی اور میں نقلی حدیث بود) اور اہل بیتہ السائلین و اولادہ السائلین (مذہب
حدیث شیعہ و اہل بیتہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اگر کوئی اہل اسلام یا بظاہر مسلمان ایسا کہی جنہوں نے کلمہ یا دشاغیاں اللہ

(وَقَرَّةُ الْعَيْنِ مِنْ مَكِّ)

یہ واضح عبارتیں غریب کسی اور دنیا حدت کیلئے نقشہ نہیں ہیں۔

اگر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد العتباتی فرماتے ہیں کہ:-

وہ اسطر ہیں نہ بہت کہ حضرت صرح اللہ
 دار و قار و جہاد و آخر جو محمد پارسا در حصول سستہ
 نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ
 الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول پندہ سبب الہم
 الی نبینہ علی خواہد کرد یعنی اجتناب حضرت
 صرح اللہ صراحتی است کہ الہم علی خواہد کرد آخر
 تعلیم الہی مذہب خواہد کرد علی نبینا وعلیہ
 الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علی نبینا وعلیہ
 الصلوٰۃ والسلام انداز بنزد تر است کہ تعلیم
 علماء امت فرمایند شبانہ تکلف و تعصب
 گفتہ میشود کہ فرایت الہی مذہب حنفی بنظر
 کشتی در رنگ آیدست تعلیم منہ پارسا مذہب
 در رنگ حیاض و عیال بنظر می آید آئینہ و بظاہر
 جہد کہ منہ نظر نمود می آید سولہ علم از اہل اسلام
 شادابی الی نبینہ علی خواہد کرد
 و مسکنہ او بنیانی و عتق موم حقہ حقہ
 مسکنہ وہ صرح علیہ صرح

اور ای نہ بہت کی وجہ سے ہر نام الہی نبینہ
 حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو کہ کہ
 حضرت خواجہ محمد پارسا نے اپنی کتاب حصول سستہ
 میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہونے کے بعد الہم الی نبینہ علی خواہد کرد
 کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتناب الہم علی
 اور ان کے حصول میں ان کے سر و کاروں کے
 اجتناب کے معنی ہر گز نہ کہ وہ ان کی تشدید کریں گے
 کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اس سے بہت
 بلند ہے کہ وہ علما کے امت میں سے کسی کی تعلیم
 کیوں کہ وہ خود مجتہد مطلق ہوں گے۔
 تکلف اور تعصب کی مذمت کے بغیر یہ کہ مذمت ہے
 کہ کشتی رنگ میں حنفی مذہب کی مذمت ہے ویکانہ
 رکھائی دیتی ہے اور مذہب حنفی حنفیوں
 کی صورت میں لکھا ہے کہ میرا مذہب میری ہی
 یہ بہت رکھائی دیتی ہے کہ اہل اسلام کی بڑی اکثریت
 الہم علی کہ میری کئی ہے الی سبب اللہ تعالیٰ

حضرت مجدد العتباتی کا یہ ارشاد کوئی کم ذاتی شہادت نہیں ہے۔ اور نہ یہ تعصب کی بیوقوفی
 ہے بلکہ نفس الہی حقیقت کے صریح مطالب ہیں کہ توفیق حنفی حضرت اکیچہ اکثر اہل فطری ہستہ ہے (جس میں
 اختلاف اور تفاوت ناقابل انکار امر ہے)

محققین اہل سنت کا طبقہ ہے جیسے کہ امام متین
 حنبلی اور امام شافعی۔

حضرت شاہ صاحب کی اس عبارت میں دوں نتیجہ اصطلاحیہ کے جملہ متاخر کوئی اور متاخر
 یہ سمجھنے کی کوشش کئے کہ اہل ہنوزی وہ جو آپسے جو احادیث سے جے پر واکھڑے تھے ہر تو
 یہ نہ صحت پر کہ ظہر صریح ہو گا بلکہ یہ کہ یہ القوب بعد از بیوضی بہ قائلہ کا معنی ہی ہے کہ اگر کوئی خود
 حضرت شاہ صاحب اسی عبارت میں اس کی وضاحت فرما چکے ہیں کہ کئے سے ایسی کئے ہرگز
 مواضع میں کا اعتقاد اور غیا و سنت پر نہ رکھی گئی ہو کہ کوئی مسلمان ایسی کئے کو اپنانے کے لئے
 کسی طرح اور کسی صورت میں راضی نہیں ہے، بلکہ اہل السنۃ سے مراد ایسی قوم ہے جو اجماعی اور
 اتفاقی مسائل کے بعد بغیر مخصوص قدماء اور جزئیات میں متقدمین میں سے کسی شخص کے خلاف اصول
 و ضوابط اور قواعد پر زمین کی بنیاد اس لئے ہے، جتنا دو قفسہ کے اعتبار سے قرآن و سنت پر رکھی
 ہے، مسائل اور جزئیات کی تخریج اور تصریح کرتی ہو کہیں نظیر کو نظیر پر عمل کرتی ہو کہیں بعض شیعہ
 اصول میں سے کسی اصل کی طرف منکدر اور جزائی کر رہ کر کئی ہو اور ان غیر مخصوص مسائل و جزئیات میں
 وہ منکدر اور جزائی جزئی کے سلسلے احادیث کی تلاش نہ کرتی ہو جس کی وجہ نظریہ ظاہری معلوم ہوتا ہے
 کہ قرآن و سنت اور جمہور مسلمانوں کے اجماعی اور اتفاقی مسائل کے بعد ہر پریشک اور جزائی
 میں صاف اور صریح غلطیوں کیوں سے صحیح حدیث راستیاب ہو سکتی ہے؟ اس لئے ایسے
 مسائل میں نتیجہ احادیث کو وہ ضروری نہیں سمجھتے بلکہ متقدمین میں سے کسی کے اصول کے تحت
 ان کا حل تلاش کرتے ہیں۔ یہ ایک ظالم علیٰ حق ہے مگر اس سے کہ بعض ناخبر ہلاچ
 اس میں شائبہ اٹھتے ہیں۔

ان مسائل میں سے کچھ شریف نگاہی درکار :

۱۔ حقائق میں تھا شے اب نام نہیں

۲۔ اور غائب صاحب کھتے ہیں کہ :

میں نے محض خود تصنیف خود کئے ہیں سرنام اولیم، انعام و توفیق شہ و انعام
 انہو معشت، یا فخر ہم کہ کہ بسیدہ نفع ہر دم کشیدہ، اصحاب اہل خیرہ مترتب ہیں

تعماتیت شدہ بغلیس و فخریج و تخریج و تہس و استکان و (دائرہ لسانی ۳۳۵)
اور ان تہس کی شے کی بنیاد قرآن و سنت پر قائم ہے۔

یہ بات میں غریبی ملحوظ خاطر ہے کہ اصحاب ائمتہ بقرہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
(جہزیت و مسائل میں) تصاویر ش کا حق تو نہیں کرتے تھے کہ جب کسی جہزی میں ان کو حرکت
لی جاتی تو پھر وہ شے کو درخور اعتنا بھی نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام نضر بن المنذری جن کی شے اور
شے پر حضرت امام ابوحنیفہ بھی یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے ہوا قیس، مصابی، والجوہر و
مسکک، کو میرے جملہ تلامذہ میں دو قیس کا زیادہ ماہر ہے۔ اور انہوں نے ہی بصرہ میں ایک
پچیس اہم ابوحنیفہ کی شے اور شے بنیائی تھی (لسان المیزان ۲، ص ۱۱۱) ان سے حضرت
امام عبد اللہ بن السید کا عقل کرتے ہیں کہ۔

معصیت نذر یعقل لکن لا یغنیہ بانہی
ماد اور شر و اذبحار و اذبحار ترک المذاقی۔
و مناقب بنیضہ لعل علیہ غفرانی و علیہ الجوہر ۲
میں ہے امام نضر سے ستائشوں سے فرمایا کہ جب
نیکہ کوئی حدیث لکھ دیتی ہے ہم شے پر غور نہیں
کرتے اور جب کوئی حدیث لی جاتی ہے تو ہم اپنی شے
کو نگاہ کرتے ہیں۔ (ص ۳۳۵)

اس کی مزید بحث مثلاً اللہ اپنے تمام پرستے گی۔ یہاں تو صرف اس قدر ذکر کرنا کہ امام
اللہ نے شے کو بدلتا حدیث کو چھوڑا ہے اور نہ استاذان اہل علم کے ہر ایک کے مطابق کسی حدیث
میں روایتی یا روایتی لحاظ سے کوئی غلط بات خاص نکلا کر اسے یا کوئی حدیث کسی دوسری سے متعارض
ہو یا خصوصاً ہر ایک کی اور قوی غلطی و جھوٹ سے وہ ترک کرتے ہیں تو یہ بات الگ ہے مگر کوئی کتاب
فہم اور دہشت و اذبحار اس کو ترک حدیث نہیں کہہ سکتا کہ اگر کوئی حدیث ترقی و تدریج کے طور پر تمام
حدیثوں اور فقہاء و جمہور فقہاء میں مانجھ ہے اور اس باطن نظریہ کے تحت پھر تو سبھی مانجھ حدیث
کہلا کر ہے۔ (الغصاۃ بالحدیث) اور اب صاحب حضرت شاہ صاحب کی سابقہ عبارت کے مطابق
سپنے افعال میں بیان کرتے ہوئے لیاں ارقام فرماتے ہیں کہ۔

• بلکہ قیمت مراد بنانے نفس خرم و عقل چہ ازاں غور احمد سے و علماء متفکری توانہ
شد و نہ اس شے کہ جیسے حدیث و سنت، اصل نہ کہ اس باطن و معانی حلالی نفس توانہ نہایت

البتہ حق (وہابیہ الہامیہ)

اگر اہل حق کے صلہ میں وہ اور ان کی نامہ لکھی کہ سنت کی وجہ سے قرآن و حدیث کی آیتوں پر
وہ کہیں ایسی بات کہ تم کہتے ہیں کہ سنت سے متصادم ہو اور اس کی بنیاد سنت پر نہ رکھی
گئی ہو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر فرماتے ہیں کہ:-

وہ جو حدیث جو ابن ابی کثیر نے بیان کی ہے اسے صحابہ نے سمجھا ہے
اور یہ حدیث اگر کسی حدیث کی ہے کہ یہ حدیث اپنی بات سے
مٹا کر ہے تو اسے کہنا کہ اس حدیث کی بہرہ بری نہیں
کہہ سکتے تو اس کے فائدہ خیال کے مطابق لکھنا
کی کوشش نہ ہو۔ وہ حق ہوگی بلکہ اہل اسلام کے
نور سے بہرہ ور ہونے کی اور یہ خیال یا تو یہ ہے
کہ اسے گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
وہ (ذاتی) کہ اسے گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
کہ اس حدیث کو گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
شریعت کو گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
کہ اس حدیث کو گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
نور کو گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
وہ گواہی نہ دے کہ اس حدیث سے بہرہ ہے اور یا
ہی نہیں دے گا۔

حق کہ حدیث ۵۵۷۷ طبع امرتسر

غیر متقدم بن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عبارت کو کہ یہ حدیثیں اور پھر ان کے
انسانانہ یہ قرار دینے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ہے۔

الغرض یہ تو کہ اسے اور کبھی غصہ کوئی بری شے ہے اور نہ بل اللہ کے ساتھ رہنے کے لئے کہ

اُن کے سختی میں اور زہل الزامی کو نہ کوئی موجب تہنیتیں امر ہے، اور یہ بھی درست نہیں کہ صرف علمی جھڑپ ہی اہل الزامی میں اور ان کے خلاف اہل الزامی اور کوئی نہیں جو، جیسے کہ مولانا عبد کبریٰ صاحب (رحمہم اللہ) کو اس کا مفاد بخیر ہے۔ چنانچہ وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ۱۔

فاعلم ان اهل التأيي هم العدو للحنيفة ۱۰

ہاں تاہم یہ ہے کہ اہل الزامی علماء حنفیہ ہیں۔

(مختار تہذیب الاحادیث ص ۱۲۵)

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ امام عینی نے حضرت امام شافعی کو صاحب الزامی کہہ دیا اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

فاجتمع لعلم اهل التأيي وعلم اهل الحديث ۱۱

امام شافعی میں اہل الزامی اور اہل الحديث دونوں کا علم جمع ہو چکا تھا۔

اور یہ بھی غرض کرنا چاہتا تھا کہ یہی اہل الزامی کے دیکھ کر ملقب بہ الزامی تھے اور سختی نہ تھے بعد الملک الظفر الموحش بن ابی الرب الحنفی لکھتے ہیں کہ ۲۔

وقد رأينا مذاهب جماعة من اهل الزامی

ہم نے دیکھا کہ اہل الزامی کی جماعت کے مذہب قد ذہبت واضمحلت ومذہب بنی حنیفۃ

مذہب اللہ تعالیٰ عنہ باقی رہا

واممهم المعيبة ۱۲

مشہور امام اور محدث ابن قتیبہ واملو فی مشہور ہونے کے سبب القوافل میں اہل الزامی کی شرعی قائم کی ہے اور نیچے یہ نام لکھے ہیں: ابن ابی اللیث، ابو منینۃ، ربیعۃ الراسی، زفر، ابی اعی، سفیان ثوری، مالک بن انس، ابی یوسف اور محمد بن الحسن رحمہم اللہ سبب التفاق اور علماء شافعی۔

انقرض: اہل الزامی تو اور بھی ہیں مگر نقد واجب اور قیاس دیکھنے میں جو جگہ مقام حضرت امام ابو منینۃ اور آج کے اصحاب کو ملادہ اور کسی کو نہ مل سکا۔ ۳۔

یہ مرتبہ بلند ہے جس کو مل گیا!

کیا رائے کے بغیر حدیث سمجھی جاسکتی ہے؟

ہائے کے لغوی اور اصطلاحی معنی کے بعد اس امر پر بھی غور کرنا ہے کہ کیا علم اور فہم کے

بغیر حدیث کبھی بھی جاسکتی ہے؟ اگر کبھی جاسکتی ہے تو ٹھیک ہے، پھر نہ کہ پہلے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر نہ اور فہم کے بغیر حدیث نہیں کبھی جاسکتی تو پھر وہ مذہب کیسے ہوگی؟ کب کوئی مذہب چیز بھی کسی قبول و منظور چیز کا ذریعہ اور موقوف علیہ بن سکتی ہے؟ مولیٰ طاش کبریٰ زورۃ حضرت امام محمد بن الحسن کے حالات میں جو خود چوٹی کے اصحاب قرآن میں شمار ہوتے ہیں لکھتے ہیں کہ:-

نشأوا بكونة وظلّيت لادائی ای الاجتهاد
وہ کو ذریعہ پیدا ہوئے اور ان پر نہ کہ یعنی اجتہاد
(مصرعۃ الشعاعہ: ۱۰۰۱) (علیہ السلام)

کتاب ادب القاضی میں تصریح فرماتے ہیں کہ:-

لا یستقیم الحدیث الا بالرائی ای باستعمال
مدیثہ کے استعمال ہی سے درست ہو سکتی ہے
فلانی فیہ ہان بعدک معانیہ الشریعۃ
ہیں بلکہ حدیث کے شرعی معانی جو احکام کے
الئی ہی مناط الاحکام ولا یستقیم الائی
یہ معانی ہیں نہ کہ اس سے احکام کے جاسکتے ہیں
لا بالحدیث ای لا یستقیم العمل بالرائی
احکام ہی جوں جوں حدیث کے درست نہیں ہو
وہو مقہ بہ الا بانقحام الحدیث الیہ
سکتی نہ کہ عمل نہ کہ اصل کی درست نہیں ہو سکتا
(بحوالہ مقدمۃ فہم الملہام ص ۱۰)

افضاعت سے فرمایا کہ صاحب الرائے امام محمد بن الحسن کیا فرماتے ہیں؟ یہی فرمایا ہے کہ بڑی رائے کوئی حقیقت اور وحی نہیں رکھتی جب تک کہ اس کی بنیاد حدیث پر نہ رکھی جائے۔ مگر یہی ہم کو سنے والے ابی کہ صاحب الرائے کہہ کر کہنے سے باز نہیں آتے۔ انصاف کا تقاضا نہ ہو کہ یہ کہہ کر ختم کر دے۔

اس میں جو کچھ اضافی ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

دفعہ قال المحققون لا یستقیم العمل بالحدیث
بمعنی استعمال الرائے افہو المصد
معانیہ الئی ہی مناط الاحکام ومن ثمرہ
معانی کو مدد کہ جو ہے جس پر احکام کا دار مدار
ہے اور اسی وجہ سے جب بعض قرآن کو دھماکت

میں نہ ہوں لی البتہ جتنا وقت کم ہے تب تک میں یہ کیوں نہیں کر سکتا اور اجتماعی مسائل میں جتنا دکان سرے سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان میں دشمنان کا قریب سے رہنا بہت کم ہوتا ہے ان کی پیروی کر کے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قہر میں اہل اللہ کو اجتماعی محبت میں مل جلانا اور ان کی صفات پر کبریا
یہ کہ عامل امور کو فرما کر بھیجنا یا ان کو اپنے لئے ان سے دریافت فرماتا ہے معاذ اللہ۔

کیف یقتضی ان عرض لک فی اللہ قال انفسی
بکتاب اللہ قال فان یعرفہ فی حکم اللہ
قال فیستندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
فان یلتزم فی شئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولو فی کتاب اللہ قال یجتہد یرایا ولو اکثر ضیاع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبرہ وکفایت
للمہم بلہ لقدی وفق رسول رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لیس یرضی رسول اللہ
والمراد ۲ مرۃ ولاحظہ لو کسندہ یا مسی مرۃ
قرنی ۱ مرۃ وادنی ۱ مرۃ مع وفاق وفاق
مرۃ ۱ مرۃ ابن عبد البر مع صبرہ وادنی ۱ مرۃ
مع صبرہ وکفایت ۲ مرۃ مع وفاق وفاق
جس پر اللہ نے کار عملی کی ہے :

شیخ الاسلام حافظ ابو عمر بن عبد البر المالکی جس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ
حضرت معاذ کی یہ حدیث اس وقت ہو رہی ہے جس
کو عادل اللہ نے روایت کیا ہے اور حدیث جناب
نور قیاس علی الاصول کے بارے میں ایک اصل مر
۲ مرۃ طبع مصر

حافظ ابو القدر، جمیل بن عمر بن کثیر و شافعی، دارالسنن، حلیہ، الحقیقۃ، المصنوعۃ، المصنوعۃ، المصنوعۃ
و ذوالفقار، قس، اندکروہ، ص ۱۷۱، ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

و هذه الحديث في المستدرک والنسخ باسناد
یرویه عن سید ابن یونس میں روایت اور کھری سہرک
جید کا ہو مقدم فی موضع ۱۷۱
ما تھروہی ہے جس کی تحقیق پہلے مقام پر مقررہ اور
(تفسیر ابن کثیر، ص ۱۷۱، طبع معہ) بہت شدہ ہے۔

مشہور غیر متفقہ اور محقق عالم محمد بن علی المعروف بالقرطبی الشافعی (المتوفی ۱۰۵۵ھ) اسی حدیث
سے متعلق ارقام فرماتے ہیں کہ :-

وهو حديث صالح لا يحتاج بائنا او ضعفا
یرویه عن سید ابن یونس میں روایت اور کھری سہرک
ذات فی بحث مضاعف ۱۷۱
رفیق القدر، ص ۱۷۱، طبع معہ، شافعی) میں مذکور ہے۔

اس صحیح مشہور حدیث اور صحیح لا یحتاج حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس فوائد لی و خورش احمد
مسائل پر قرآن و حدیث سے روشنی نہ پڑتی ہو ان میں کتاب و سنت کی درکشی میں اجتہاد و
یاد سے کام لینا نہ صرف یہ کہ جائز بھی ہے بلکہ اس پر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حد
مسرد اور نہایت خوش ہیں اور پہلے قاصد و فائدہ کے اس بقول اور تسلی بخش جواب پر راضی
ہو کر قوی و نفعی مسرت کا اظہار فرماتے ہیں کہ حضرت معاذؓ کے سینہ پر اظہار بارگہ کر گویا یہ
تھکے ہیں کہ کیا ہی بارگہت سینہ ہے جس میں ایسی ایسی جگہ اور کلام کی باتیں ہیں جن
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی واقفین تھے بغیر نہیں ہو سکے اور اللہ اللہ کے ساتھ قوی طور
پر اجتہاد براتی پر اپنی رضا اور خدا تعالیٰ کی رضا کی ضرورت کر دی ہے۔ اب اگر کوئی
یاد ان ایسی باتوں کی توہین و تہلیل کرتا اور ایسی باتیں قائم کرنے والے اہل و گویوں کی تحلیل و تحریف کرے
جس کا ضعیف و خفا قرآن و حدیث پر قوی بخش نہ ہوتے اور ان کے کوہی شمع سے بیکار و خدائے لی شافعی تھکے
اسم کی اس جیسے اور سچ حدیث اور روایت کی بلند گراہ بات کا بھی مواضع سے مومس کہ اپنے ایمان کی خیر نانی
چاہتے کہ میں و مومس کی خدمت میں تہا کی کا سبب ہی نہ بن جائے۔

ہست کہ جمل چاہتے اور جملہ لایکے کتب تک
سبے زوریں ہیں بوزان کی تراکمانہ بوزان سے

محذوف المستفاد ۱۱

میں پیش پیش تھے۔

کتاب منکات العربیہ علی ہدایت علامہ، مکتبہ مصر

حضرت عمرؓ جب لوگوں کو نئی دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ:

هَذَا رَأَى عَمْرُوًهُ فَإِنَّ كَانَ صَوَابًا فَنَالَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ

ہاں کان خطاؤں میں عمرؓ (میزان شعرائی) یہ کہ

طبع مصر، سن ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء)

اور حضرت عمرؓ نے اپنی خودی کے دور میں مشورہ بھی ہی نہیں کی، البتہ فرماتے کہ

ایک خطہ رسالہ فرمایا تھا جس میں اس کی تصریح فرمائی تھی کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جس سے ہمیشہ

جس پر کتاب و سنت کی روشنی نہ پڑتی ہو اور اس کے پاس میں پہنچے کسی نے گفتگو بھی نہ کی ہو تو۔

فَلْيُفَرِّقْ بَيْنَ هَاتَيْنِ الشَّيْئَتَيْنِ ۖ

تجربہ ہر بات کے لئے قدم قدم ۱۱

وہابی، جامع طبع دمشق و سنن الکبیری، ج ۱، ص ۱۱۰

عمرؓ کی کثرتِ افعال ۱۱ (۱۱۰۰ھ)

دوسرے امور جنہوں نے ترکِ ارشاد کے ذکر فرمایا ہے لیکن جتنا وبالِ ارشاد اور ترکِ اور فرمایا ان کو

اختیار دیا ہے اور جتنا وبالِ ارشاد اور اس میں تعہد دم کا ذکر پہلے کیا ہے، حضرت عمرؓ کو ہر سال

میں اشکات جیوش آتے تھے، ان میں ایک وارثتِ جابرؓ کا تھا جس سے جب ان کو فیروز نامی بدبخت

سے زخمی کیا تو اس موقع پر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ:

أَلَيْسَ فِي الْحَدِّ رَأْيَا عَافًا وَتَسْمِعًا تَسْمَعُوا

فَضَلْ عَمَلًا ۖ أَلَيْسَ تَسْمِعًا وَتَسْمَعُوا ۖ

تسبیح اللہ الشیخ قبلک نعم قدر لای حدان -

ومستطابا کدہ ۱۱ قدی العاکف والنعمین ۱۱

پھر کہ: حضرت ابوبکرؓ کی شان کی پرہیز کریں تو وہ

میں صواب رہتے تھے

اور پورا بیت دارمی پیدا ملاطہ طبع و اشق میں بھی موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کسی کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آئے تو کتاب اللہ کے مطابق اس میں فیصلہ کر کے اور اگر کتاب اللہ میں نمل سکے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کرے اور اگر سنت میں اس کو کوئی مشکل نہ ہو تو پھر ایک لوگوں سے اتفاق سے جو فیصلہ کرنا چاہے اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر اس سے اس کو کچھ نہ ہو۔

فینتہد رائہ فان لم یصل فیصلہ ولا یصل
وہم لا یامروہ قال لعلہ ذلہ صلی صلیع
وہم فی سنن لکیر علیہ ۱۷۸

اور یہ روایت کچھ تغیر الفاظ کے ساتھ دارمی میں بھی ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:-

فان لم یصل فیہ اجماع علیہ فسلو
فلجلہ ولیدہ اور مولیٰ جمع دمشق
تو یہ جوابی سننے سے اجازت لے لے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کتاب و سنت کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ان کو کوئی ثبوت نہ ملے تو پھر:-

قال فیہ بنیہ ومنہ دارمی وکلیہ طبع دمشق
وہم لا یامروہ قال لعلہ ذلہ صلی صلیع

وہم فی سنن لکیر علیہ ۱۷۸

حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ ہمارے ارشاد و ماثر قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملے تو پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کرے اور اگر سنت میں بھی حکم نہ ملے تو پھر:-

قاع اهل الزا فی شعاعہ بعد حضرت لکیر علیہ
وہم لا یامروہ (سنن لکیر علیہ ۱۷۸)

حضرت عمرؓ سے محدث بنو موسیٰ ابو شوبیہ (امرونی علیہ السلام) کو ایک قصہ تھا جس میں یہ

جلد ہی کہنا تھا کہ۔

لَمَّا تَخْلُجْ فِي صَدْرِكَ مِثْلَ الْعِيسَى لَكَ فِي التَّوَكُّلِ
اَلْمُتَمَنِّىةُ مَقْعُودَةُ الْاَسْمَانِ وَالْاَشْيَاءُ قَدْ قَرِئَتْ
عِنْدَ خَالِكَ (روشن الکبریٰ ص ۱۰۷)

اگر کوئی ایسا مسکرتیہ سے الی میں ترقی کا فریاد دیتا ہے
میرزا کی شکایت اٹھائی۔ پڑتی ہوئی مثال دیکھ کر کہ پہلے
کس کی وقت ان میرزا کو قیاس کرو۔

یعنی اصل ورتیس علی کی مثال اور نظیر ورتیس خط بکھو اور فریاد اور تیس کے اندر علت اور وجہ
تکثر کر۔ اگر اس کی علت اس میں پائی جائے ہے تو اس کی کوئی اس سے بد کر اصل کا حکم فرما
میں ثابت کرو۔ اسی کو قیاس کہتے ہیں۔

خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز (الموتی مسند) نے قاضی کے لیے پانچ شرطیں
لگائی ہیں کہ۔

يَكُونُ مَالًا بَعْدَ اَنْ قَبِلَ عَشْرًا اِلٰى
الْاَيِّ ذَا شَهَادَةِ مِنَ الطَّبِيعِ - جَلِيلًا عَنِ الْفُجُورِ -
مُتَوَكِّلًا بِالنَّمَةِ - وَصَحًّا الْكِبَرِيَّ بِمَكَانٍ

وہ ایسا ہو کہ مالا ہو پچیس گز بچے ہوں۔ فتنے سے
مٹو رہے۔ اور جبر۔ عیسے پاک ہو۔ جھگڑا کرنے والے کے
متاویں میر۔ حاکم کو اگر بزرگ ہو۔

حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت چھ حضرات کو نامزد کیا تھا کہ یہ حضرات اپنے
میں سے جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں۔ ان میں سے پانچ نے حضرت عبدالعزیزؓ کی دعوت کو اختیار کیا
کہ وہ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں۔ انوں نے پہلے حضرت علیؓ کا نام پڑا اور فرمایا کہ علیؓ اگر
میں تجھے خلیفہ بنائوں تو آ رہاؤ کہ تم کہتے ہو راشد اور مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ
اور حضرت عمرؓ کے بیٹے بن چکے ہو تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ۔

لَعَلَّكُمْ يَكْتُمُ الْاَمَّةُ وَنَسُوهُ رَسُوْلَهُ وَجَنَّتْ
اَلْاَمَّةُ وَدَشِيْرَةُ خَلْفَةِ الْاَمَّةِ مَعَهُ الْاَعْدَاءُ
مَرَّتْ عَلَيْهِ خَلْفَانِ

میں کتاب اللہ اور ختم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اسلم کے مصلحت عمل کروں گا اور اپنی ٹانگے سے اپنے
کہوں گا۔

اور حضرت علیؓ جب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے تو قیس بن عبد شمس نے دریافت
کیا کیا آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لئے میں کچھ ارشاد فرمایا تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں
مابعدہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیجئے چاہتے ہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بہت

بشری فکتہ رافعاً واثبتہ
 کچھ نہیں زیادہ لیکن یہ بری اپنی ذات سے ہے جب تک
 شریعی ہے۔
 (الغیر لؤد پاجہ ۲۵)

مشہور محقق اور صاحب قلم عالم ابو محمد زہرہ مصری کہتے ہیں کہ
 ان الکلمہ بالریحان اعیان و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور و احتیال النصارا فی
 اللہ علیہ وسلم مشہور و احتیال النصارا فی
 اجماعہم ثابت اذ لیسوا بمعصومین عن
 الخطا لا راجعینہ حیثہ - و عصر -
 آریضہ، مثلاً طبع مصر از محمد الجوزہ (۲۵)

حضرت حیات بن مند کی برہ کے موقع پر شے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند
 فرما کر قبول فرمایا تھی (مسندک ج ۳ ص ۲۵۴)
 اور حضرت مخیر بن شعبہ جب مناسب لڑنے کے تھے چنانچہ لوگ ان کو غیرہ الرالی کہتے
 تھے۔ (مسندک ج ۳ ص ۲۵۴)

الغرض غیر مخصوص مسائل میں حضرات صحابہ کرام نے جہاں شے اور اجتہاد سے کام لیا
 ہے اگر دن کو جمع کیا جائے تو اجماعاً صادقاً و قریباً ہو سکتا ہے، اگر ہمارا مقصد وراثی اور ہائون
 کا استنباط نہیں، ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ قرآن و حدیث اور
 اجماعی مسائل کے بعد شے اور قیاس کی کام لینا خود مرفوعہ اور صحیح حدیث اور حضرت صحابہ کرام کے اہل
 سے ثابت ہے اور جو اہل سنت بھی اس کی قائل ہے، پھر شے اور قیاس کی خدمت اور اہل اہل سنت
 اور صاحب قیاس کی طرف سے قائل ہو سکتا ہے؟
 جواب صاحب کلمتہ کے یہ ہے کہ:-

مختلفہ حد قیاس شرعی است، محمود از صحابہ
 و تابعین و فضلاء و متکلمین، بآن رفتہ کہ اصلی از
 اصول شریعت است، استدلالی و سبب و دلیل
 بر احکام و حدود، بموجب قیاس و ہر انکارش کردہ اندہ
 قیاس شرعی کے بانیہ مختلفہ ہے، محمود صحابہ کرام
 تابعین و متکلمین از طریقہ کہتے ہیں کہ قیاس اصول
 شریعت میں ایک اصل ہے جو احکام و احکامات سے
 تعلق رکھتے ہیں، ان میں قیاس صحیح و غلط ہے

ہر (علاقۃ الشیخوۃ ملکہ)

اور (علاقۃ ہر اس کا آواز کرتے ہیں۔

اور آپ صاحب قیاس کے محبت شہ علی جو سنہ کے قدرت و شرفی الاثنیٰ پر کرم کرتے تھے
کھتے ہیں کہ :-

مردانہ صحت صحیح برقیاس نذر کلا قطعی است
وزاد آمدن کاٹنی ابن عبد ربہ غنہ نیست لغت
عدمیان لغت، مصداق و سراجی قدرت و
لفظ قیاس در ترجمہ و شہادت اور حکام ملکہ
نذر کلا کہ در ہم روز لفظی کن کوید ۵۱
اہل بیتہ انشاء ملکہ

اور قیاس پر حق و دلیل کی ولایت اور ملک
قطعی ہے اور عقلمند کو ملک کے نذر کلا قطعی ہے اور
عبد ربہ غنہ میں کہ شہادت کے غنہ، و تمام ان
سنت میں اس اصحاب کی کوئی غنہ نہیں کہ تو یہ
یعنی حقا کہ ان قیاس میں جو سنہ اور انکو میں قیاس
جو سنہ سنہ اور نذر کلا کہ بری و درون و برقیاس
کی لفظی کرتے ہیں۔

مشترکہ غیر مقلد اور صاحب فکر عالم حضرت مولانا محمد طیف صاحب نے فرمائی کہ :-
جہاں تک ان مسائل کو تعلق ہے جس کے بارے میں کوئی متعین نص موجود نہیں
ہے تو جہاں کسی اختلاف کے کہ جہاں ممکن ہے کہ قیاس و سنت کی ایک اور تالیف
مستحبہ :- مسئلہ اجتہاد ملکہ

ان تمام علم قدرت اور اعتبارات سے یہ امر آفتاب غیرت کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ غیر
مستعمل مسائل میں قرآن و حدیث و اجماع کے بعد اختلاف صحابہ کرام، تابعین، مقلد و ائمہ، ایک
نہایت اور عقیدہ زور و حزم اور غیرت کے نذر کلا قیاس میں شہادت کی غنہ، و توبہ و غیرہ حق کے
بنیہ ہی مسائل کے علاوہ اس سے اختلاف و شہادت صحابہ کرام اور بعد اہل سنت کا حق و سنت
ہے، ان صحت واد ثبوت میں انصاف ہی اور اس قسم کے کچھ حضرات کا اس میں اختلاف ہے مگر حرم
نعت کے قول سنہ کہ مقلد میں ان کے اس لئے کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے؟ اور ان میں
کی دنیا میں اس کو کوئی اثر ہو سکتا ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی قیاس کے قائل تھے؟

یہ باطلی ٹیکہ ہے کہ نہایت اہم کو غیرت قیاس و اجتہاد اور اعتبارات سے کام لیتے

اللہ والاثار الصالح عمنہ الی فثبت فی
البدنی الثقات عن شذات فان لواءہ
تبقول اصحابہ الخذ بقول من شذت ما
اف انتمی الاموالی ابراہیم و لشعب و الحسن
و عطاء فاجتہد کما اجتہدوا
(مناقب ابی حنیفہ ص ۷۷ معرلہ حبلی)
حکم شذت تو شذت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ انہ صیر علیہ کریموں کو شذت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہو علیہ کریموں کے ہوں انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں
ہو علیہ کریموں کے ہوں انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں
جس کو شذت کریموں سے کریموں اور جب کریم
کریموں شذت کریموں سے کریموں اور جب کریم
سے بھی جڑت کریموں میں بھی جڑت کریموں

امام عبد الوہاب شریف و امام ابن ماجہ کی روایت ہے کہ
تیس سال کے ارشاد فرمایا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالی ہو انی فعلی الراس والحقین و معہ
عن اصحابہ تفرق ما ملحد عن غیرہم
بجیل و حق و جلیل و صیرہم جو اصل و حق و جلیل و صیرہم
و غیرت کمان و صیرہم جو اصل و حق و جلیل و صیرہم
کہ جو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہو میرے ہاں ہاں آپ پر قرآن ہوں تو
دوسرے اور شذت کریموں کے ہوں انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں
سے انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں
کہہ لیتے ہیں اور اگر غیر شذت کریموں سے کریموں
ہرج کے ارشاد فرمایا ہے

مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضرت امام صاحب بھی بالاتفاق روایت کے اعتبار سے انہ
ہیں اس لحاظ سے کہ حدیث کے ساتھ ان کی تفسیر و تفسیر میں ہر امت اور صحابی اور حدیث کے
کوئی قاضی انکا ہر امت نہیں ہے اور ہم جلیل و حق و جلیل و صیرہم جو اصل و حق و جلیل و صیرہم
ہے اور ساتھ انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں
ابو حمزہ و الشریک کا بیان ہے کہ

منعت ابی حنیفہ یقول فلیحدنا اعدیت
عن المتبع صلی اللہ علیہ وسلم لغتایہ و اف
جاء عن النعمانیہ فلیحدنا و فاجاء عن
میں نے امام ابو حنیفہ سے سنت اعدیت سے فرمایا کہ
جب ہم سے پاس آنے لگے تو انہ صیر علیہ کریموں کے ہوں
کہہ لیتے ہیں اور اگر غیر شذت کریموں سے کریموں

التابعین زحمنا بعدہ والافتقار علیہما طبع
حضرت صاحب شہ کے اقوال آتے ہیں تو اس میں سے کسی کو
عمر بن عبدالمطلب نے لفظ لہ و تبعہ علیہما
منہ والیواہرہ فیغنیہ ۲ ص ۲۹۱
۱۱ حضرت علامہ علی بن القاضی اہم صاحب کے اقوال ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ:-

ما جاء عن الله ورسوله لا نقبها وزعمنا وما
اختلف فيه المتأبئة باختلافه ومطابقه عن
غيرهم لفظاً فانه ترك (دلیل الحمد مصری ص ۲۸۳)
جو حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ہیں سچے سچے تو ہم اس سے بخلاف نہیں کرتے
اور جس چیز میں حضرت صاحب کا اختلاف ہوتا ہے
تو ہم ان کے اقوال میں سے کسی کو نہیں لیتے ہیں بلکہ غیر کے
اقوال کو لیتے ہیں اور چھوڑتے ہیں۔

۱۲ مرقی احمد بن حنبل نے اہم صاحب کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:-

ما جاء نفعاً الاعتصام بفعلي الناس والعين
ومطابقه نافعاً التابعين فهم رجال
نفع بحال رجساح السعاده ۲ ص ۲۹۱
جو چیز جو اسے اس حضرت صاحب سے پہنچتی ہے
اس کو ہم ہمہ اندازاً نقل کر سکتے ہیں اور جو اس سے
آتا ہے وہ سب کو بھی مردود نہیں کر رہیں۔

۱۳ امام ابن جریر نے اس قول علی بن القاضی ان کا یہ قول بھی نقل کرتے ہیں کہ:-

ليس لاحد ان يقول برأيه مع كتاب الله
فعلی و مع سنة رسول الله صلی اللہ علیہ
وسلم و مع ما اجمع علیه الصحابة و التابعين
منه والفظله وفي لفظ القاضی او يجمع عن
أئمة ذیل انبواہوہ ۲ ص ۲۹۱
کسی شخص کو کہن لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا کوئی حق حاصل نہیں اور اسی طرح جس چیز
پر حضرت صاحب کا اور ائمہ کا اجماع والی چیز ہو
اس کے مقابلہ میں کسی کو شے پیش کرنے کا حق
نہیں ہے۔

۱۴ ان تمام واضح اور روشن اقتباسات سے آفتاب نصرت اللہ کی طرح یہ بات آشکارا
ہو گئی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے تو کتاب و سنت اور اقوال حضرات صحابہؓ کے بغیر
کچھ اور نہ منکر بلکہ صاف طور پر دو کچھ اعتقادات ہیں کہ میں اس وقت اپنی رائے اور
قیاس سے کام لیتا ہوں جب قرآن و حدیث اور اقوال حضرات صحابہؓ میں ایسی چیز ہو جس پر میں اپنی رائے

نہیں اتنی سب اہل علم ہیں انصاف سے فرمایں کہ ایسے موقع پر محدث کا اہل فقیر روزانہ در عالم ربانی کو یاد کرنا چاہیئے تھا، آپ کی کچھ عافیت اور روزانہ غمناکی میں خاموش ہو کر جہتِ ہدایت سے آواز پائی غدا اور بصیرت، علمی تفوق اور فقیہ بصیرت کے تحت با کمال مسکن اور نازل کن سختی صحیحہ کی چاہیئے تھی؟ اور اگر انہوں نے وقت کی اس اہم ضرورت کو جاننے، غن قدر و اہمیت سے حاصل کر کے، نسبت مہجور پر احسان کیلئے تو اس کی وجہ سے کیا وہ دو تہیں کے مستحق ہیں نہ باعثِ تخریب ہیں؟

۱۔ ایک عالم جسے جہاں نے خرچِ تعلیم کی کیا

۲۔ ایک شخص جو اعلیٰ مقام کی پرکوشش میں رہا

اہم مصروفیت کے ذریعہ میں بعض کمزور و متعصب لوگوں نے ان کو تنہا پر عمل کرنے کی وجہ سے نعرہ دیا تھا جس کا بوسب اہم مصروفیت سے یوں دیا کہ:

حسب اللہ اس یقوم انی باقر علیہ السلام

لما اشرقت الخیرات الحسناء و تہیض

العصیۃ حث و تبعہ ہوا خیرہ و مملک

حضرت عبداللہ بن المبارک فرمایا کرتے تھے کہ:

لا نقہوا انی ابو حنیفۃ یعدہ اللہ تعالیٰ

لشکن ثلوثہ تفسیر و تفسیر

قرآن کہ وہ حدیث کی تفسیر ہے۔

ذلیل خواہیو، عذرت

اور عبد اللہ بن مبارک نے ہی فرماتے ہیں کہ:

لیکن تفسیر عبد اللہ بن مبارک و انی

ما یضربہ حدیث و مع بیان تعدد

تفسیر میں عہد ہو۔

اگر عہدہ الامام کی اپنی سند کے ساتھ امام عبد اللہ بن المبارک سے متصل کرتے ہیں

انہوں نے فرمایا کہ:

میکہ ہا، لہذا ائمہ متقدمین ابی حنیفہؒ حدیثہ و اشہ کا لینا تقریباً مذہبہ لیکن اثر کے لیے
 فیہ معروف بہ تاویل النہیث و معنی ۱۵۰
 اہم ابو حنیفہؒ کی ضرورت سے تاکہ ان کی حدیثیں
 نہ تاقب موافق نہ ہوتی
 اور علامہ طیبہؒ بعد از ان دینی سند کے ساتھ امام عبد اللہ بن المسیبارؒ سے روایت کیے
 ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ :

ان حلال الاشیء معروف و احیاء ان طرائف
 فرائی مائلت و سنیات والی حنیفہ و ابو حنیفہؒ
 حنیفہ و اذہم فطنتہ و مفرہمہ علی الفقہ
 و عمر فقہ الثلثۃ اہ
 اگر ائمہ حدیث معروف ہو اور اس میں سے کسی کو
 پیش کرتے تو امام ہونے کے لیے اہم مسنیب
 اور اہم ابو حنیفہؒ کی رائے کو ملحوظ رکھنا چاہیے
 اور ابو حنیفہؒ ان مسنیب میں سے کسی کو نہ کہلے
 دیکھ لے ۱۲۰ مقتدا

یہ رائے گہبی تو حدیث کے متعلق کے مطابق ہوتی ہے۔ لیکن کسی مفسر کے موافق۔ اگر
 حدیث سے اس پر استدلال کا کسی نے اندازہ لگایا ہو تو وہ حضرت امیر المؤمنینؑ کی حدیث
 اور بخاریؒ کی صحیح بخاری کے بابوں و تراجم سے لگا سکتا ہے کہ بعض مقامات میں حافظہ دنیا
 اور ابن حجر عسقلانیؒ جیسے اہل علم حدیث و فقہ بھی حدیث اور تراجم الباسط کی تحقیق کر نہیں سکتے۔ ان
 کے مشورہ رہ چکے ہیں۔ اور جو چیز پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ اس کو نہ ظاہری طور پر دعویٰ کر دینا
 کی مصلحت نظر نہیں آتی۔ مگر شایستگی و ایک جہتی سے کام لینا یہ ہے کہ موافق ضرورت سے ایسی
 رائے کو نگاہ سے کہ فقہ انصاریؒ کی اولوب والہ ہجہ۔

انسانی ناموفق کی راستہ کو اگر کوئی ایسی ہی دقیق اور با یک نغص دلیل نصرت امام ابو حنیفہؒ
 کسی حدیث سے استنباط کرے تو اس پر حجت ہو کہ وہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث کے خلاف ہے۔ لیکن
 اور علیٰ ترکش اس مقام میں ترجیح سے بالکل خالی ہو جائے گی اور بالکل خالی اور وہ علم کا کام نہیں رہتا۔ لیکن
 اور مصلحتوں میں اپنے گناہ سے اور جی بڑھانے کے واسطے ان کوئی باتیں کہہ گزرتے ہیں۔

مشورہ مذکورہ علی بن خشرمؒ نے اس کو اس کے ساتھ کہہ دیا کہ اس کا بیان ہے کہ
 کئی جہس صحابہ بن عیسیٰؒ تھا لیا
 امام ابو حنیفہؒ بن عیسیٰؒ کی مجلس میں تھے۔ ان کے

ہذا الذی نحن فیہ لای نؤخِّرُ نعتہ علیہ
 وولا نقولہ یحب علی احد قلوبہ بکراہیۃ
 فمن عطف عنہ شیعۃ احسن منه فلیات
 بہ ۱۰ (الانتقاد ص ۱۷۰ الفطیۃ الخیرات
 یہ جو ہم نے عقیدہ کی سبب سے بہت ہم اس پر کسی
 کو مجبور نہیں کرتے اور نہ کہتے ہیں کہ بکراہت اس
 کو قبول کرنا کسی پر واجب ہے، اگر کسی کے پاس اس
 سے بہتر شے ہو کر وہ اس کو مانے۔
 المسان س ۱)

علاؤ خطیب بغدادیؒ انہر صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ:
 ہذا الذی وھو احسن مافہ رنا علیہ فمن
 جادنا باحسن من قولنا فھو اذنی بالتصائب
 منا۔ (ماویج بغداد ص ۲ س ۲۵)
 یہ وہ اچھی شے ہے جس پر ہر قادر ہو سکے جس پر اور
 جو شخص بہت سے قول سے بہتر قبول کرے اس کے
 قول سے بہتر قول سے زیادہ اہل اور بہت درست
 ہوگا۔

اور امام شافعیؒ ان سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ:
 وکان اذا افشھا یقول ہذا انی لابی حنیفۃ
 وھو احسن مافہ رنا علیہ فمن جادنا
 عنہ فھو اذنی بالتصائب ۱۰
 جب وہ فتویٰ دیا کرتے تھے تو صاف دہاتے تھے
 کہ یہ ابو حنیفہؒ کی شے ہے جس پر ہم لوگوں کے ساتھ
 قادر ہوئے ہیں جو شخص اس سے بہتر شے پیش کرے
 تو اس کی شے زیادہ قابل قدر ہوگی۔
 (میتان برامق طبع مصر)

افلا نہ کیجئے اس بے لغیٰ مورق وضع کا کہ اپنی شے کے سامنے کسی کو مجبور نہیں کرتے اور
 شافعیؒ کی شے بکراہت کسی کے گھر میں مرمیٰ چاہتے ہیں، یا زید جہہ تقدیر کیا نصبت اہمت
 سے زیادہ حضرت سے ہر دور میں ان کی شے کو محض اس لیے قبول کیا ہے کہ حضرات اہل
 کرام کے بعد پوری اہمت میں ان کی شے سے بہتر شے کسی کی ان کو نظر نہیں آتی یہی وجہ ہے
 کہ چونکہ حضرت بن کر اور غنائم ان کی شے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اس کا پیروی کرتے
 تھے ہیں جیسا کہ یہ اپنے مقام پر حضرت سے۔

ایضا اصل بلا شک، امام صاحب اور آپ کے اصحاب اہل ائمہ ہیں مگر مذکورہ اور قیاسی شے
 کا انہوں نے ہرگز از ملک نہیں کیا اور مذنی نقیب اہل ائمہ کے ہر ان کو موجب تخیض ہوا جو اہل

اہم ترین ماسباط عربی، شیعہ کی بحث میں کر۔

فصل فی بیان ضعف قول من نسب الزمان
للمصیفة فی منہ يقدم لغیر من علق
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ ان هذا الکلام صمد ومن تعصب
عی الزمان ومنه عی ومنه عی ومنه عی
فی مقالہ غافل عن قولہ عی ان الشیخ
وابعد لغیر من عی ان الشیخ
منہ منہ ۱۰

زید بن جلد منہ طبع مصر

اور اس پر چھوٹی بحث کرنے کے بعد آگے لیں اور تمام قرأت میں کر۔

فصل من جدید من قرأه ان الزمان
یفین امیة مع وجود الفکر صمد
المختص من عیة ان الشیخ
عنه فکری انصب ۱۰

زمین و زمان یہ صمد ۱۰

اور پھر آگے رفتہ الزمان کے آیتوں

فأولهم تبیین من عی ان الشیخ
الشریفة الزمان ان عیة الوجود
بن شیعہ یعنی اللہ عنہ خلافت ماضیہ
نہ بعض المتعصبین و ما فکریہ و ما
القیمة من الزمان ذوق عیہ فی الوجد

ان الفاظ میں سے شیعہ پہلے نہیں پڑے اور اس میں سے
جو شایعیت کے فی حق جو بیان ہو سکتا ہے اور جو غلطی
پڑے ہو سکتا ہے۔ لہذا جو بیان ہو سکتا ہے ان کی
حرف نمک کے ساتھ ہیں کہ ان کی ہر فی ہر فی
شعوب کی قیامت کے دن جب کہ وہ ان کے
کلمہ اور نماز ہو۔

۱۰ زمین و زمان یہ صمد ۱۰

تعلقات کی بابت یہ سہجہ کہ امام جو معروف اور آچکے اصحاب کی یہ صفائی پیش کر کے اپنے
 حقیقی نہیں تاکہ نہ کسی تعصب یا سہجہ و سحر جی کا الزام ان پر عائد کر کے ان کی تصریحات کو نظر انداز
 کر دیا جائے بلکہ یہ حضرات شافعی المذاہب میں اور اہل شوافیٰ تو وہ بزرگ ہیں جن کی متحدہ عبارت سے
 مولانا میر صاحب نے کاسرخی اجماع میں اور قوت مندک تقلید سے دشمن دیکھتے رہے اور اس قدر
 واضح کر دیا ہے اور ان کے علم و دیانت پر حقیقی اعتماد کیا ہے۔

یہی امام شوافیؒ باوجود شافعی ہونے کے احناف کے دلائل و براہین کی قوت سے متاثر ہو کر
 یہاں تک پہنچے کہ یہ فرماتے ہیں کہ:-

بما فعل ابن زکریا کے اس قول کی تضعیف میں جب
 یہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دلائل عامہ
 ضعیف ہیں بلکہ میرے جہان آدمیوں سے کہے شک
 میں نے بھلائی تعالیٰ مذہب اربعہ کے دلائل کا علم
 کیا ہے اور خصوصیت سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک
 دلائل کا سب سے ان کے مذہب کو دلائل کے مزید
 و تمام کے ساتھ دیکھا ہے چنانچہ میں نے امام ربیع
 بنیہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائی کہ انصاف اربعہ میں
 طرح اور کتاب شریعہ میں ہیں میں نے علم صاحب
 ان کے ساتھ دیکھا کہ وہ دیکھتے ہیں جو صحیح
 حدیث کو طرف دیکھ میں یا ایسی ضعیف حدیثیں
 ہیں جو کثرت طرق کی وجہ سے یا کچھ کے ساتھ جا
 متی میں اور تین سے دس طرق کے ساتھ ہیں
 جن سے اجتماع ہو کر ہو گا ہے۔

فصل فی تضعیف قول من قال ان ادلة
 مذہب امام ابوحنیفہ ضعیفۃ غلبہ علم
 یا اخی فی طاعت عبد اللہ تعالیٰ ادلة
 مذہب اربعہ لا یجادلہ مذہب الیمام
 ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فی خصمہ بہم
 اعتبار و طاعت علیہ کتب متروک بحادیث
 الہدیۃ لہذا لفظ الزیلعی وغیرہ من کتب الشرح
 ترکیب اولیٰ رضی اللہ عنہ و ادلة مذہب
 ملہین صحیح او حسن و ضعیف کثرت طرق
 حقیقی الحق بالحق او العبرج فی حدیث و احتیاج
 بل من ثلاثة طرق وأكثر فی عشرة اھ
 (میزان بہ ص ۱۷ طبع مصر)

امام شوافیؒ بھی کہتے ہیں کہ:-

وانہ ما ملعن تعالیٰ قول من اھل الہم الا

خیر واحد قیاس پر مقدم ہے۔

فقہ ہنات کثر اللہ بجاہتم کی بیان تک تصریحات موجود ہیں کہ خیر واحد قیاس ہے۔
مقدم ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مستند اور شذول کتاب رد المحتار (مستفاد علامہ علاؤ الدین محمد
بن علی المنہجی الحنفی المتوفی ۸۵۸ھ) اور اس کی شرح رد عماد (مؤلفہ علاؤ الدین محمد حسین
بن علی المنہجی المتوفی ۸۵۸ھ) میں فقہ زمانہ اذات سے یہ تسلیم بیان کیا گیا ہے کہ :-

وَقَدْ عَلِيَ اصحاب الحديث لآية خَلْفَهُ
عَلَيَّ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِي طَلَبِ الْحَدِيثِ خَلْفًا
الْحَقُّ كَانَ فِي طَلَبِهِ اَوْلَى -
اگر کسی شخص نے اصحاب الحدیث پر کوئی چیز ردفت
کی تو شافعی الملک اس میں داخل و بیرون کو اتنا تکلف
حدیث کی طلب نہ کرنا ہو اور عقلی اصحاب الحدیث
کے نحو میں داخل ہے عام اس سے کہ وہ طلب
حدیث میں مصروف ہو یا نہ ہو۔

اور اس کی دلیل اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ :-

لَكُونَهُ يَجِلُّ بِالْمُرْسَلِ وَيَقْتَضِي عَدْلَ الْوَلَدِ
عَلَى الْغَلَبِ مِنْ رُوَاةٍ مَحْتَرَمَةٍ حَقًّا
اس لیے کہ حقیقی مرسل حدیث پر بھی عقلی کتاب ہے
خیر واحد کو عقلی قیاس پر مقدم سمجھنا ہے (لنا وہ
الحدیث کا نقلین بصادق ہے)

اس عبارت سے جہاں مراجعہ کے ساتھ یہ ثابت ہوا کہ خیر واحد قیاس پر مقدم ہے
اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر خلفاء اصحاب الحدیث کا غلط بظاہر ہے تو اس سے خلاف ہی
مزاہدوں کے کیونکہ وہ مرسل حدیث کو بھی تسلیم کرتے ہیں حدیث شافعی الملک مرسل کو تسلیم نہیں
کرتے اور یہ حقیقت ہے کہ تمام اصناف کو مٹنے والے ہی اہل حدیث ہوں گے اگرچہ وہ
طلب حدیث میں مصروف نہ بھی ہوں کیونکہ وہ اشرف سب کو تسلیم کرتے ہیں۔ اہل اگر
شافعی الملک حضرت طلب حدیث میں مشغول ہوں تو اس وجہ سے وہ بھی اصحاب الحدیث
کا مصداق ہو سکتے ہیں اور وقت کے حقدار ہیں۔ مرسل حدیث کے بحث ہونے کے باوجود
میں ہم نے اپنی مسند کتب احسن الکلام میں باحوالہ بحث عرض کر دی ہے وہاں ہی اس کے
مطالعہ کر لیں۔

انتہائی حیرت اور حسرت تہمت کی بات ہے کہ زہد نیکوں کے گرایم اور فقر نے احمدیہ کا لقب دوسروں کے گھروں سے جھین کر اپنے لیے لٹا کر رکھا ہے اور ان کو صاحبِ فقر و غریب و اہلِ حدیث کہنے اور گھنے پر بٹھوتے سے بھی روک دیا ہے۔ پہلے مقام پر اس سس کی بحث آئے گی اے اللہ! لغویہ پر مگر القلوب زہاد اور زہاد زہاد کے ساتھ ساتھ نیز عقیدین کا قصہ سب بھی عراوض پر ہے۔ اہلِ باطن و علم و عزم و عزائم کا یہ ہے جو ہم کہ عقلی معنی حدیث کے محافظ ہیں۔ اس وقت میں اپنے اس کے کراں کو اٹھا کر کہتے ہیں جب کہ اس کے خلاف کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو یہ صرف ان کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے اور میں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبِ الحق نقیہ واجیب اور علامہ کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے تعلیہ واجیب کی مثال دیتے ہیں کہ:

اور میری تعلیق کی نشانی یہ ہے کہ سند کامل میرے کے	ما ساء هذا التقليد ان يكون بحوثاً
قوس پر اس طرح سے مشروط ہے کہ وہ سنت کے خلاف	للمتبع طفاً يوط بكونه موافقاً للسنة
ہو اور سند اسانِ مانت کا مندرجہ ہو۔ جب	فلانيل متفحص عن السنة بعد
اس آئی کے خلاف حدیث ظاہر ہو جائے جو اس	الزمان كان هو في ظاهر حدیث بخلاف قوله
قوس کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کرے۔ اور میں	هذا خذ بهما الحديث ونبه بشار اذنه
میں صرف فقرات اشارہ کیا ہے۔	وبعد الجيد ما كان طبع : هو من

اور تعاقبِ حرام کی بجائے کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اگر میں کہتا ہوں: یہ پہنچے ہوئے اور اس کی حدیث گائے	فان بعض حدیث و استیقن بصحة وند
یقین ہو تو کہتا ہوں: یہ حدیث ہے جو اس کو دیکھنے والے	يقبله لكونه مقبولة بالتقليد
عین کرے گا اس کا ذکر تعقید سے متعلق ہے ترجیح	فهذا اعتقاد فاسد وقول فاسد
ہوگا۔ اور حدیث: اقول بانه انما نقلت عن ائمتنا	ليس فيه شاهد من ائمتنا و تعطل وما
شاعت میں ہے اور دونوں ائمہ میں اس کی	طفاي حد من ائمتنا السابقة لئمتنا
نہیں کرتا۔	فاللک بعقہ الخبیثہ مثلاً

علامہ شافعی لکھتے ہیں کہ:

اذا اذبح نحرہ یث و طمان علی خلاء و خلفت حب
 عمل بالحدیث و یعدون قالہ حدیثہ ۱۰
 یخرج من کونہ خلفہ اہل بہ فقد
 مع حدیثہ قال اذا اذبح نحرہ یث و طمان
 مذهبہ۔ (رشتہی بر امت طبع مصر)

جب حدیث شریعہ بہت پر اور مذہب کے خلاف
 ہو تو حدیث پر عمل کیا جائے اور حدیث پر عمل کرنا اہم
 ہو حدیث کے مذہب پر عمل کرنا کم اہم ہے
 ان کا عقیدہ حق ہو سنت حدیث نہ ہو مگر کوئی کام
 صاحب سنت بھی روایت کے ساتھ نہ ہو بلکہ
 بہت ذرا سن کے فرقہ کہ جب حدیث شریعہ پر تو وہی
 میرا مذہب ہے۔

اور عزت مآثر علی القاری و شافعی کا یہ مذہب نقل کر رہے ہیں کہ۔

ن منہ ہم القوی نقد یہ الحدیث
 تضعیف علی القیاس ان یخرج نحرہ یث و طمان
 الغنیب (مصفیٰ طبع مصر)

شافعی کا قوی مذہب ہے کہ وہ وضعیت حدیث
 کو بھی تضعیف یا پس پشت کر دیتے ہیں۔

حیرت کا مقام ہے کہ حضرات حدیث ضعیف کو بھی قیاس مجتزئ پر مقدم سمجھتے ہوں ہیں
 پر یہ الزام کہ جو عزت ہو سکتی ہے کہ وہ بھی حدیث کو ترک کر دیتے ہوں گے، باقی اگر کسی جنسی
 عائد کے کسی غلط استدلال سے یہ تاثر پیدا ہو گیا ہو تو یہ بھی ہرگز بھی نہیں ہے کہ کوئی صاحب
 جو حضرات مجتہدین کو معصوم و عین الخطا قرار دینے شروع کرے کہ وہ حدیث کو پس پشت کر دیتے ہیں
 ہرگز نہیں ہے اور نہ ایسی خطائیں پر حق مسلک کا وہ اسے کوئی تکرار ہے جیسے اجتہاد اور قیاس
 کی کوئی بہت بڑی چیز ہے۔

ضعیف حدیث بھی کئے پر مقدم ہے۔

مگر وہ حضرات نے حدیث کے بارے میں جو اعتقاد رکھتے ہیں وہ کسی اور نے نہیں کی یہ ایک
 بات ہے کہ اگر ان حضرات میں سے کوئی ایک یا دو کہ حدیث کو پس پشت کر دیتے ہیں ان کی مثال کردہ شیعہ میں
 شدت اور عمل اناری پر گہرے بغض کی جائیگی ہے اور علمی میدان ہے اور اس میں اختلاف و نزاع
 کے ساتھ وہی علم کو انکار نہ کر سکتے کہ اصل حاصل ہے کہ یہ انہیں نہ تو اپنے کے اصحاب نہ حدیث
 حدیث کو بھی قیاس پر مقدم سمجھتے ہیں، چنانچہ وہ ان پر عمل کر سکتے ہیں کہ۔

انہر ذات معلوم کر دیتے الغرض پہلے زبانوں میں ترکسی کے ہاتھ میں غلطی قسم کا آئی رہ جیسا کوئی
 زیادہ مستعد امر نہ تھا اس روشن دہر میں اوجہ دیگر غلطی قسمی کے اسباب کے ساتھ کہ یہ بے شمار
 فروع موجود ہیں اگر کوئی شخص بزرگانی میں نہ کے نظر پاست ملاحظہ کر سکے ہیں اپنی خمد کو ترک نہ کرے
 تو میں نے منتہی بنے اس کو در کیا کہ نہ خستہ نہ اشد تعاقب تمام شکلوں کو تحصیل اور ضلوع محفوظ
 رکھے اس کے بغیر کوئی اس سے نجات ملے ہی نہیں سکتا۔

باب ششم

مقدمہ

بعض مبادیث آثارِ صحابہ اور ان کے اہل علم سے رائے کی آمدت اور قیادت بھی ثابت ہے جس سے حقیقت و شاس متعصب اور غرض پر گونے والے کسی تفصیل کے برسر کی رائے کو مدور و متحرک کرنے کی کامیابی کی اور سادہ لوح عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے اہل علم کی دل بھرنے کی کوشش کی ہے ان اس نامور دانشور کے نزدیک طلب پرستی کی غرض منہ پر کسب و ساز حاصل کرنے کی ہے جا کر کشتن کی ہے اس سے بہت زیادہ نامناسب معلوم ہو گیا ہے کہ ہم اس زمانہ کو بھی قلعے و ضابطہ پیش کر کے اس حقیقت کو بتا دیا کہ اصلیت کے خواہر بہت چہرہ تک پہنچنا دشوار نہ ہے اگرچہ وہ کوئی تیرہ ماہ نہیں ہے۔

نقاب شمع سے ہر جانب شعلہ شمع بھی ہیں
نئے اور پچھلے لائے، حشریں پر نہیں نہیں ہوتا

چاند ایک روایت میں لیں آتے کہ

ومن قال في القرآن غير خلت منقطع
من القرآن من غير حسن

جو نے قرآن کی بے ایمانی کی ہے اسے کفر کا تروہ اور

اور ایک روایت میں فرس آگے کہ ۱۔

من قال فی القرآن یولیه فاصاب غلظۃ
لخطاۃ زکریاؑ و یوسفؑ و ہودؑ و داؤدؑ و عیسیٰؑ
و من قال فی القرآن یولیه فاصاب غلظۃ
اس کی دہشتہ دہشتہ بھی نقل اس نے شدائی ۔
و شدائی ۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰

اس کی سند میں سہیل بن عبد اللہ واقع ہے ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ بخاری ہے ۔ صریح
نظر اس بخاری ہے اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ قرآن کریم کی ایسی تفسیر لا غور قرآن و سنت کی
روح کے تحت ہو اور نری شے سے ہوا اس کے مذہب و انقیاد سے ہوا ہے کیا کلام ہے ؟ نہ اگر
وہ صحیح بھی ہو جائے تو بھی اس کی غلطی وہ غلط ہے کہ نری شے سے اقدام کو ناجائز تھا ۔
ایک روایت اس میں آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے : ہذا قرآن پاک میری کتابت
میں ہے کہ اگر فرقوں میں جہل پڑے تو ان تمام فرقوں میں میری امت کے حق میں فتنہ
کرو و قوم ہو گی ۱۔

یفسون الذی یرید ان یشہم فیصلون العزہ
و یرمون النمل و مست و لہ ۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰
و قال صلی علیہ وسلم انما جمیع الخلق
۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰

اس حدیث کے بارے میں حضرت امام بخاری بن حسین نے فرمایا ہے کہ لا اصل لہ
(اس کی کوئی اصل نہیں ہے) (۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰) حدیث الاعتدال ۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰ و تہذیب
اشہاب ۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰ اور اس کی سند میں بخاری نے واقع ہے جس پر کوئی جرح نہیں لگائی کی جا سکتی
ہے ۔ امام بخاری نے اگرچہ اس کو صحیح علی شرطہما کہا ہے لیکن علامہ ذہبی نے انھیں مسترد کر
دیا ہے ۔ اس روایت کو بخاری نے ذکر کیا ہے اور امام بخاری نے چونکہ مسائل فی الحدیث میں دلائل
اس میں نظر فرماتے ہیں (۱۰۰ ج ۱ ص ۱۰۰) اس میں ان کی اس تصحیح کا کوئی اعتبار نہیں ۔ اس حدیث کے مختلف
طریق جمع کرنے میں بعض دیگر محدثین کی طرح علامہ بخاری نے کم و بیش چار صفات
میں مبسوط بحث کی ہے اور ان میں فیصلہ نہ لگایا ہے کہ ۱۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے ارشاد فرمایا کہ :-

يَا كُفَّهَ الرِّاشِ قَاتِلَهُمْ اَعْمَدُ الشَّقِ اجْتَهَدُ الْحَقَّادِثَ اَنْ يَحْفَظُوا
فَقَالُوا بِالْمَرَّاثِ فَهَضَلُوا وَاحْتَلُوا
ترجمہ: چنانکہ صاحب الراش قاتلہم اعمدہ الشق اجتہد الحق ادیث ان یحفظوہا
فقالوا بالمرراثی فہضلوا و احتلوا۔
۲۷ مرتبہ

اس کی سند میں بخاری بن سعید و یحییٰ بن سعید۔ یہ بھی متفقہ فیہ، اوی سبہ بعض اس کی ترقیق اور
اکثر اس کی تضعیف کرتے ہیں۔ امام بخاری بن سعید ان کو منعیث قرار دیتے ہیں۔ اپنی حدیث
ان سے روایت نہیں کیا کرتے تھے۔ امام احمد ان کو محض بیچ تصور کرتے تھے۔ ابن ماجہ
فرماتے ہیں کہ لایہ تصحیح بدیشہ۔ داؤد و احمدی کہتے ہیں، قوی نہیں، لسانی سے بھی ایک روایت
میں ان کی تضعیف منقول ہے۔ ابن سعد منعیث کہتے ہیں، ابن حبان کہتے ہیں کہ قبیح
الاحتجاج بہ۔ تہذیب التہذیب ص ۱۱۵ (۱۵۷) کہ اس سے احتجاج صحیح نہیں ہے۔

انتہائی حیرت ہے کہ ایسی منعیث و کمزور اور سبیلہ و حدیثوں سے رائے اور اہل السنۃ
کی ترمیم کی جاتی اور اس پر دلائل محکم حاصل کی جاتی ہے اور اپنے مرقع و عمل پر رائے کی اشغال
کرنے کی صحیح حدیثوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

حضرت مسلم بن حنیف (الموتی مشکوٰۃ) فرماتے ہیں کہ :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْهَبُوا إِلَيْكُمْ حُلِيَّ دِينِكُمْ
رَضَائِي بِأَمْرِي وَمَسْلُومِي
ترجمہ: یا ایہا الناس اذہبوا الیکم حلّی دینکم
رضائی بامرّی و مسلومی۔

حضرت امام بخاریؒ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ :-

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ لِي كَيْفَ يَقُولُ مَا لَمْ
يَكُنْ فِي كِتَابِهِ وَلَا سَنَدُهُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ
(بخاری ج ۱ ص ۱۸۷)
اور بن سعید حدیث اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ :-
"امام بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے کو مشہور مجہد کا یہ معنی
سنا کہ وہ کسی شخصے جو میں کو کتب و مشعہ نہ ہو تو ایسے
شخصے پر فتویٰ دینا مناسب نہیں ہے۔"

اور شریح حدیث اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ :-

أَعْلَى فَتَحْلُو فِي أَمْرِ الْبَيْنِ وَالرَّيِّ الْخَبَرِ
تَمَامِينَ كَيْسَ بَانِي مِيْنِ خَالِ شَيْخِي وَجَدِي كَيْسَ بَانِي

الذی فیہ شفاء فی اصلہ من الدین اھ کی عرفت مستند از عقل مذکور

(ہاشم ج ۲ ص ۲۸۸)

اور اب ہمارے لئے پہلے صحیح میں ایک نقل باب اول قائل کیلئے ہے کہ :-

باب مملوئہ من ذم الزانی و نکلت باب کہ جس میں ہے کہ نہ است اور نہ کافہ قائل

القیاس اھ (ج ۱ ص ۱۵۱)

کہتے گا ذکر ہے ۔

شرایع حدیث میں کرتے ہیں کہ :-

ای الذی یکون علی غیر اصل من الکتاب یعنی وہ ملے مذکور ہے جو کتاب مشتمل اور ہمارا

و انکلو لجمع و نما ان انا الذی یکون

کے اصول پر مبنی نہ ہو اور وہ ملے کا ان کے قریب سے

علی اصل من ہذا اثنا ثلثہ ذہب و جمہور

کئی اصل پر مبنی ہو تو وہ چند ہے اور اس کے جمہور

اوجہ ہذا و قولہ و نکلت القیاس ہی الذی

کہتے ہیں اور نکلت قیاس سے کیا قیاس پر ہے جو

لیکون علی ہذا فی اصول نہ ظن و انھن

نہ ظن اصول پر مبنی ہو تو وہ ظن و انھن

یروا القیاس الذی یکون علی ہذا فی اصول

یروا القیاس کے اصول پر مبنی ہو تو وہ اصول

تغیر معلوم و ہو فی اصلہ و انھن

تغیر معلوم و ہو فی اصلہ و انھن

فالقیاس ماحور بہ و انھن لغوہ تعالیٰ

فالقیاس ماحور بہ و انھن لغوہ تعالیٰ

فاجتہد فی ادلی الا بصرف کان حجة

فاجتہد فی ادلی الا بصرف کان حجة

(ہاشم ج ۲ ص ۲۸۸)

حضرت غزالی نے کہا :-

من احدث رأیا لم یس فی صفتہ اللہ و لہ جو نے کوئی نیا خیال نہ کیا تو اللہ کی صفت

تقصیر یہ منہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو

و لعلہ عیدہ ما ہو منہ ذالقی القمق

و لعلہ عیدہ ما ہو منہ ذالقی القمق

(دارالعلوم طبع دمشق)

اس کا کیا حشر ہوگا ؟

حضرت ابن شہیر نے فرمایا کہ تھے کہ یہ لوگ جب تک کہ جنت میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی کوئی حدیث میں بیان کریں تو اس پر عمل کیا کرو۔

وما قالوا به فهدوا في الغشوة۔ اور جو کچھ وہ اپنی رائے سے کہیں تو ہم اس کو ٹھٹھکی میں

وہ داری بہ صحت: بیک دور

اور ایسی ہی مذکور ہوئے سے ائمہ دین گریز کرتے تھے۔ اہم ابن قتیہ فرماتے ہیں کہ اہم بطبعی

اتباع پیغمبر و انصار میں بہت سخت تھے اور دھوکا قیاس رائے سے بہت منع کیا کرتے تھے۔

تداول مختلف الحدیث صحت طبع صحت

حضرت عمر بن عبد العزیز نے حکام کو ایک خط لکھا تھا جس میں یہ بھی تھا کہ :-

لا راي لا حدی کتاب وانما راي ائمة فہا کتب میں کسی کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں صرف رائے

ہم پائے فہ کتب و لہو لہن فہہ ان چیزوں میں قابل اعتبار برائے ہیں کہ کتب اور

سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت رسول اللہ علیہ وسلم سے روایتیں نہ ہوں

ولا راي لا حدی سنۃ سہا رسول اللہ ہر اور سنت رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

اللہ علیہ وسلم و داری بہ صحت طبع و شقا میں کسی کی رائے قابل ماعت ہی نہیں ہے۔

وطبع صحت صحت

ان تمام اقتباسات سے یہ ثابت ہوا کہ ایسی رائے قابل اعتبار نہیں کہ کتب و سنت

سے متصادم ہو جائیں رائے کی بنیاد کتب و سنت اور اہل ائمتہ پر نہ رکھی گئی ہو۔ بخلاف

اس رائے کہ وہ قیاس اور رائے محرم اور مقبول ہے جو ان چیزوں میں سے کسی اصل پر مبنی برادر اس کے

سینے متعدد دلائل موجود ہیں جن میں ایک اجماع و داری کی مذکور حدیث بھی ہے جو تعین حدیث

کے ساتھ ہوا کہ ذکر کر دی گئی ہے۔

حضرت امام ابو جراحہ بن الحسین البیہقی الشافعی دامتوفی ۴۵۴ھ حضرت عزا سے یہ

روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے منبر پر یہ فرمایا کہ سنہ لوگو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم جب رائے قائم کرتے تھے تو چونکہ آپ پر وحی آتی تھی اس لیے آپ کی

رائے حدیث ہوتی تھی لہذا جب بھی رائے توکل اور تکلف ہی بہت آگے اس کی تشریح کر سکتے

ہوئے فرمائے ہیں کہ :-

وَالضَّالُّ اِلٰدِيَهٗ وَشَهِدَ اَعْلٰهٗ اَلْمُرَاقِبِ اَلَّذِي لَا
يَكُوْنُ مَشَاهِدًا يَلْبِصِلُ وَفِي مَعْنٰهٗ وَرِدَ مَلَوْنِ
عَلَيْهٖ وَبَعْنُ غَيْرِ فِي ذِكْرِ الْمُرَاقِبِ فَهٖ رَوِيْعُنْ
اَكْثَرُهُمْ نَجِيْهًا لِلْمُرَاقِبِ فِي غُلُوْمِ مَوْجِعِ النَّصِ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ . رِسْتَن الْمَكْنِيَّ بِمَوْجِعِ طَبِيعِ
وَالْمَوْجِعِ الْمَعَارِفِ صَحِيْحَةً رَّيَّادَةً كُنْ)

اس سے واضح ہے کہ مراب سے مراد ہے جو کسی اصل
کے مشابہ اور اس پر مبنی نہ ہو اور کسی کے معنی میں ہے
جو حضرت خوجہ الدردان کے مژدہ و حجر خداست سے
بیشک خدمت میں وارد ہوا ہے۔ ہم نے اکثر کی یہ عبارت
بیان کر دی ہے کہ جہاں نص نہیں ہوتا وہی ترواں
وہ لکھتے اور اہمیت اسے کم نہیں دیتے۔

حضرت امام چوہچوہی کے اس واضح اور صریح قول سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت وائس سے
شائے کی خدمت کے الفاظ آئے ہوں یا کسی اور سے، اس سے مراد وہ شائے ہے جو سوال الشائے
کتاب و سنت و اجماع ہمت سے میں سے کسی اصل کے مشابہ اور اس پر متفرع نہ ہو اور جہاں
فصل پرچہ نہ ہو وہی مقام پر شائے واجبہ ہوتے کام ہیں، اکثر اہمیت سے ثابت ہے۔ حضرت علی
سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قاضی تین قسم کے ہیں: ایک جنت میں ہو گا اور وہ ایسا
قاضی ہو گا جو حق کو پسپا کرنے اور اس کے طابع اس کا ہتھکڑا عاقل ہو، اور وہ دوسرے میں جہاں ملے گا،
ایک وہ ہے جو خدا حق کے خلاف فیصلہ کرے، اور دوسرا وہ ہے۔

مجتہد سرانیہ فلنظروا

امام چوہچوہی: اس کی تفسیر الزوال علیہ وائس کی مشابہت سے فصل کر کے اس کی یہ تشریح کرتے
ہیں کہ۔

من الغیر و قد بین انما یرئیہ وہو من
غیر اهل ولا اجتہاد فان کان من اهل الاجتہاد
فلخطاۃ انما یسوغ ذلک الاجتہاد رفیع عنہ خطاۃ
اللہ اللہ تعالیٰ بحکمہ التنبی علی اللہ علیہ
وسلم فی حدیث معمر بن ابراہیم و الجا
ہر تیرہ اقریب سنن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱

کہ میرٹ میں شخص کے ہاتھ میں آتا ہے جو اپنی
شائے سے اجتہاد کرتے مگر یہ اجتہاد دستہ نہ ہو اور وہ اصل
از کتاب سے نہ ہو، ایسی چیزیں اجتہاد کہتے جس میں
اجتہاد کی گنجائش ہے تو اس سے انتہاء، لہذا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے عیاں کہ خدمت
عزیز میں امام اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے
خدا انکو راجع ہو جائے گی۔

حضرت عمر فرمیں: (المنزلی سنہ ۳۳۸) کی روایت میں ہے:
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَلْيَجْتَهِدْ قَاصِدًا فَلَهُ : جب قیضہ کرنے والا اجتہاد کرے اور اس کا جہاد
 لِحَدِّانٍ وَإِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَلْيَجْتَهِدْ فَالْخَطَأُ فَلَهُ : دوست نیک تو اس کو دومزد دے جس کا اور اگر اس کے
 جہاد (خاری) نہ ہو تو نہ دے (یعنی اگر جہاد نہ ہو)

حضرت ابوہریرہ کی مرفوع روایت بھی اسی الفاظ کے ساتھ مذکور و کتب اور سنن البکری
 و سنن ابی یوسف میں آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اہل اجتہاد سے نہ ہو اور بدعتیوں کی پیروی
 کرتا ہو تو وہ بھی قصور وار ہو گا۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ کے اہل اجتہاد ہونے کا شاید یہی کوئی گواہ
 معزز نکھر کر رہے۔ دیگر علماء کی شان میں حضرت امام ابوحنیفہ کے جہاد ہونے کی توہینے مقام پر
 مذکور ہیں لیکن غیر متقدمین حضرت کے شیخ اہل حضرت مولانا النذیر زکریا حسین صاحب دہلوی
 (المنزلی سنہ ۳۳۸) جن کی تصریح میں مولانا علی قلی خان نے کافی صفحات لکھے ہیں حضرت امام
 ابوحنیفہ کی تعریف و ان الفاظ سے کہتے ہیں کہ:

أَعَادَنَا سَيِّدَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْأَعْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ : اہم من جلیک سرور ابوحنیفہ نقاشی شد قطعی
 علیہ سَلَامٌ : العفو والعفوان (وعدا الحق من) ان پر عفو و مغفرت کی دعا دعا پر شش ذیل فرمے۔
 اور پھر آگے لیں تو کہہ فرماتے ہیں کہ:

”ان کا جہاد ہونا اور قبیح سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے، ان کے فضائل
 میں مولانا زکریا نے احْكَمَ مَكَدُ عِشَّةِ اللَّهِ أَنْفَاكُمْ زَيْنَتُ بَخْشِ مَرَاتِبِ ان کے
 لیے ہے۔ (معہ انفق من طبع چٹان پر دین لھو و تاج اہل حدیث مستط)

نماز و عمل کے صاحبِ قصیدت غیر متقدم عالم مولوی محمد صادق صاحب دیا گلوٹی لکھتے
 ہیں کہ: خدا کی توفیق اور اس کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا کہ انہیں دُنیا میں
 ہم کو ایک خاص مرتبہ عطا کرے نہ اس کا جہاد بنائے (اسیل رسول ص ۳۳) غیر لکھتے ہیں
 کہ: آپ کے ہم عصر ناخیز مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور جہادوں
 کے سبب آپ امامِ عظیم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ جہاد کے لوگوں نے آپ کے علم کی دولت پائی آپ

کے شاگرد امامت علیہ السلام کے متوال کو پہنچ گئے جن میں امام ابو یوسفؒ، مار جٹہ اور امام فخر رست مشہور ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۳۳) پور کھٹے ہیں کہ سب شے عابد زاهد خدا ترس یعنی پادری کا تھے۔ بل بروقت خوفِ الہی سے لرز رہتا تھا۔ انہوں نے حضور تفریح کرتے تھے اور بہت کم بولتے تھے بڑے سیدِ عالم جندہ افلاک پسند یہ بھی دعوتِ منکر میں تھے۔ غلامِ دہرہ ہر عالم باطن اور فرشتہ خدایہ انسان تھے، انگریزی اور خوب خطِ عرب کی دست میں کوٹ کوٹ کر ہر پہلو اختیار کیا آپ کو شرمی (ایضاً صفحہ ۳۴)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی لہجہ سب اور بنے نظیر کتاب میں، انھیں کا ذکر کرتے ہوئے اس کا اصرار علیٰ پور افعال کیلئے ہے۔

فقد قال لرافضی زاعب المصیح
نعم الى انقلب بالعباس والخذة بالمرائی
فادخلوا في دين الله ما ليسوا به وعرفوا
احكام الشريعة ونحوه و مذهب اربعة
لم تكن في زمن نبي صلى الله عليه وسلم ولا
في زمن الصحابة واهل بيته واولي الصلوة
مع فهم فصول على شرا الفبا ووقوا ان
من قاس ابيس. اه
(سندھج المسند بآ من طبع بفرق مصر)

فصل: یعنی کہ سب سے اہل سنت یہ سب اور
علم، جسے پور میں اور اس میں نے تہذیب کے
دین سے اور چیز و ملک کہی جا رہی ہیں سے نہیں
سمجھتا اور احمق و شرارت کر، بل زاعبہ اور ہمار
تہذیب مانگتے ہیں جو نہ تو تہذیب میں اور تہذیب
و آئینہ سب کے لئے ہیں تھے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے دور میں مانگتے تھے کہ ان کے قیام کی کیا
کیا ہے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ جس نے چاہا
سے قیام کیا ہے۔

کاہن کو امام! اکثر غیر بقائیدین حضرت نے انھیں کے اس پیش کردہ اعتراض کی تقریباً ایک
ایک جزو چالی سب اور پورے رسالوں، کہتے ہیں اور اخباروں میں مختلف تعبیرات اس کو بیان کر
پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس انھیں پچھلے کا جو اس ہر استدلال میں ان کا آیت و سبب نامہ ایک
نہیں دیتے اور اس کو بیان کرتے وقت غور کو غور نظر سے یہ بارگاہِ ذکر و تہذیب میں و عمل کو سب
سے بچتے ہوئے ہیں کہ یہ انہی حضرت کے قدماء سب کا نتیجہ ہے اور جنہوں نے سبھی یہ سبب
پر آمادہ نہیں ہوئے کہ ہم سب یہ پورے ذیل، انھیں کے تھیلے اور پورے سبب سے سبب کی سبب مگر

تہیکہ؟

ہر چند کہ اس سبب کہ خالی سست شاید کہ چٹنگ تختہ باشد
شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے رافضی کے اس اعتراض کی ایک ایک جہر کو لے کر اس
کی دھجیاں خندے آسمانی میں بکھیری ہیں اور اس طرح اس کے بچے کو میرٹے میں کر رافضی
اور اس قسم کے اور مختصر اس کو مدت العمر بھی، فوز کر لکھیں مگر جو کہ یہ ایک بہت طویل بحث
ہے، اس لیے ہم ان کے جوابات میں سے یہاں صرف ایک ہی جواب عرض کرتے ہیں
جو جماعت مدنی کے مطابق ہے۔

الوجه التاسع قوله القضاة تصوع على
القياس يقلل له المجهول والذين يثبتون
القياس قالوا قد ثبتت عن القضاة أنهم
قالوا بالترجي واجتهد الرأي وقاسوا كذا
عنه فعدم ما ذموا من القياس قالوا وحده
القولين جميعاً فالعدم القياس للعراق
للنقص اهـ

اوس جریہ ہے کہ رافضی کا یہ کہ حضرت صاحب کرم
نے ترک قیاس کی کیا کہ ہے، اس کے
جواب میں یہ کہنا چاہئے گا کہ جو رافضیوں کو
مہمت کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ صاحب کرم
اولیٰ انہی اور اجتہاد و قیاس میں ثابت ہے
جس طرح کہ اُس سے قیاس کی مذمت ثابت ہے
اور حضرت صاحب کرم کے یہ دونوں قول صحیح ہیں
لی سے جس قیاس کی مذمت آئی ہے وہ ایسا قیاس
چھوٹا ہے کہ اس میں جو رافضیوں کو اس پر دہ ہے جو
نص کے مطابق ہے۔

شیخ الاسلام کی اس صریح حدیث ثابت ہو کہ صحابہ کرام اور تبعہ و ائمتہ نے د
اجتہاد اور قیاس کے قائل تھے اور جس قیاس کی مذمت کو ذکر آیا ہے وہ ایسا قیاس اور نہ
ہے جو نص کے مقابلہ اور معاشرہ میں ہو اور اس کے مراد ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا
ہے؟ اور مذمت محمد یہ میں ایسے مراد قیاس کا قائل کون ہے؟ یہ ایک بات ہے کہ ظہیر متذہب
حضرات کو مقتضی کی عینک استعمال کر کے رافضی کی طرح کچھ کا کچھ نظر آئے اور اہل اربعہ
مذہب کے متبعین کو یہی عزم کرنا چاہئے مگر اس سے پہلے حق کا کیا نقصانی؟

تجھے کیوں ٹکڑے سے محلِ دل صد چاک نہیں کی

تو اپنے پیرِ زین کے چاک تو سپہنے رفو کرے

ملازمہ برائے برین علی (تحتی) (الفتویٰ مشکوٰۃ) لکھتے ہیں کہ :-

قامی اہل سنت کے لیے ہر حال سے اہل اجتہاد و تکلم

یہ کیا ہے کہ وہ اپنے قرآن و سنت سے نص

سورہ برائے برین ہی قرار دے چھوڑتے اور ائمہ

کا شوالہ اہم و کثرت اور اہل سنت و جماعت کے خلاف

ہندسہ بن جبریل اور ابو نعیمہ وغیرہ اور ائمہ کی ہر جہلی

پرکھتی وہ ان پر برہنہ کرتے ہیں مثلاً ایک یہ کہ حضرت

عمرؓ نے سنت برائے برین (الاسلامی) کو نکالا اور اس میں

یہ بھی تحریر ہے کہ بادشاہ و نواز کو پیش نظر رکھ کر برہنہ

کئے سے اہل اجتہاد کو ان پر قیاس کرو۔

و بکل حال يجوز حجب الزايف للقاضي و

انقضی ذلک و بعد فی الحدیث نص من الکتاب

والسنة بقول جهاہیر الشیخ (ذاتہ الفتاویٰ)

کہ حدیث و السنن و التوثیق و الیٰ حنیفہ

و المتحدی و احسن بن حنیبل و ابی عبدہ و غیر

و استدلوا علی ذلک و مثل کتاب عبد

الہی بل موصیٰ لا شریک و غیرہ اہل حدیث و شعبہ

و النظار و فی الامور ویراثہ

مختصر الفتاویٰ المصریہ ص ۱۵ طبع مصر

امام ہر ائمہ پر برہنہ بن محمد الشافعی (الفتویٰ مشکوٰۃ) اپنی تحقیق کے تب میں حضرت عمرؓ کی حسن

برہنہ و مسرت اور ہر شاعرین عذو و غیرہ سے چند کلام کی خدمت میں نقل کر کے ان کے خلاف

تھے کہ :-

یہ اور اس قسم کے رجحان اور اس بات کی برہنہ لکھتے

ہیں کہ نظر عقل یعنی قیاس کو ائمہ سے منکر اللہ علیہ

و کبر و کبر کی علامت پر مبنی کہ تاہم وہ ہے وہ علماء

کی ایک جماعت کی جہت سے کہ ان کے دماغ میں جن آدم

مذہب کا ذکر کیا ہے وہ ہے تاہم میں جو برہنہ

و اعتدالی کے ایک یہ گھر لکھتے ہیں یہی ہے جہم

و غیرہ اہل کلام کی غلطیوں سے اپنے قیاس سے

کو رد و حدیث کے لیے استعمال کیا ہے۔

فہذہ الآثار و اشبابھا شیعہ الیٰ ذم

ایشیٰ بخیر العقل علی آثار الشیخ علی اللہ

علیہ و سلم و ذہب جماعۃ من العلماء

الیٰ ان المساد بالآخر المسدود فی ہذہ

البحر البدع الخدشۃ فی الاعتقاد کفرانی

جہم و غیرہ من اہل الکلام و انہم

قوم استعموا قیاسہم و انہم فی

رد المحتار و بٹ۔

پھر آگے بحث کرتے ہوئے یوں ار قلم فرماتے ہیں کہ :-

وہو والسنن فی ذلک حلقہ میں پنہام و
قیاسہم اھ

دیاستہ ۔

اور قیاس مذکور کی اور کئی صورتیں اور محال بیان کھٹنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ :-

تجميع ذلک راجع الی معنی واحد و هو
اعمال النظر والعقلی مع طرح السنن اھ
قصداً و غلطاً و جهةً و لا تراى الا عارض
السنۃ فهو مباحۃ ضلالتہ ۔
والاعتصام بھ من ذلک امر صحتہ و طبع مصر

ان عبارت سے معلوم ہوا کہ ایسی باتیں و قیاس جو سنن کے رد اور محاذ پر ہیں وہ
مردود ہے اور ضرر صا و ہٹانے و قیاس جو عقائد پر عیس کے اثبات کے لیے ہو اور اساریت
کو رد و خوار و اعتبار نہ سمجھا گیا ہو ۔ انھیں جس حضرات سے ہٹانے کی مذمت آئی ہے تو علماء اسلام
ان کے اقوال سے کسی مذموم ہٹانے مراد لیتے ہیں ۔ باقی م شروع اور محمود و مقبول ہٹانے کو رد و ترک
کن (جو قرآن و حدیث اور اجماع امت سے حاصل ہو اور نص کے مقابلہ میں نہ ہو اور اپنی باتیں
والا بتا دینے کے قائم کی ہو) خود بدعت ہے ۔ چنانچہ علامہ الشافعی ہی عہدی مغربی کی تردید
کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

مھان من وانیہ شرح الرئی و التبع ہذا
الظاهریۃ قال العلماء و ہو مباحۃ ظہرت
فی الشریعۃ بعد الماتین الہ
والاعتصام بھ من ذلک

یہی بات کیا نکل آئی ! آج تو کہنے لگے اہل السنن کو بدعتی کہتے ہیں اور مولانا صاحب
دعوت نے اس پر خوب دل کھول کر نہ ہر انگ لگایا ہے ۔ مگر یہاں تو بات یہ نکلی کہ غیر مخصوص امور

میں حضرات صحابہ کرام سے ملے کر دوسری صدی تک شیعہ پر عمل ہوا۔ یہاں
دوسری صدی کے بعد اہل الظاہر نے شریعت میں یہ بدعت نکالی کہ شیعہ پر عمل نہیں کرنا
مہذبیت اور دوسروں کو بدعتی قرار دینے والے خود بھی بدعتی فتنہ پائے۔ شاید اسے ہی ارتق کے
لیے کہا گیا ہے کہ یہ

الجماعۃ سے پاؤں پار کا رخصتہ دانا میں

لو آپ اپنے دم میں مصیب و آگیا

غیر متقدمین حضرات نے تشدید کو بدعتی صدی کی بدعت کہتے ہیں مگر یہاں غیرے ترک
ہٹنے دوسری صدی کی بدعت نہیں۔

حافظ ابو عمر بن عبد البر حضرت معاذ کی حدیث نقل کر کے اور اس کی تفسیر کر کے پھر
کہتے ہیں کہ :-

وسائر الفقہاء قالوا فی هذا القول وما	تقدم تقدم كما ينبغي كونه في بدعت من بدعت
كان مثله في ذم القياس انه القياس على	ان كنهه انما هو ان يثبت ان القياس كنهه قد وثقه
غيره اصل والقول في دين الله بالظن و	من جو اصل بدعتی (مستخرج) نہ جو اور بعض اہل سے
ان القياس على الاصول والحكم للشيء بحكم	الشيء قد حث على من كان في بدعت لہی جو اصل
نظيره فنه اما لا يثبت فيه من التلوث	وہ قیاس جو اصول پر مبنی ہو اور کسی چیز پر
وبالحج بين العلم وقضلم في صحت	اس کی مشن کو دیکھ کر اس پر علم کیا گیا ہو اور اس
	کے جو بدعتی بدعت میں سے کسی ایک نے بدعت

نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہو کہ شیخ الاسلام ابو عمر بن عبد البر کے بعد تک بدعت میں قیاس کا حکم
کوئی نہیں تھا۔ اس مقام پر بدعت سے مراد وہ حضرات ہیں جو اہل سنت میں داخل ہیں اہل
الظاہر نے دوسری صدی کے بعد یہ بدعت نکالی ہے کہ شیعہ اور قیاس جو تفصیل کوئی
حقیقت نہیں رکھتی، اور نیز وہ کہتے ہیں کہ :-

فما انت طائفة الرائی المذموم هو الحج ایک طائفہ نے یہ بھی کہہ دیا کہ شیعہ بدعت

الخالفه الحسنی فی الاعتقاد کرائی الجہم و
سائر مذاہب اہل الکلام لانہم قوم
قیاسیہ ورائعہ فی رد الاحادیث اہ
(ایضاً ص ۱۳۴)
ہے جو اعتقاد کہ سنت میں سخت کے منہ سے
انتخاب کی گئی اور جیسے قسم اور باقی اہل کلام کے لفظیہ
دلوں کی باتیں نہ کرنا شروع نے سادہ گوشت کی مدین اپنے
قیاس و شائے سے کام لیتے۔

نواب صاحب نے بھی شائے باطن اور شائے ظہور کا کافی بحث کی ہے (لاحظہ ہو الجلسۃ
فی الاسوۃ المستتہ بالسنۃ ص ۱۳۴ و ۱۳۵)۔

تاریخین و بحث ضرورت سے زیادہ لمبی ہوتی جا رہی ہے اور ابھی ہم نے نصف لکھا ہے
کچھ اور بھی عرض کر لیتے اس لیے اس بحث کو صرف ایک عالم پر ختم کر کے میں تاکہ مزید بھی کچھ
عرض کر سکیں۔

مشہور منطق و منطق غیر متفقہ عالم خاص شوقی (دہلوی مشہور) شائے ظہور و شوقی کی بحث کرتے
ہوئے اقول کے شائے میں کہتے ہیں کہ وہ

فالعامل بالشرائی فی مسئلۃ الشرع
ان کان تعدد وجود الدلیل فی الکتاب
والسنۃ فقد یخص فیہ الشیء صلی اللہ
علیہ وسلم کما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
لعمادنا لیس قاضیہا لیس لیس فی کتاب
بکتاب اللہ قال فان لم یجد قال لیس
یعنی وہ وحدیث صالحی للاختصاص یہ
کہا اور صحت اذ الٹ فی بحث صفحہ ۱۰
(تفسیر فتح القدیر ص ۱۳۴ طبع مصر)
شریعت کے متعلق میں عمل بالشرائی مقرر ہے یہ
ہو کہ کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہو سکتی نہ
اس میں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اہانت و رخصت دی ہے جیسا کہ آپ کے اس
قرآن سے ثابت کہ جب آپ نے حضرت عائشہ
کو ذمی بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم میں میں میں نہ کرو گے؟
انہوں نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ہم نے آپ کا
اگر کتاب اللہ میں بھی نہ ہے؟ فرماتے ہو گے پھر
میں سنت رسول اللہ پر فی حد کو ان آپ نے فرمایا
کہ اگر سنت میں بھی نہ ہے تو پھر کیا کرے گا؟ فرمایا کہ میں
اپنی بات سے اجتہاد کروں گا اور جو حد میں حد میں
اس کی حد کی ہے کہ یہ حد میں حد میں حد میں

صالح ہے۔

اس تمام سابق پیش کردہ دلائل سے معلوم ہوا کہ جن آثار اور اقوال میں اللہ کی مذمت کا ذکر آتا ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو کتاب و سنت کے مقابلہ میں براہِ دلائل فرقوں کی طرح عقائد باطلہ اور بدعات و غیرہ کے اثبات کے لیے جو جس سے مخصوص کا دل لازم آتا ہے وہ اپنی سنتِ محمدانہ میں علی الخصوص اپنی اُلوہِ السَّماویہ اور احادیث اور علل و دلائل ایسی جیسے کہ ہرگز نہ مل سکتی ہیں، ہاں مجتہدوں سے تاوانِ شرع پر خطائے نزدیک جو جائزے تو دوامیات جن الگ مسئلہ ہے۔ آخر مجتہد مخصوص کو ہرگز نہیں ہے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ

وَمَا مِنْ عَظَائِمَ حَدِيثًا لِمَوْلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَابِتًا عَنْهُ فَإِذَا جَاءَ أَنْ لَا يُؤْخَذَ

ذَلِكَ عِلْمًا بِإِشَارَةِ اللَّهِ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِحُجَّةٍ

وَلَكِنْ قَدْ بَيَّنَّ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فَيَكُونُ لَهُ

قَوْلٌ بِخَالِفِهَا أَوْ نَهْ لِحُجَّةٍ خِلَافِهَا وَقَدْ

يَقْفُلُ الْمَرْءُ بِخَطِئِهِ فِي التَّأْوِيلِ۔

المرسلات مع لوماء الشافعي طبع بولاق

مصر المتخيرة مع الاوامر

اور اگرچہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی کسی بھی حدیث کی مخالفت کریں تو یہاں اسید

دکھ جائے کہ آثار اللہ پر الزام ہرگز بہت نہیں

جو کہنے کا اور کسی اور سے بھی اس کی مخالفت نہیں ہو

سکتی ہے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی سنت سے

مخالفت کرتا ہے اور اس میں اس کی غلطی و دزدی

کرتا ہے جسے مذکورہ علماء نے ایسا کہتے ہیں اور کبھی ایسا

ہوتا ہے کہ ان کی مخالفت کرتا ہے اور ان میں

خطا کرتا ہے۔

اس عبارت میں جہاں اہل سنت کے اپنی مخالفت پیش کی ہے ساتھ ہی واپس ذات

الحدیث فرما کر دوسروں کی مدد فی بھی دو بیان کو لگاتے ہیں کہ جہاں روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وآلہ کی حدیث صحیح کی مخالفت نہ چمکتی ہے اور نہ کسی اور نے کی ہے۔ کسی حدیث

سے غفلت و جهالت یا کسی کی تفسیر یا روایت میں خطا کا سبب ہو گیا یا یہ معاملہ ہی خود ہے

اس کا کون انکار کر سکتا ہے؟ اس لیے سنت کی مذمت کے لیے حوالہ جات سے غلطی صحیح

کرنا اور بدعتیوں کی بدعت و عصب و انانیت کو خاطر میں نہ لانا اور ان کے متعلق نہ لانا

و بیانت کا جتنا زہنگہٹے کے مترادف ہے کیونکہ قدیم و جدید علماء اہل سنت کوئی حلفی اس کو شریک نہیں ہوا کہ نص کے مقابل میں محض رائے کو لے کر فرض کو ٹھکرا دیا ہو۔ حدیث کے مقابل میں اگر کسی نص قرآنی یا کسی دوسری حدیث سے استدلال کیا ہے تو یہ ثابت الگ ہے، اس سے الگ نہیں ہے لیکن یہ استدلال شے سے نہیں بلکہ نص اور حدیث سے ہے۔ ہمارے کاہر نے تصریح کی ہے کہ احادیث صحیحہ کا دیکھنا اور قصص کی تاویل دین کے خلاف ہے چنانچہ حضرت مولانا عثمانی سورۃ کوفت میں راجح باجرح کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

”اور احادیث صحیحہ کا انکار یا قصص کی تزیلات بعید دین کے خلاف ہے۔“ (حاشیہ ص ۱۲۵)

اہم اصولیہ پر محالفت حدیث کا الزام

کسے کو تو یہ بات غلطی، مسائل معلوم ہوتی ہے کہ قائل انہم نے حدیث کی مخالفت اور انکار کیا ہے اور قائل نے اپنی رائے اور نقطہ کو ترجیح دے کر حدیث کو ذکر کیا ہے اور حدیث کے خلاف عمل کیا ہے، مگر جب بحث سے دل کے ساتھ اس کی حیثیت کو دیکھا جائے تو کسی مسئلہ کے خلاف اس کا ثبوت بڑھ چکا نظر آتا ہے کہ انہوں نے بلا کسی غور و فکر کے حدیث کو ترک کیا ہو۔ متعدد ذیل امور پر انصاف سے غور فرمائیں:-

حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری راہ اسی طرح امام ابن العربی المالکی و الشافعی رحمہ اللہ حسن قسم کی حدیث کو مثل استدلال و احتجاج نہیں تصور فرماتے۔ چنانچہ علامہ عاضی شوالیہ اور ثواب صاحب برکات فرماتے ہیں کہ:-

فکذا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر
بما لا یجوز الاحتجاج بما صحیح احد الدلائل العشر

اسل الاصل و یا اصل طبع مصر و الجسد
فی ماسوۃ الخسۃ بالسنۃ مرق

دو حق میں کبھی شامل ہیں۔

عقود صریح میں المدعی الغیر کو کوئی حق (الغیر فی مثلہ) کہتے ہیں کہ:

وعدیۃ بطی المعلوم بہ کو نہ حصیعا مدیعت کے مضمون پر ہونے کے لیے باطل ہوتا ہے
بمطالعہ انتہائیں کہ البتہ انہی و حقوق صحیح ہونے کے شروع نام بخلاف کے بعد اور کسی کے نہیں
لعمدہ عن ردة بل نو فیل خذت لگائی کہ ان کو حق دل مل سے بعد ہے بعد اگر
ما علیہ ولا یون والآخرین لسلخ ذلک کہا بہت کہ ان کو یہ قرائن صدیقین ہوتے ہیں کے
رمح النواہ لان ذلک بالشیخ طبع مصحح دیکھ کے کہ ان کے لیے تو بہت کہنا بھی درست ہے۔

علم حدیث کے سب تہذیب تہذیب نے اور اصول حدیث و طبقات روایت سے آگاہ
حضرات جانتے ہیں کہ سیکڑوں ہی نہیں بلکہ ہزاروں حدیثیں سند کے لحاظ سے حسن ہیں
اور صرف ایک ہزار حسن حدیث تو ہم حتمی تہذیب سے مروی ہے، یہ تہذیب التہذیب جو - مثلاً -
تو کی ایسی تمام احسن قسم کی حدیثیں کتاب حدیث سے چن چن کر ان کی ایک فہرست و ترتیب
کہ دینی چاہیے اور غیر محدثین سے باحوالہ ان کا حسن و بوالغیٰ کرد و بیانیہ ہے اور ہر کتاب اور
رسالوں و اخباروں اور تقریروں میں جو معنی شکل میں یہ مکتوب پر دستگیر شروع کر دیا جائے کہ حدیث
مادر کلامی قرآنی حدیثوں کے متعلق ہیں؟ حاشا و گواہ کہ اس سے کوئی منصف مزاج وہیں اس قسم
معا کرے کہ حدیث امام بخاری کے خلاف کچھ کہنے پر آمادہ ہو جس میں کہے گا کہ چونکہ امام بخاری
جمہور تھے۔ انہوں نے اپنی دیانت اور سوابق سے ایسا کیا ہے۔ اسی طرح اگر حضرت امام
ابو حنیفہ نے روایات کے ہنر میں کوئی غلطی اور کوئی شرط لگائی ہو جس کے تحت ان کی
صورت میں وہ حدیث کو قابل احتیاج و استدلال نہیں سمجھتے تو وہ کیونکر منکر حدیث اور
مخالفت حدیث قرار دیتے جانتے ہیں؟ اور ہم باحوالہ ان کی حدیث کے ہنر میں کوئی
شرطوں کا ذکر نہ کر سکتے ہیں۔ غرض مقتدرین حضرت کو یہ بات ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچنی
چاہیے کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ اور وہ کیوں جماعتی صورت میں اس کو رو
پر لگتا ہے؟ پناہ اور صرف کہہ رہے ہیں؟ اگر ہم بھی ج۔

بچہ اعلیٰ نسبت ہیں پر سب زبان نسیب

حافظ مغرب ابن عبد البر روایت کرتے ہیں کہ:-

عن لیبث بن سعد انه قال احدثت غلۃ
مالک بن انس سبعین مسئلة کتبا
مخالفة لسنة محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال
فیہ بزیہ قبل ولقد کتبت الیہ فی ذلک
قال ابو عمر یس لحد من عند الامامة
یقرئ محمد بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثوبانہ وولاد عاد فیخ علیہ یاشر مسئلہ
ابو جراح ابو جراح عن اصلم الفقیہ
لیہ اوطعن فی مستند ولو فعل ذلک
معد سقطت عدالتہ فذلک عن ابن یحیة
اساما ولزمہ ائمہ لانسق۔
رہایح بیان اعلیٰ وفضلہ پختہ

امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام
مالک بن انس کے نسخہ نسخے کیے تھے جو سب
کے سب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مخالف تھے جن میں مہم و کمات سننے صحت اپنی
ٹھیکے و کمال کی سب اور میں نے ان کو خط کے ذریعہ
اس کی اطلاع بھی دی تھی۔ امام جوہر فرماتے ہیں
کہ عن امت میں سے کسی کو جتنی حدیث سنائی کہ امام
صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر کی کسی صحیح حدیث کہ راستہ اور
پھر اس کو روک دے جس کے رد وہ کسی مسئلے
ہی کے ساتھ اس کے نسخہ ہونے سے
و خلعت کرتے و ابھارتے کسی مسئلے عمل کے ساتھ
جس کی اصل پر عمل واجب ہے اور ان کو روک دے
و اس کی حدیث میں کہتے کہ کوئی ان کو جمع کرے
و اس کے ساتھ اس کی حدیث ساتھ ہو جائے کہ اس کو
اس پر فتنہ کا گناہ لازم ہو جائے گا چہ جائیکہ اس کو
امام قسیم کیا جائے۔

غیر معتدین حضرت امام عبد ربہ بن عبد ربہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام لیث بن سعد جو چوٹی کے
محدثین اور فقیہ ہیں شہرہ رکھتے ہیں اور صحابہ کے مرتبہ کی راوی ہیں۔ ان کا پورا زور ہے ہر مسئلہ
منصوب میں ذکر کرنا ہے کیا فرماتے ہیں کہ ان کے لئے ہے جن میں حضرت امام مالک بن
انس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی سربراہی مخالفت کی ہے اور یہ
بات بھی انہوں نے چھپ کر نہیں رکھی بلکہ امام مالک کے ساتھ انہوں نے اس میں خلل و کان بات
میں کی ہے اور یہ بات بھی غلط و باطل ہے کہ امام لیث بن سعد کے حضرت امام مالک سے کچھ

مذہبے دو سکنہ تعلقات اور ہر ایک میں بھی تھے یہ نہیں کہ انہوں نے محض حمد اور فضل یا تعصب کی وجہ سے ان کے مسائل میں کھڑے نکال کر ان کی تحقیر کرنے کی سعی کی ہے اور انہوں نے ہی دل کی بھڑاس نہ لی ہے۔ (معنا ذالہ) اپنا بچہ عورتوں پر ہی نقل کرتے ہیں کہ :-

عنان یثکب مامک کل سنا جمانہ امام بیٹ بی سنا امام ملک کو سنا دیکھتا ہو شرفی
 وینار وکعب مالک الیہ ان عی و بیٹ علیہ دیکھتے تھے امام ملک کے ان کی طرف کھٹکا
 فحدث الیہ بجمع من مائتہ و سنا کہ مجھ پر قرضہ ہو گیا ہے تو انہوں نے بڑی سزا دیا
 (والتکذہ ہر مائتہ) ان کی بیٹی۔

یہیے دو سنا دہ حوزہ میں یہ وہاں بھی نہیں ہو سکتا کہ اس میں جہد و تعصب کا رونا ہو گیا ہے
 سچا ہے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا جائے کہ حضرت امام مالک کے متعلق مثلاً جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے نہ صرف خلاف ہیں اور پھر ان پر فتویٰ دینا شروع کر دیا جائے
 ہو ناظر مسئلے کے تحت ایک پروگرام تیار کر لیا جائے کہ دُنیا بھر میں حضرت امام مالک کے
 عنایت سنت محمدیہ کی یہی دم لیا جائے گا اور کسی بدعتی کے کہنے سے ہر بدعتی و مکہ و کراکے
 کتاب بھی لکھوائی جائے اور تعصب نہ رہے کے نشتر میں سرشار ہو کر اس کی تصدیقات
 بھی لکھوائی جائیں اور لگے پھاڑ پھانسی کی اشاعت بھی شروع کی جائے۔ غرض کہ یہ تو فیض
 کرنا ہے کہ ان کا پیار ہے یا آہ سرد

اس قدر بھڑکا دیا ہے تو رشتہ ان کا نہیں

کاروان کو اس کا ہوا رہنا صبا آؤ!

صاف ظاہر ہے عبد الباقی تو علمی رنگ میں جواب دے گئے ہیں کہ کوئی امام مردوں کی معجزات
 کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو پوچھتے پر آمادہ نہیں ہوا۔ ہاں
 اس نے کسی حدیث یا احادیث یا قابل اطمینان شکل سے فقہ کا دعویٰ کیا ہو گا یا سند کے اندر
 طعن کیا ہو گا جس کی وجہ سے انہوں نے حدیث ترک کی ہوگی۔ اس چیز کو خود مجتہد ہی جھٹک سکتا
 ہے کوئی دوسرا ان کے دلی کے راز اور عہدہ بھلا کیا وہاں سکتا ہے؟

ظاہر ہے عمر بنے اپنی کتاب مرتب اللہ بنہ میں لکھتے کہ میں نے امام مالک کے

خالف فیہ لکتاب و سنت ۵۰
 ایسے مسائل ہیں اس امر شافعی نے کتاب و سنت
 کی مخالفت کی ہے۔ (حقیقات، لکڑی، ص ۳۳۳)

سنت کی مخالفت کا ذکر قرآن ہی میں آگیا اس کتاب میں ابن عبد الحکم نے ابو شافعیؒ کو
 کتاب اللہ کا مخالفت بھی ظہر کیا ہے۔ کیا ہم ایسا ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی حضرت امام شافعیؒ نے
 کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی ہے؟ (معاذ اللہ)
 یہ کہیں گے کہ تحصیل مذہبی میں اگر ابن عبد الحکم نے یہ غلطی کی ہے تو یا دینا نہ اپنی قوم کے
 موافق انہوں نے حضرت امام شافعیؒ کے مسائل کو کتاب و سنت کے خلاف پایا ہے مگر ان کا
 ایسا بحث و تامل کی دوسرے برابر غلط ہے۔ فسطح اللہ تعالیٰ لعموم فضلہ و کرمہ۔

مذہب تابعی اقتداء سے امام وکیل بن الجراح کو حقیقت اور تاکید کے دائرہ سے غافل کرنے
 کے لیے عجیب قسم کے پانچ بیسے ہیں اور مدنی کی خیر نوکھی قسم کی شجرہ بازی دکھائی ہے یہ
 بحث کو اٹھ اللہ تعالیٰ اپنے معام پر آئے گی کہ امام وکیل بن الجراح مقلد تھے یا غیر مقلد؟ خلی
 تھے یا غیر خلی؟ ایسا ن کا اعتراف اہل خود ان کے پیش لفظ میں نہیں کیے اور پھر اس کو جواب
 بھی دینا غلط کر سکتا ہو گئے ہیں۔

و کیونکہ تاریخ بغداد وغیرہ میں ہے ذکر اب جی ان ابی اسانہ بن سعید و کعب
 بن الجراح لقول اجماع باحیثیۃ خالف ما ترو حدیث عن رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ہوا ثبت کہ جس کتاب میں ذکر ہے کہ ابی اسانہ بن سعید اللہ ابو سعید بن
 کوہ کہتے ہوئے تھا کہ میں نے اپنی نظر میں تم از کم امام ابو حنیفہؒ کو دو سو حدیثیں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکاد کرتے دیکھا ہے۔ فقہ اللہ و شرع علیہم
 کے ساتھ پر حضرت مرزا شمس اللہ عثمانی دیوبندی اس روایت کو نقل کرتے ہیں
 بعد فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں دو سو حدیثیں ہیں کسی ایک ہی حدیث سے
 انکاد کا حوالہ دیتے ہیں و ذکر کیا ہو یا نہ ہو و تاریخ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس مشیہ پر لکھا ہے کہ

و عثمانی صاحب اگر حدیث ابن ابی شیبہؒ کا جزو ابی حنیفہؒ دیکھ لیتے تو یہ

مگر ہم ان کی نصیحت سے صرف نظر بھی کر لیں اور کوئی شے ہمیں تسلیم نہیں کیے گی مگر یہ غلطی ابن حبشہ کی بات ہے
 (ملاحظہ ہو یہاں پامٹ) تب بھی ان کا تعصب خصوصیت سے احناف کے پاس سے
 پیشی و سنی بات نہیں ہے۔ مگر نہ فتح الملہم میں اور نہ درمہ نصیب الزمیر میں ان کے
 تعصب کا خصوصیت سے ذکر موجود ہے۔ وہ تعصب بالبادی و الاطلاق نظر ہر بات ہے کہ
 اپنے تعصب کی بات کیونکر کر لیں ہو گئے؟ امام ابن عبد البر فرماتے ہیں وہ تعصبی ہیں کان یصلح لہما ابی حنیفہ
 (وہ تعصبی ہیں) یعنی امام ساجی "مفتیوں سے چڑھتے تھے۔"

انہم من الدین یبکی الشافعی (المسئلی شککھ) ضابطہ بیان کہتے ہیں کہ:-

بل الصواب عندنا ان من شئت امامتہ	بلکہ درست بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جس
وعدائتہ وکثر ملحدوہ وعضو کومونہ جاحو	کی مصلحت و عدالت ثابت ہو اور اس کی ہر حد
وعدائتہ متلاذ قرینۃ دالۃ علی سبب معوجہ	صفائی یہاں کرنے والے نزدیک اور ان پر جس طرح
من تعصب متعصبی او غیرہ فانما یلتفت	کرتے والے کم ہوں مادہ وہوں کوئی قرینہ بھی موجود
الی المربع فیہ وفعیل فیہ بالعدۃ الہ و لا تسیر	ہو جو عدالت کا ہو کہ جس طرح تعصب خدائی ہو
فقتضیۃ العبدیۃ او اخذت اقتضای المربع حتی	کہ یہ حد سے ہے تو ہم اس کے پاس سے جس طرح
اطلاقہ لعدائتہا احد من الثمۃ افعا	قابل انتکانت نہیں کہیں گے اور ہم ان کو عدالت
من امام الوقت طعن فیہ طاعنون وولایت	یہی کہیں گے۔ ورنہ اگر ہم یہ دوزخ و کھول دیں تو ہم
فیہ ہا لکون احد	جس طرح کوئی الاطلاق مقدم کہیں تو ان کو میں بھگوں
وعلقات انشاء نصیۃ الکعبیۃ ہا لکون طعن	بجائے شک ہے؛ کیونکہ کوئی تمام ایسا نہیں جو میں طعن
	کے لئے دلوں میں طعن نہ کیا ہو یا وہی میں ہلاک نہ
	و اسے ہلاک نہ ہونے چوں

پھر اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

ولکن شری ان لضابط ما نقولہ من ان	لیکن شری ان لضابط ما نقولہ من ان
ثبات العدۃ الہ یلتفت فیہ الی قول من	ثبات العدۃ الہ یلتفت فیہ الی قول من
قتلہ القرائن بانہ متعامل علیہ لاعتصاب	قتلہ القرائن بانہ متعامل علیہ لاعتصاب

لیکن ضابطہ یہ ہے جو ہم کہتے ہیں کہ جس کی
 عدالت ثابت ہو اس کے پاس سے میں اس شخص کی بات
 کاغذی انتکانت ہی نہیں جس سے متعلق تکرار نہ کرتے

ہیئتے ہوں کہ وہ زانیہ و انصاف مذہبی نہیں ہے
و جس سے الزم قورک ہے۔

بن ٹھوس قیاسات سے پیش نظر معتصب مذہب کے تحت کلام کہنے والے ساجی ہوں
یا کوئی اور جو حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں کلام کریں یا کسی اور امام کے بارے میں جن کی امت
و عدالت ثابت ہو چکی ہو اور ان کی صریح و غیر صریح بیان کرنے والے یا وہ امام جن کے بارے
میں کوئی معتصب ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

مثلاً اگر امام ربیع بن الجراح کی سیرت و امت میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے تو اس کا معتصب یہ ہو
سکتا ہے کہ پٹ جب انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ کے مسائل کو بغیر سنیں۔ دیکھ کر عجب ہوئے
عام کی ہوگی۔ مگر جب عقیدت کے ساتھ ان کے جہان کو وہ مل کا جائز کیا ہوگا تو ان کی رائے
جہاں گئی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باوجود حضرت امام ابوحنیفہ کے بیٹے گروہ ہو گئے تھے کہ
انہوں نے ان کی تقلید کو پیش لگے کا عذر بنا لیا تھا اور انہیں کے قول اور رائے پر فتویٰ دیا کرتے
تھے جیسا کہ حافظ مسعودی میں ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اگر واقعی امام ربیع بن الجراح کے نزدیک امام
ابوحنیفہ نے بقول حضرت نایب القیام کم از کم دو تہ حدیث کی مخالفت کی ہوگی تو وہ کبھی ان کی
تقلید نہ کرتے اور نہ ان کی رائے پر فتویٰ دیتے۔ دو تہ حدیث کی مخالفت تو بہت بڑی چیز ہے
ہے۔ اگر انہوں نے امام ابوحنیفہ کسی ایک ہی صحیح اور صحیح حدیث کے مخالفت ہوئے تو بھی یہ صحیح
بن الجراح جیسے بڑے کار حداثہ کبھی ان کی صریح و غیر صریح حدیث دکر نہ ان کی تقلید کرتے۔

وثالث علامہ طایب بغدادی اپنی سند کے ساتھ ابن کثیر رحمہ اللہ بن عثمان بن کثیر التتوی
۲۲۳ھ میں فرماتے ہیں کہ وہ وقت تھے اور ان کا شمار اپنے اپنے صحیح میں ان سے صحیح کیا ہے
بغدادی ۲۲۷ھ میں محدث شافری فرماتے ہیں کہ وہ تھے۔ ابن حبان ان کو قاتل میں لکھتے ہیں جن کا
زبان ان کے چہرہ میں ہے۔ تصنیف التہذیب و التہذیب ۲۲۷ھ سے وزارت کرتے ہیں کہ وہ۔

قال کنا عند ربیع و کثیر یوما فقال یجعل انھما
حبیبہ فقال و کثیر یتقد ابوحنیفہ
یصلی و معہ مثل ابی یوسف و یحضر فی قیامہ
و یشرط فی بنی زائدہ و یحضر من عیالہ
ہم ایک دن و کثیر و مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے
کہا ابوحنیفہ کے خلاف ہے۔ امام و کثیر نے ہلکا ہوا
کیسے فرما کر یہ ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے خلاف ہے
جب کہ ابوحنیفہ سے قیاس و ان کے عذر اور

وہاں ہر منہ میں حفظہ اللہ ہیث و التمسد
 بن معن فی مصنفہ بالخط و العربیہ و دائرہ
 نسخہ و فضیل بن عیاض فی نفعہ ہا و ہر
 من کان ہذا و جہادہ لم یکنہ بخطی لکنہ
 ان لخطا و دہ .

و تاریخ بغداد (ج ۲ ص ۲۴۲)

کی طرف توجہ دیتے .

یہ روایت امام ابن حجر مکیؒ مولیٰ طاش کیزیٰ زکوۃ اور حضرت مولیٰ القاضی فیہی نقل کی
 ہے اور ان کی روایت کے آخر میں یوں ہے کہ :-

و ان خطا و دہ ولی الحق (یعنی روایت الحق)
 بالقرائن الحسنہ مستحقا العداۃ ج ۲
 ص ۵۷ و ذیل انہو صریحہ (ص ۵۷)

علامہ الخوارزمیؒ نے بھی زائغی (مستحقۃ) پر مبنی روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :-
 ثعلب و یحییٰ رحمہ اللہ و الذی یقول
 مثل ہذا کلامہا ہل ہمہ مثل
 و یحییٰ المسند علیہ ص ۱۲ طبع دکن حیدر آباد

موقوف نتائج التفتیش اور ان کے سوا کسی دوسرے ذیل اور پٹنم البیرونی کے ساتھ یہ اقباسات
 برابر پڑھیں اور تصانیف و روایات سے یہ قرآن میں کہ امام و کتب میں الجرح کیا امام ابو حنیفہؒ کے
 مخالف میں یا موافق؟ اور کیا وہ ان کے علوم و روایات پر عمل کو کرتے ہیں یا نہ؟ امام ابو حنیفہؒ
 پر خطا کا الزام عائد کرنے والوں کو روایت انور زینی انہوں نے کیا مطلب وہاں ہے؟ ہم کچھ نہیں
 کہتے خود یہ مصلحتیں ہیں و کلام مال کن .

اشعار بر بیان

ناسب معلوم ہو کہ امام و یحییٰ بن الجرح کے ہیں : لیکن کے ساتھ ایک لفظ ضروری

بحث بھی عرض کر دیں جس کی وجہ سے دیگر غیر متقدمین حضرات کی طرح مولانا مبارکپوری صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اور مفتی نذیر الحق تعالیٰ وغیرہ حضرات کو سامنے غلط فہمی ہوئی ہے۔ ان پر بوقت شریعت و تعلیم، امام دیکھیں، الجرح کو حقیقت کے زمرہ سے خارج کرنے اور امام ابوحنیفہؒ کا محانت، ہمت کے سلسلہ میں ترمذی شریعت (رحمۃ اللہ علیہ) طبع نوکلشور، کی عبادت خالق کر کے قبول کر رہے ہیں۔ ہم انہی کے ترجمہ پر گفتا کرتے ہیں:-

حضرت و کرامۃ اللہ کی حدیث بیان کرتے وقت منہ پایا کرتے تھے کہ اشعار مستقیمہ ثابتہ اور اہل السنۃ کو زوالوں کا قول و فعلت ہے لہذا ان کے قول باطل کا عقیدہ نہیں کرنا چاہیے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہؓ کی مجلس میں موجود تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ تو اشعار کو منہ قرار دیتے ہیں اور منہ ہونے کی دلیں میں ابوہریرہؓ چلنے دارا دستہ کا قول پریش کرتے ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا اس شخص کو جواب میں کہ انتہائی جو شخص غصہ میں فریاضے کرے تو اس سے ناہق و منکر سنت کی، دلی سزا یہ سب کہتے قید کیا جاتا ہے اور جب تک ٹکڑے اس قول و عقیدہ سے قریب نہ کہے تھے قید سے نہ نکالا جلتے۔ وہ منہ کی غلطی سے بطور غور ایک صریح صریح غلطی والہ کار کی مثال اس کے سامنے ہے۔ (مناہج التعلیم ص ۱۰)

مفتی نذیر الحق تعالیٰ اور ان کے منہ ساقیوں کا اس سے اسناد ہالی پختہ و جود مراد ہے۔ اور تو اس میں کہ اس حکایت ہی میں خاصا کھد ہے جس کی مہسوسہ کھٹ علامت حق تعالیٰ نے غلطی والہ کی دلیلی مٹا دی ہے۔

وٹاشیا امام دیکھیں، فرقہ نے اس ساری عبادت میں امام ابوحنیفہؒ کی شان کے خلاف کوئی جگہ سا جگہ ہی استعمال نہیں کیا اور اہل کرم میں صرف امام ابوحنیفہؒ ہی نہیں بلکہ امام محمدؒ و غیرہ جے شہادت شامل ہیں جیسا کہ مولانا مبارکپوری صاحب نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور باحوالہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اور ساقی نے جب حدیث کے خلاف ہوا جرم کا حوالہ دیا تو اس پر حضرت و کرام بن الجرح برہم ہونے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا نام تاؤ نہ پھر بھی نہیں لیا۔ اس لیے اس عبادت کے

منطوق اور نفس کے طور پر امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت عبارت کر ایسی نہیں ہے۔

وفاقات امام غلامیؒ کی صحبت عارفانہ اور محبت اورین خیال شریعت سے اشعار اور ترک اشعار و زوال میں تحریر عقل کی ہے جس سے ثابت ہو آیت کہ ان کے نزدیک یہ عقل نیست بلکہ نہ تھا بلکہ محض باجماعت اور استنباط کے درج میں تھا۔ جو غلط فہمی المبرجہ ص ۱۲ اور محبت امام ابو حنیفہؒ جی منطوق اشعار کے پرکار منکر تھے بلکہ اس مشاعر کے منکر تھے جو ان کے زمانہ میں لوگ ہے متبانی کے ساتھ کیا کہتے تھے چنانچہ علم نسینہب الاحیاء امام غلامیؒ نے اس کی تصدیق کی ہے کہ:

فکان لم یکره الہادیۃ اھل الحدیث والحدیث	امام ابو حنیفہؒ اصل اشعار کو نہ دیتے تھے نیز اشعار
کرہ ما یفعل علی وجہ یحییٰ منہ ہلاک	کر کرہ کہتے تھے جو طے طریق پر کیا جاتا تھا جس سے قادی
الہدین کساریۃ الحدیث و سباع النضج بالثبوت	کے بنو دین کے جو کہ جوئے کا نظام ہوتا تھا حبیب کہ
فالدست اھلب عن العامۃ و من یوہو اھل	نہو ساریت کرنا کہ جو خصوصاً مجتہدین سے زعم کرنا تو
الحدیث ذالکھذا	امام ابو حنیفہؒ نے واقع کے طور پر اس سے منع
المجہولۃ فتح الملک بالحدیث	کیا کہ جو علم میں نہ نہایت نہیں رکھ سکتے تھے۔

اور امام صاحبؒ کا یہی طرز سبب امام ابو حنیفہؒ کی ترویج و الترویج سے کہ وہ علما و متکلفین اور ابن غلامیؒ اور غیرہ جیسے ہی نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ:

ویندعی الرجوع الی ما قال الصحابی فانما	غلامیؒ نے جو کچھ کہتے تھے اسی کی طرف رجوع کرنا
اعلم من غیرہ باقوال اصحابہ	متبعین سے کہہ کر کہ وہ اپنے صحابہؓ کی نقل کر سکتے
رفقہ ہارحیہ سے فتح ملکہ ص ۱۲۱	زیادہ دہشتہ ہیں۔

اور جہت سے مولانا سید ابوالخیرؒ کا صاحبؒ کے مکتوبات ص ۱۲۵ سے لے کر بھی دیکھیں وہی یہ حوالہ نقل کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو حروف الثانی ص ۳)

اشعار کے منکر ہیں۔ جس کے زیادہ سے سے حضرت امام ابو حنیفہؒ پر عائد ابن عثیمؒ نے کی ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے ان کو نقل کر کے انھیں ہی لکھا ہے کہ امام غلامیؒ کے قول کے متعلق کسی کوئی بات تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ باقی یہ کہنا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اشیاء کا حکم کیا ہے، ہاں کہ اگر غیر ملکوت کا ہواں نہیں پیدا ہوا تو غرض شک و شبہ ہی ہے مگر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درگزر صحیح اور صریح روایات ہاتھوں پر لعدنی
کرنے سے منع کرتی ہیں۔ اہل عرب کے پاس اور شاہ بھی فراوان تھے اور وہ سنت کے مطابق
اشعار کا طریقہ بھی بخوبی جانتے تھے۔ بخلاف انشراح علم کے جن کی سب اعداء الی کو بخیر کزنہم سب
نے اس غلو کو محروم کرنا ہے۔

الغرض امام ابو حنیفہ کا غلو فی الاشعار کو بدعت کہنا اور چیز ہے اور نفس اشعار کا جو اہم
کرنہ الگ بات ہے اس کی مثال ایسی ہی کچھ جس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے
لوگوں کے مسجد میں صلوة الفتنے اچانک کی نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں
نے فرمایا کہ :-

بدعتہ دیناری یا منیٰ وصلیم یا منیٰ ؛ یہ بدعت ہے۔

امام قزوینی شافعیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

ان مراد ان اظهاریا فی المسجد والجمع ان کہ ہر دو سہ گہر پاشت کی نماز کو مسجد میں ظہر
پھاہو البعدۃ ان اصل صلوة الفتنی بدعتہ کہہ کے پڑنا اور اس کے لیے اجتماع کرنا بدعت
(شیخ مسلمہ ص ۱۵۱) ہے یہ کہ نغمہ صلوة الفتنی ہی بدعت ہے۔

اور اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ بعض چیزیں باوجود سنت ہونے کے جب کہ ان کے
ساتھ مزید غیر شرعی قیود شامل ہو جائیں تو وہ بدعت ہو جاتی ہیں۔ اس کی مزید تحقیق رافقہ کی
کتابت و دست میں ملاحظہ کیجئے۔

ورایہ اور اگر ہم یہ فیصلہ ہی کریں کہ نام کو شیخ ابن الجوزی نے اپنی فہم کے مطابق اشعار کے مسئلہ
میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو رد کر دیا ہے تو اس سے یہ کہہ کر لازم آتا ہے کہ وہ کئی طور پر حضرت
امام ابو حنیفہؒ کے مخالفت تھے۔ ان کے متکثر تھے اس امر کی تائید بھی طور پر سیکڑوں مثالوں سے
قطع غلط کرتے ہوئے صرف اسی پر نگاہ جمائے کہ کیا حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ دونوں صلوة
حنفی نہ تھے بلکہ یہ دونوں مسائل میں انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف رائے کیا اور ان کے خلاف
دلائل پیش کئے ہیں کیا اس طریق سے وہ ضریفیت کا حق ہو گئے تھے؟ مولانا سہارن پوری صاحب
کلی کہنا کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کے متقلد اور حنفی تھے۔ (مقدمۃ عفتہ ابو حنیفہ ص ۱۵۱)

محض تسکین قلب کا سامان بہت اور ہیں۔ تاکہ اندر وہ میں سے پر میں بھل نکلتا و تہرہ ہے
وہیں میں غور نظر کر لیں۔

خداوند کا ہر بہت کہ توفیق کی شعاہ دانی عبادت میں ہر لحاظ سے کمالات تسلیم ثابت
کرنا اور وہ واقعہ میں کفر کی ان کا کھلتا قرابت کہ ان کے حلقہ تعلیم سے نہ ان کے نام کسی کسی
میں بھی نہیں ہے۔ نہ تو حقیقت اور ہر حقیقت کسی صحیح حدیث کے منہ سے اور ہر کفر میں کفر
غیر معتد سے ہر وہ چھتہ مفاد کہ کفر یعنی تھے مگر اسی طرح ان کو ان طریقہ کیا کہتے ہیں۔

دوسری شق کا جواب ہر بلاشبک اہل کفر کو جو بعد لکھتے ہیں کہ میں انی شیعہ۔ بلکہ انی شیعہ
جو انی فلا صیر منظر اور نسبت ان کو برتے تھے کہ کہہ کر کہتے ہیں کہ میں ایک حق باب
قرآن میں ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

هذا مسحاہف بنی یوحینة راقی الذی کریر وہا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو جو نے
جاء عن رسول الله صلو الله علیه وسلم انتموت منی ان ما یکرہ لکم کی حدیث کی کیا نسبت کی ہے
اس باب میں انہوں نے ہر کفر و کفر یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایک کفر میں ان میں ان کو جو نے
مہارت و کام کی مخالفت کی ہے لیکن اسکی حقیقت اس کے برعکس ہے کہ اگر ان ال
شیوہ نے اپنی فہم سے جو کچھ اس حدیث سے سمجھا ہے ان کو جو نے ان کے تفسیر کو اس سے متعارف
ہوئے حدیث کی مخالفت کی ہے لیکن اسکی حقیقت یہ ہے کہ ان کو جو نے ان کی رو سے ہر کفر کے
میان تفسیر اور اس کے خلاف کو کہہ کر کہتے ہیں۔ مگر ان کو جو نے کہ ان کو جو نے ان کی
شیوہ کے منہ سے ان کے خلاف کیا ہوئے بلکہ ان کے ان میں حدیث ہی کے خلاف ہوئے۔
و معاذ اللہ انہ اس سے بڑے کفر میں کی اور کوئی حقیقت نہیں ہے

پس اتنی سی بات تھی جسے افساء کر دیا

بعینہ میں بھیجے جس میں ان نامور شیعہ بن سعد نے نام لکھ کر یہ حدیثوں کا خلاف
بتایا ہے اور عہد ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے
عبد اللہ کے حدیث اور ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے
سجہ کہ ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے ان کو جو نے

مختصر ہے، واقعی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیر متقین حضرات کو غیر مختار فرمادے کہ وہ بات کو بیکار نہیں
اور اگر وہی میں سے کسی کے خلاف اگر کتابوں میں کوئی حوالہ نظر آئے تو اس کو سن کر چوبیس
کی طرح بدنامی نہ بن جائیں۔ جس کو سونہر کی گرہ بنی تھی اور وہ پتھری و عطاری بہت کا خوب
ویکٹار دہانت طرانا میں ہے کہ ۔

میں خراب ہیں، ہنوز جو پاسگاہ میں خواہاں ہیں

یہ یاد رہے کہ امام ابن ابی شیبہ کے جواب میں ہر دست سے بھرا، سلام کے رد میں
کہ میں کسی ایسے جن میں تھوڑی سی بات سے نہ بدترین عداوت کی کہ میں قابل ذکر ہیں۔

(۱) امام کا عہد واقعہ قرطبی یعنی قرطہ بن ابی شیبہ ان کی کتاب کا نام امام ابو العباس حنیفہ
فی الرد علی ابن شیبہ فی ما ورد علی ابن حنیفہ ہے ۔

(۲) حافظ صدریث اور نقیہ وقت کی سڑیں قلعونہ الخفی المثنوی ۴۹۹ میں کوئی نظر ابن حجر
بوجود آتا دہوتے کے ان الفاظ سے دیکھئے کہ : لا سلام والحمد للہ بعدت الخفیہ و
تشیخ الخفیہ لحدث السکال از وحده البضیہ اللامع فی بیان القرن الثانی مع عبد الرحمن
بہ خونی الشافعی ان کی کتاب کو نام از جوبہ الخفیہ عن عقائد ابن ابی شیبہ علی ابن حنیفہ
(۳) امام بخاری نے ابو کثری الخفی (۴۹۹) میں ان کی روایت کا نام نکلتا الطریقۃ
فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابن حنیفہ ہے ۔

موجودہ محدث امام ابو حنیفہ نے نہ تو یہ شیخ اشعار کا انکار اور مخالفت کی ہے اور نہ کسی
ایسی حدیث کی جو اسے مذکورہ شریعت کے مطابق ہے۔ ان پر انکا حدیث یا مخالفت ہے کہ ان کے بارے میں
جو بعض علماء نے فرمایا ہے۔ ان کو ان کا وہ جہاد ہے جس سے یہ تو ممکن کہ کسی طرح کے علم کے خلاف کر کے ہوں
جس طرح کہ حضرت امام بخاری نے حدیث حسن بن علی سے نقل نہیں کیا وہ انکا انکار چکے کہ ان کا یہ
نظر یہ ہے کہ ان کی روایت میں منہجوں کے خلاف ہے۔ مگر اس میں کوئی بات یہ کہ ان کے انکار
فہم و متون طریقت اشعار کی تو قابل انکار نہیں ہے بلکہ ان کی روایت بھی ان کے انکار کے خلاف ہے
جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو کفر تو نہیں ہوتا۔ ان کے انکار کے خلاف ہے۔

”اُس کے خلاف ہے کہ ان کا یہ ہے۔“

باب ہفتم

معاذت حدیث کی ایک نفیس بحث

اس مقام پر اسنی سو۔ پیر بحث بھی یہی معلوم ہوئی کہ معاذت حدیث کا مفہوم کیا ہوتا ہے؟ کیا ہر مقدم پر معاذت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کی معاذت مراد ہوتی ہے یا ان الفاظ کے اندر جو حقیقی اور مدعویٰ بنائے ہوئے ہیں۔ اس کی معاذت بھی مراد ہوتی ہے؟ اور اگر کوئی شخص آپ کے ظاہری الفاظ کی کرمی لغت کرتا ہے لیکن ان کے اندر جو معنی مستلزم ہوتا ہے اس کی معاذت کرتا ہے جو بظاہر فقہوں سے تباہ و برباد ہو گیا اس شخص کو معاذت ہے حدیث کا مزمع قدر یہ یہاں بحث ہے۔ اگر ائمہ غیبت سنی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز سے منع فرمایا ہے تو کیا ہر مقام پر اس منع اور نہی سے حرمت اور کرمیت تحریر ہی مراد ہوگی؟ اس سے شک اٹل اور کرمیت تحریر یہ بھی مراد ہو سکتی ہے؟ اور اگر آپ کوئی حکم فرمایا ہے تو کیا ہر مقام پر وہ امر اور نہی ہی کے لیے ہوگا یا کہیں محض ارشاد و تشویر کے لیے ہی ہو سکتا ہے؟ جن کا نہ مانع و مانع اور اقران نہیں کہلا یا جا سکتا؟ ہم نہایت اختصار کے ساتھ صریح احادیث سے اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ انوارِ قرآنی۔

① حدیث عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عسکر و اعزاز کے موقع پر وجہ کہ یہودی قریظہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اتنا ہی ریشہ و دشمنی کرنے کے بعد میرے غیبت سے چلے میں و کفر قلعہ بند ہو گئے تھے یہ ارشاد فرمایا کہ قرآن ہر قسم و قیصر کے

اللہ کو عذاب علی من اخذ بظاہر حایت
 اوابۃ وعلی من استبط من شئ معنی غصہ
 حاصل ہوئی ہے وہی ہے وہی ہے کہ جن لوگوں نے کسی بات
 یا بات کے ظاہر پر عمل کیا تو ان پر کوئی سبب نہیں ہو
 ان لوگوں پر جو کوئی عیب نہیں انہوں نے اس سے
 کوئی معنی، تنبیہ کیا جو اس کو غصہ کرنا ہو۔

اگر محمدؐ غصہ نہ ہوتا تو کیا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ظاہری الفاظ کی مخالفت ہو وہ معنی مستبط کر
 نظر انداز کر دیا جائے تو یہ ضرور مخالفت ہوئی ورنہ یہ غصہ یا محمدؐ ہی ہو گا جو کسی طمع سے قدح
 طاقت نہیں ہے۔

② حضرت سید القدر علیہ وآلہ وسلم کی مؤدبی حضرت عائشہؓ کو منافقین کے ایک گروہ نے ان کے
 چہ زارہائی حضرت عائشہؓ سے متواتر دیا۔ یہ خبر اس انداز سے پہنچی کہ خود آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس خبر کو یقین آگیا، کچھ قرآن اور شریعت بھی نیٹے تھے جن کی دست بستہ
 آپؐ کو یہ یقین ہے نہ تھا۔ آپؐ نے غیرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ باوجود
 جہاں میں جا کر قتل کر دو۔ آپؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اذہب فاضرب عنقه (دستہ یا منہ) جب اور جا کر اس کی گردن اڑا دے۔

حضرت علیؓ نے تو یہی کہ وہ ایک کمزور میں پاؤں ٹکاتے ہوئے بیٹھا ہے، اس کو
 جروں سے کھینچ کر اس کی قتل کر دو۔ اس کا نہ بد کھل گیا، حضرت علیؓ نے جلدی کیا تو معلوم ہوا کہ
 لعنہ علیہ اللہ لاہ ولفترجال (ستہ رکہ کا منہ) اللہ تعالیٰ نے فقرائے اس کا گم نہ پڑا نہیں کیا۔
 اور امام مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ:

وانہ لمحبوب صالح ذکور (مستم) وہ محبوب و نیک و صالح اس کا سر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ہی نہ تھا۔

حضرت علیؓ نے جب یہ محسوس کیا کہ اس شخص پر قتل کرنے کی وہ طاقت ہی نہیں پائی
 جتنی آج کی بنا پر مجھے درپارہ ہر لاش حکم لانا۔ تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس
 ظاہر حکم کی تعمیل نہ کی اور واپس جا کر اپنے یہ وجوہ بیان کیا۔ آپؐ نے اٹھ کر دیکھا کہ
 انشاء اللہ اللہ علیہ العالیٰ العالیٰ (مستم) حاضر و کچھ دیکھ سکتے ہیں جتنا نہیں دیکھ سکتے۔

مخبر تھے۔ اس ایک ہی واقعہ پرست سے اجتہادی، قیاسی اور فروعی مسائل جو بظاہر بعض
 اہل تشیع کے غلامی الفاظ کے مخالف نظر آتے ہیں خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی جھڑپیں
 لقمہ و جھٹکا کا محاذ ہوتا، ضروری امر ہے کہ ہمیں ایسا نہ ہو کہ کشتی قلعہ کا پانچواں سوار ہی رہے دھستے
 کر بیٹھے۔ سچ ہے کہ ۔۔۔

تھے ہندوں پر ساتے کھل گئے اسرارِ حین ساقی

ہو اعلیٰ یقین، حق یقین، عین یقین ساقی

(۴) حضرت جناب بن عاصم (المتوفی ۱۸۵ھ) کی ایک طویل حدیث میں، جس میں انہوں نے
 صلح حدیبیہ کے پورے حالات کا نقشہ کھینچا ہے، اس میں یہ یقین بھی آتا ہے کہ بالآخر
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے درمیان معاہدہ طے ہوا تو آپ نے غصہ زار
 پر اپنے کا تب حضرت علیؓ سے یہ الفاظ بھی لکھوائے کہ هذا قاضی علیہ محمد رسول اللہ
 یعنی یہ وہ عہد نامہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرین ثانی سے سے کیا ہے، مشرکین کے
 فائدہ و دشمنی میں غور و بعد کو مسلمان ہو گئے تھے، نے اس پر صلح طے، احتجاج بلند کیا کہ اللہ کے نام
 کہ اگر ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کر لیں تو پھر یہ خدا اور آپ کے اختلاف کیا ہے؟ اس پر رسول اللہ
 کے الفاظ آپ کو صلح نامہ سے لکھنے پڑیں گے اور محمد بن عبد اللہ کے الفاظ لکھوائے پڑیں گے۔
 آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 قریش کی امت کی نزاکت کے پیش نظر آپ نے فرمایا کہ ۔۔۔

لَعَزَّزْتُ لِعَلِيِّ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ فَالَ اللَّهُ
 لَعَزَّزْتُ لِعَلِيِّ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ فَالَ اللَّهُ

فرمایا کہ میں نے کریم بن محمد کو ۔۔۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے ۔۔۔

فَامْرَأَتِي ابْنِ مُحَمَّدٍ فَالَ اللَّهُ
 فَامْرَأَتِي ابْنِ مُحَمَّدٍ فَالَ اللَّهُ

بڑا ہی عجیب معاملہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت علیؓ کو ایم
 لے کر اور جو حکم ہے میں کر لے علیؓ یہ الفاظ دو مرگ حضرت علیؓ ہیں کہ آپ کے اس حکم کی تعمیل

کہنے کے بجائے علفیہ طور پر یہ فرماتے ہیں کہ بخدا میں تو کبھی نہ مائل ہوں گا۔ انصاف سے فرمائیے کہ حضرت علیؑ پر کیا فتویٰ لگا ہوا ہے؟ اور لگا بھی کیا ہے یا نہیں؟ نظرِ ظاہر تو فتویٰ نہ لگانے کی کوئی وجہ معلوم نہیں جوتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور درو حکم ہو اور نام ہے کہ جو۔ لیکن اس کے جواب میں حضرت علیؑ خدا تعالیٰ کی قسم! خدا کے حکم تعمیل پر مجبور اور کمر بستہ ہوں گو چہرہ و فتویٰ باذن سے کیونکر بچ سکتے ہیں! اور کب تک سکتے ہیں؟ درمعا واللہ! ظاہر میں عافیت اور امن کی فتویٰ بادی، ان ایشہ ویدتہ بعیرت رکھنے والے اور بات کی تہ اور حیثیت کو سمجھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن مجید کے مفسرین کی موجودگی میں حضرت علیؑ کے اس غلامِ حق و شہداء میں بھی اوسب اور عشق محمدی صمد کی اخرونی سوچوں کی طرح آہل رافضیت اور زبانِ خدا سے یہ کسر لاپست کہ جس رسول اللہ کی بحیثیت اور خدا بحیثیت نے دنیا کے تمام زندان و ستر کو جسے بے نیاز کر دیا ہے، اس کے نقشِ پاک کو دل کے آئینہ سے شانہ تو رہا الگ بخدا ان کے اس پینتے نام کو سرِ کلاخدا سے مٹانے پر بھی دل آمار نہیں ہوتا۔

سکوت شمع سبز دم کو خیمہ سری نہایت

قریب دراپستہ دل سے مذاق پر روانہ

چنانچہ حضرت امیرِ نووی الشافعیؒ اس کی شریف میں لکھتے ہیں کہ۔

هذا الذي فعله علي من باب الادب	یہ کارِ ادب جو حضرت علیؑ نے کیا ہے ادبِ شریف
المستحب لفته له رافع من النبي صلى الله	ایک سہ کدھو نہ اچھے قول سے میں کہجے تھے کہ
علي وسبقه ليرجوه بنسبه ولها	اس نرثات کو مٹانا خود علیؑ پر لازم نہیں اور اسی
لعرينك ولوجهم معوه بنفسه لم يجد فعلى	میں آپ سے محبت علیؑ پر کوئی گرفت نہیں کی اگر
تدركه ولها القية النبي صلى الله عليه و	ان کے سینہ پر سے خود مٹا، خود ہی ہونا توڑ میری
سنة علي المخالفة	علیؑ کے سینہ اس حکم کا ترک باوجود انور نہ آپ

(شرح صلی علیہ وسلم) ان کو اس مخالفت پر برقرار رہتے ہیں۔

اسکھڑھائی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری افعال بھی ملاحظہ کیجئے اور ان کی تہ میں اوسب مستحب کا چرمی خستہ و پنہاں ہے جس کو حضرت علیؑ کی دُور رس اور خیر مائتہ لکھنا نہ کی

ہے۔ وہ بھی دیکھ لیجئے جس کا غلبہ ہی الفاظ میں کہیں اور نشان تک نہیں ملتا کہ کتنی سستی
موجود ہے جس سے کسی کو یہ بات نہ تو بھی کہہ دے نہ سمجھتا علی کو لکھنا یا غایت حدیث بنا کر کوئی ہولور
منظم طور پر اپنی لغت حدیث جوٹ کا سکودہ پر پیگنڈا ان کے غرض شریعت کو توجہ دے۔

جہول میں عاشق نہیں دل سبے حبیب کا رہا :

نہ ہو چھٹک تو نہ آجیند ایک پارہ سنگ :

⑤ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ کر انہوں نے فرمایا: تم میری روزہ رکھنے اور رات کے قیام کا
الزام کر رہا ہے جس کی وجہ سے بغیر چادر کاہوں کے عسلاوہ حقوقِ زوجیت میں بھی شامل ہوں
یہ تو ہے۔ آپ نے ان کو اس شخص پر بغیر فراموشی اور فریاد کہ رات کو قیام بھی کرو اور ہر جمعہ میں
تین دن عذر سے رکھو اور سومر اور جمعہ کے دن۔ اتوں نے اس سے زیادہ کی خواہش کی تو آپ نے
فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن انفرادہ کرو۔ یہ حدیث و تواتر علیہ السلام کا روزہ ہے
اور یہ سب سے افضل روزہ ہے۔ (بخاری ص ۲۷۷)

اور ایک روزہ رات بولی ہے کہ :-

قال النبي صلى الله عليه وسلم لاسام

من صام رمده من رمضان وحسن

اس صحیح اور صحیح روایت کے تمام ہی ان کے لئے سومر اور جمعہ کی ممانعت یا کراہت

ثابت ہوتی ہے لیکن اہمیت و جود میں ہے شام کو کہ جسے ہی غرضت چاہے وہ روزہ رکھے۔

حدیث احمد بن حنبل بن ابی حاتم من قولہ انہما (ومعہ منہ تحفۃ الخوض ص ۱۰۱)

وہم و ابن ماجہ ص ۱۰۱ (وہم و ابن ماجہ ص ۱۰۱)

حضرت امام بخاری ص ۱۰۱ (وہم و ابن ماجہ ص ۱۰۱)

اگر ہم چاہیں تو کتب اسلام اور اہل اور اہل سنت سے جو کچھ مثالیں ان کے لئے

کی پیش کر سکتے ہیں جو تمام الذبح تھے مکرمات ایک حلال و حرام کہتے ہیں :-

مواہب شریعہ (تعلیق پٹنہ) ص ۱۰۱ (وہم و ابن ماجہ ص ۱۰۱)

والله اعلم بالصواب

نکعت عربی میں نکتہ کے معنی مورچہ کے ساتھ بالوں کے اکھاڑنے کے آتے ہیں کہ کسی صبیح اور موقع روایت میں حلقہ الابطال و المستر سے کے ساتھ نہ پر غسل بالوں کا منہ انہیں آتا مگر مجبور اُمت نکتہ پر عمل نہیں کرتے بلکہ خود غیر مستندین حضرات بھی جہاں تک ہم نے دیکھا اور سنا ہے اور جو غسل یا نکتہ کے بڑے پیشکش معنی بھی ہیں نکتہ پر عامل نہیں ہیں۔ تو کیا اب سب اُمت کو اس حدیث کا تدارک اور مختلف قرار دینے کو ان پر برہان شریعی کر دیا جائے؟

امام قزوینی اور قاضی شوکانی نکتہ الابطال کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

امانت الابطال فُسْخَةٌ بِالْإِضَاقِ وَالْإِضَاقُ
بِالرَّكْعَةِ لِرَبِّهِمْ يَنْتَفِخُ بِهَا لَوْنُ الْإِبْطَالِ
فِيهِ اُتْنَتْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ وَجَعَلُ الْإِبْطَالُ
بِالْحَلْقِ وَالنَّوْثِ وَحِكْمٌ مِنْ رِوَايَاتِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَخَلَّتْ عَلَى الشَّافِعِيِّ رَحْمَةُ
وَعِنْدَهُ الْمُسْتَرْتَابُ يَحْلِقُ بَطْنَهُ فَتَقَالُ الشَّافِعِيُّ
عَلِمَتْ أَنَّ السُّنَّةَ اُتْنَتْ وَلَكِنْ لَا اُتْقَايَ
عَلَى الْمَوْجِ

(شرح مسلم باحث و ذیل الاطوار ص ۱۹۳)

مردی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں امام شافعی کے پاس
گئے تو ان کے پاس مجھ پر تھا جو ان کی بغلوں کے بال
مستر سے صاف کرنا۔ حضرت امام شافعی نے
از خود ہی یہ فرمایا کہ میں اس کو بابتوں کر سنت
بالوں کا اکھاڑنا ہی بہت قدر میں سمجھتا ہوں کہ سنت
میں ہو سکتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث میں بجاہت کوئی ایسی قید
نامست نہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو اکھاڑنے پر قوی ہو مگر سنت حدیث میں قوی مایہ
کی قید سے اس کو مقید کرتے ہیں اور المستر سے بھی فرماتے ہیں کہ یہ قسم و حاکم مسل
ہو جائے، اور مسیحیہ کے کہہ کر کہ امام اہل سنت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نکتہ الابطال کی حدیث
پر باوجود اس کو سنت کہنے کے عمل نہیں کر سکے اور معتدات کر گئے ہیں اب کیا تدارک اُمت

کوفعت بعد کی حدیث کے قلمبندی الفاظ پر غماز نہ کرنے کی وجہ سے شکیہ نہ کہ حدیث کبر
 دیں، بھل ہمت یہ ہے کہ جو حضرت علیؓ شریعت سے واقف ہیں اور صرف ہم سے پرہیز
 نہیں کرتے تو انہوں نے فقہ پر سمجھتے ہیں کہ قصور بالذات تو ہاں کا دور کرنا ہے خود وہ کسی بھی
 صورت سے حاصل ہو جیتے۔

⑤ حضرت انش بن مالک و انش بن سہیل سے روایت ہے کہ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایا شیعین ہ حضرت علیؓ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے
 بعد کہہ المومن من غیر عذیبہ فان کان لایا شیعین کوئی شخص میرے بعد کسی کو کہے کہ وہ میرے جیسے
 قلعہ کا قلعہ فیصل اللہ تعالیٰ عین ما کانت الحیوۃ ہر موت کی تہمت کہتے ہو اگر وہ کو کہے تو نہ کوئی
 خیرا الی و توفیقی اذ کانت موافقا لیرا لہ ہی ہے تو یہاں کہتے ہیں اللہ تو مجھے زندہ رکھے اگر
 میرے لیے زندگی بہتر ہے اور تو مجھے وفات دے
 (بخاری ص ۲۸۷)

یہ اگر میرے حق میں وفات بہتر ہے۔

اس حدیث میں لفظ مظلوم ہے دعا، اس سے کہہ لغزہ اپنی ہو یا دشمنی اور نہ ہی بھی ہوں
 تا کہہ عقیدہ کے ساتھ وارد ہوئی ہے مگر شریح حدیث اس مقام میں فقر کو نہ ہی غصہ سے
 متفقہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے موت کی آرزو کی تھی جب کہ
 معاملات بہت پیچیدہ ہو گئے اور فتنے بڑھ گئے اور قتل و قتال کا بازار گرم ہو گیا اور قبیل و فتنہ
 بہت کمزور سے شروع ہو گئی تھی اور اسی طرح حضرت امیر مومنینؓ نے بھی موت کی آرزو کی تھی۔
 نہ داشت علیہ لعل دافق من عن لئیلہ الہدایا جب ان کی حالت سخت ہو گئی وہ اپنے مخالفین
 سے پریشاں ہواں کا سامن ہوا۔

اور حدیث شریف علیؓ لغزہ کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے یہ کہا۔

واللہ و بالقرآن ہدین ما بیننا و العبد فی بدتہ حضرت امیرؓ میرے میں ایسا ضرر ہے جو کہ
 عن مدین و خود لای دینہ الخ کہ بدلی ہو تو بیش کے شکوہ جاری و لایہ و اس سے
 البیدایۃ و النہایۃ ص ۱۱۱) وہی ضرر امیرؓ میں ہے۔

خود فرماتے کہ جو شخص ضرر کی دینی اور دنیوی تقسیم نہیں کیسے کا اور حدیث میں بھی کو علم

کبھی کسی اس کے خیال کے مطابق حضرت علیؓ اور حضرت امام بخاریؒ وغیرہ اس معصوم حدیث کے مخالف نظر آتے ہوں گے اور اگر وہ اس حدیث کے اندر یہ تعبیر تلاش کرے گا تو اس کو کلامی و فنی مگر شرعاً حدیث اور فقہ و اُمت کے تحفظ سے یہ سمجھنی چاہیے کہ اور ان کو برکے مندوب مخالف حدیث حدیث بڑے کا ادنیٰ و چھٹی نہیں ہوتے ۴۔

حضرت امام بخاریؒ کو جب اپنے اُستاد معزز امام محمد بن یحییٰ اللہ عباسیؒ سے بعض مسائل میں اختلاف پیدا ہوا تو کم تکلفی اور دوجہ بعض اہل وطن کی گدھی سازش سے ان کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا اور مرقہ سے دور مسیح کی منافقت پر ایک چھوٹے سے گاؤں قرطاب میں حضرت امام بخاریؒ فرستادے ہوئے کیونکہ ان سے کچھ رشتہ داروں نے کہتے تھے۔ امام ابوہریرہؓ بن عبدالمجیدؒ ان مرقہ کی کو بیان سے کر۔

فہم قد لیقہ من اللہالی وقد فزع من
صیوة النبی علیہ وسلم فہم عاصم
الظہور وہ صداقت علی اور من بنادیت
فہم بعضی ونبی فار فاعلم الشیخ حتی
قبضہ اللہ علیہ وقدیمہ بخرتک۔
وہم یفہ اوامہ ۳ وطبقات الشافعیہ البکر
ہم نے اپنے کو ایک رشتہ کی نزاع سے فرار کرنے
کے بعد یہ دعا کہتے تھے کہ اللہ زمین و آسمان کو
ہرے کے لیے یہ کتاب بھیجے جس سے تو مجھے اپنی طرف
اٹھاتے اس سے بعد ایک امام بھی نہ گزرتے پاپا تھا کہ
ارش بخاریؒ ان کو اپنی طرف اٹھائی یا اور ان
کی وفات ہو گئی اور ان کی قبر نہ کتاب میں ہے۔
۱۰ ص ۱ طبع مصر

جو شخص قرآن مجید کی حدیث کو عمومی تہا سے پڑھے گا قرأت سنت امام بخاریؒ کا یہ فعل ضرور مخالف حدیث نظر آئے گا لیکن اگر محقق و باہر یک جہتی اور فقہ کی نگاہ سے دیکھ لے گا تو سنت کوئی مخالف نظر نہ آئے گی اور یہ چیز اپنے مقام پر سنت کی کبریٰ کی گواہی ہے۔
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ نص فرمایا کہ تم کھتے عرصے میں قرآن کریم تمہارے ہونے والوں کے جواب دہ ہو اگر ہر بات کہنے کے ارشاد فرمایا کر۔

واللہ اعلم بالصواب علیہ السلام۔ بخاریؒ ۵۰۰
یعنی فقہ میں عربی یکسر قرآن مجید نہ کیا کر۔

اور ایک روایت میں اس طریق آگاہ ہے کہ :-

قَالَ فِي سَمْعٍ وَلَا تَرَوْهُ عَلَى ذَٰلِكَ (بخلاف ۱۰۰) ہفت میں صرف ایک بار پھر اس زیادہ مست کرو۔

حضرت امام بخاری اختصار روایات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

قَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ عَلَى خَمْسٍ وَكَثْرُهُنَّ بَعْضٌ لَمْ يَنْقُلْ فِي أَقْوَالٍ أَوْ بَعْضٌ لَمْ يَنْقُلْ فِي أَقْوَالٍ

علیٰ سبع (بخلاف ۱۰۰) کچھ نے سنت و اقوال میں ایک، بیشتر قرآن کا کہا ہے۔

گویا جن روایت کی بدولت سے حضرت امام بخاری نے اکثر روایات (اور ایک روایت

میں ہے کہ اکثر روایت) کا اتفاق سات، اقوال میں قرآن کریم کو ختم کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور

بظاہر اسی کو ترجیح دی ہے۔ چلتے تین ہی اقوال میں قرآن کریم ختم کرنے کی روایات کو ملے کیسے،

تسبیحی روایت اور حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن سے کہ اقوال میں

قرآن کریم ختم کرنے کا ذکر حضرت امام بخاری کے پیش نظر نہیں ہے۔ لیکن ہم دیکھتے

ہیں کہ اہل سنت و جماعت میں میراث سے حضرت ایسے بھی جو ملے ہیں جو صرف ایک ہی بات

میں مشدّدان کریم ختم کہہ رہے تھے۔ حضرت صحابہ کرام میں حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)

قیم اللیل ملق و طبقات ابن سعد (۱۰۰) حضرت نسیم دربی (۱۰۰) حضرت نسیم دربی (۱۰۰)

یوسف و تہذیب التہذیب (۱۰۰) اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) حضرت

وقیم اللیل (۱۰۰) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور انہوں میں حضرت امام شافعی (رضی اللہ عنہ) حضرت

مبارک کے معتمد میں ساتھ مرتبہ قرآن کریم ختم کر دیا کرتے تھے۔ (شعکة الحف ظاہر ۱۰۰) اور

ایک مرتبہ انہوں نے ایک مسئلہ کی تفسیر میں لفظانہ تین مرتبہ اور تین دلوں میں گرد و خروار قرآن کریم

ختم کیا تھا: مفتاح الجنۃ ص ۱۰۰ المسیو علی طبع حسن اور امام وکیع بن الجراح ایک روایت میں

قرآن کریم ختم کر دیا کرتے تھے۔ (بخلاف ۱۰۰) امام الجرجانی (رضی اللہ عنہ) جو سعید بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

کا بیٹا تھا انہوں میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کر دیا کرتے تھے۔ (بخلاف ۱۰۰) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) حضرت

واللفظانہ خود ہی (۱۰۰)۔

ایک دوسری سندوں میں بھی ملے ہیں اسس کی پیش کی جائیگی یہ سب

حجۃ ربانی و حاکمات کا مستحباب نہیں ہم تو صرف اپنی بات کو تین مرتبہ ہی عرض

ایک حوالہ اور بھی دیکھیے۔ حضرت امام بخاریؒ کے حالات میں کتب مایہ و طبقات دولت
اور اسناد الرجال میں یہ بھی مذکور ہے کہ :

وہ کان یختم بآئینہ رقی یصل یوم ختمہ ویقول :
ختمہ عندی فی فضل کل نبی و یعول
عند کل ختم دعوة مستجابة -
فلیخ یفقدہ منہ و طبقات نکحری یامش
عندہ مشکلی و الماحطۃ ص ۲۳۰

اگر حدیث مذکور کے تلامذہ بنی الخلفہ کو دیکھا جائے تو بعض اہل قیام کی طرح یہ تصور کہ امام کرنا ہے
مگر مذکورہ دونوں سے کہ میں قرآن پاک کو نذر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حاشیہ بخاری ص ۲۳۰)
اور بہت مسامحوں کے ان اکابر کو عازلہ ذکر و تحریر کا مقصد کہتا ہے کہ اگر حدیث
کے تلامذہ بنی الخلفہ کی مخالفت ہی کجی مخالفت ہوتی ہے اور اس کی ترہ میں کسی پشیمان صحت
اور صبر حقیقت کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی فریقین میں اس لیے کہ ان کا بروہی صحت
حدیث کا لقب واپس ہے گا۔ اور کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی جس سے ان کی مشکلائی جو
سے مگر عازلہ مذکورہ کسی وجہ علم کا ضمیر اور دل اس کو گوارا نہ کرے کہ یہ اکابر حق تعالیٰ حدیث تھے
بعد اس حدیث کے دیگر میدان کردہ ملامت کے علاوہ ایک آسان مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کا یہ
انتہت پر شفقت اور ترقی کے سلسلہ میں ہے تاکہ نئے دنوں میں علم و فہم سے قرآن کریم پڑھ جائے
اور اس کے سنی کو دیکھا جائے کہ یہ کلام جوئی ترمذی امام شافعیؒ جنس کر مکر و جہاد کے بچنے کے لیے
تین دن میں ترمذی قرآن کریم ختم کرے اور منتہیٰ نظر یہ ہو کہ یہ مشکلائی کہتا ہے اور ایک
کو جہاد یہ مقام کہاں نصیب ہو سکتا ہے ۔

ذکر کر آئینہ دار و مکملہ سی واد

⑨ کسی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جناب مولی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے نفی فرماتے
میں لیکن الفاظ اس تفصیل اور تشریح سے شاموش ہوتے ہیں کہ اس میں نفی کا وجہ کیا ہے ؟
ہمارے یہ مکتوف مولیٰ ہر کارٹیف والی نگاہیں ہی خدا داد و فراست و بصیرت اور نصرت سے

بلکہ نہ جو مگر وہ نہ تھیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ برتر کو فضیلت کے پاس
 ہی ہے تو کی اچھا ہے۔ وہ کہنے لگی کہ:

یا رسول اللہ تاسمعی قال انما اشفع قالت
 فلا حاجت لی فیہ۔ (بخاری ج ۵ ص ۵۷۶) و مشکوٰۃ
 انوں نے کہا تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

دیکھئے کہ حضرت برتر اپنے نفع فی الدین کی وجہ سے آپ کے حکم و ارشاد کا وہ حسب
 خود آپ جی سے عین کر رہا ہے جی کہ اگر یہ حکم دور اصرار تو مجھے اس کے تسلیم کرنے سے کیا
 چارہ ہے؟ اور اگر نہ تشریف تو مجھے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ آپ
 کے ارشاد کے بعد حضرت برتر نے اسی کچھ کیا جو ان کو پسند تھا اور حضرت عیسیٰؑ کے
 روائے حاصل کر لی۔

(۱۱) بعض راجع اور مقامات ایسے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان میں بہ مناسب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حفاظ کی حقارت ہی سے غم و رنج و ملامت اور مثلاًئے نبوت کی تعمیل
 ہو سکتی ہے اور حفاظ ہی حفاظ پر عمل کرنا جو ہم اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعوب
 ہو گا۔ یقین نہ آئے تو حضرت ابوالربیع انصاریؓ و ملتویؓ و الشہرؓ کی روایت ملاحظہ فرمائیے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضائے حاجت کے مسائل و احکام بتائے ہوتے یہ بھی
 فرمایا کہ وہ نہ تو کہیں کی طرف پیچھے نہ کرو اور نہ سناؤ گے فرمایا کہ:

شہداء او شہداء۔ (بخاری ج ۵ ص ۵۷۶) مشرق و مغرب کی طرف نہ کرو۔

اور ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ:

ولکن مشرقاً او مغرباً (مسلم ج ۵ ص ۵۷۶) اور لیکن مشرق یا مغرب کی طرف نہ کرو۔

حضرت امیر نرغنی وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اہل حدیث اور اہل سنت والوں کو ہے
 جی کا قید شمول یا حوزہ دہلی ہے (مجموعہ ج ۵ ص ۵۷۶)

اب اگر ہم رگ اس ملک میں مشرق یا مغرب کی طرف نہ کریں گے تو یقیناً قبلہ کا
 از کتاب لازم آئے گا اور یہ بات مثلاًئے نبوت کے شعوب کی کیونکہ جہت سے علاقے انصاری

پرست و تبار و بندہ کے حکم پر ان کو اتار کر رکھ کر چھوڑ دینا ہے کہ ان کے حکم کی حیثیت اور تہ
 تک تم سب کو حاصل نہ کر سکو۔ اسلئے مقام پر ہمیں اس بحث سے کوئی غرض نہیں کہ کیا جنت ساری
 مسائل میں مصیبت ایک ہو جائے یا سب ہی میں سبب ہوتے ہیں۔ یہ پہلے مقام کی بحث
 ہے مگر اس حیثیت سے ہرگز امکان نہیں کیا جا سکتا کہ جو تہ نہ صورت ظاہری ہو ورنہ اس کا تحقق
 ہوتا ہے نہ کہ تو جن و سبب و نشانی کا۔

اہم نوٹ: اس فقہی مسئلہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ :-

ہذا لیس علی الشذیذہ والاحتیاط
 وہ منی بھی تشریحی و تحلیلی احتیاط ہے اس میں
 وہ حجتہ من یقول لیس کل محبوب معیبا
 من لڑکوں کے لئے آفت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہر
 علی المصیب واحد وهو الموافق لحکمہ اللہ
 محبتہ میں سبب نہیں ہوتا بلکہ سبب صرف وہی
 نقالی فی نفس الامر
 ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے

دلیوی جو مرثیہ کے حکم کے مطابق ہو۔

نظارہ فرمائیے کہ ایک مقام و بھی محال آیا جس میں محبت و محبت کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اکو و سزاوارتہ کے حکمت ہیں۔ جو سبب نظر کرنے پر سن کر وہ شذیذ الحسین تک نہ
 جمع کے لئے حکم پر فرض کر کے کام ہو رہا ہے۔ علاوہ ان میں آپ کی اس ممانعت اور غمی میں
 تحریر و تشریح کی کوئی ایسی موجود نہیں مگر امام نووی وغیرہ و حدیث غریبہ کی منی کو تہ نہیں پر حل کرتے
 ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ان دفعہ اور عربی علمی باوجود ان کو پہلا۔ زاریت و ذراست بہرست و غیرہ اور
 حجتہ واجتہاد کے بغیر کس طرح حل کیا جا سکتا ہے؟ مگر ان باتوں کی سبب ہر شاذ و است
 کر دیکھا جاسکتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان میں بھی نہ حجتہ لازم نہ سبب۔ ان میں
 مخالف حدیث ہے اور ان میں بھی تہ کہ حدیث و تہ کہ حدیث اور زمرہ اہل حدیث سے
 غرض ہے اور ان میں بھی وہ حدیث اللہ ثم بعد اللہ ان میں مگر صرف وہی اصل یا حدیث ہے اور حدیث
 اور اصحاب و محدث ہیں۔ باقی سبب دنیا و آخرت کے لئے کیا تحقیق نہیں ہے مگر ایسی چیز
 ممکن ہے کہ ایک حل ہو سکتا ہے؟

یہیں سے کہیں کہ کو تہ یہی شاذ و تہ دو ایک دست بخش ہو جائیں گے

قادر ہیں کہ ہم اس مسئلہ کو حل کر سکیں اور انسانی دنیا کو وسیع و بڑا کر سکیں۔ ہم صرف انسانی مثالوں پر ہی دست و پا کرتے ہیں جن سے ہر صنعت و حرفہ کی مثالیں لے کر لیتے ہیں کہ حدیث کا یہی الفاظ کے علاوہ اس کے اندر اور اس کی تہ میں کہیں شرط و خصلت نہ ہوئی ہے اور کہیں قید پر مشیدہ ہوئی ہے، کہیں کوئی حکمت اور علم نہیں ہوتا ہے اور کہیں برعکس غلبہ ہی الفاظ کے اور کتب مغفہ ہو سکتے ہیں۔ کہیں غریب استنباط و اجتناب کے مضامین ہوتے ہیں اور کہیں نئی بین و تحقیق و تشریح کا لہجہ ہوتا ہے۔ کہیں ترقی و ترقی کا سبب قرار پاتے ہیں اور کہیں مشور و وسوالت کا مقام ہو رہا ہو سکتا ہے اور کہیں صاف الفاظ کو کچھ کہتے ہیں مگر ان کے اندر معنی متبسط کوئی اور ہی جھلکتا ہے جس کو صرف قیصر و محدود کی نظر بصیرت اور فطرت علی ہی تازہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور باقی پرست کے علاوہ مغرب کی نصف اندوڑی سے حکم و حرم اور حسد و انقباض سے بچتے ہیں۔ سچا ہے کہ

مگر مودل میں مثالیں ہیں خدا ہی سے تو ملیں

اُسی کے پاس ہے خلق اس خزانے کی

اس مقام بحث کے بعد ہم علامہ شیخوں کی لفظ پرستی کی میر و صفت صرف ایک ہی مثال عرض کر کے اس عنوان کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت حیا بن عبد اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت ابو ہریرہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت آئی ہے کہ:

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور وہ
عن یحییٰ بن الحارث المراءکہ۔ وعن النبی	ابو یحییٰ بن الحارث المراءکہ نے فرمایا کہ اور وہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزید لک بعدک	منع کیا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں آتا ہے
فی السوا والناشدہ تغسل منہ۔	سے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص
وصلیہ وسلم	لگے ہونے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ
	کہ کہیں پھر نہ اس سے غسل کرنے کی وجہ
	پیشاب نہ کرے۔

تمام نظر و بصیرت کے لئے کہ ہم اور محدثین عظام پر فہم ہوتے ہیں کہ جس طرح

بضرعتہم بعداً واجلوا القطعی حاصل
 بجلان غریبہ لا ستواء الرین فی
 الحصون فی المکوفان المقصود اجتناب
 منہ وقعت فیہ التخاصة من المداو لیس
 فہذا من محال الضنون بدل ہو مقصود یہ
 رحکام الاحکام - حش طبع لغاری دہلی :

یہ محض نہیں ہے اور اسی طرح مانگوس نے پانی کے
 وہ پریشان کیا اور وہ کہہ کر پانی میں چھوڑا تو یہ بھی
 ان کے نزدیک نہ تھیں ہے اور علم قطعی سے یہ
 بات معلوم ہے کہ ان کا یہ قرن باطل ہے
 کیونکہ ان کی کتب میں لکھا ہے کہ ان کے ہاتھ پر
 کیونکہ مستور قریب ہے کہ پانی کو نہایت بہا پہنچا
 اور یہ کوئی نہ کام نہیں بلکہ علمی نہیں ہے ۔

دوسرے حصے میں پانچ حدیث کی کڑیاں ہیں الفاظ کوئے کر کے قدر غلطی کی ہے اور یہ حدیث
 کی کئی طرح خلافت وراثی کی ہے اور اشیع اعراب اور صاحب جمیع انکم دعوایا سیرا
 انھ بعد تینہ کے مبلغ جملوں کو کئی طرح حماقت کی تذکرہ ہے ۔ لہذا سفاہ اور حریت ہے
 کہ اس قسم کے حدیث ہی ان الزام کے پر اس جہن پرستے میں حسی طرح بد وقتہ ہو کہ ہوں کی
 مومن و حار باورش برستی ہے اور ان حضرات کو اہل حق اور اصحاب الہدیٰ کی غلطیاں قرشب
 تکریم میں ریت کے باریک ذرات ہیں بھی نظر آجاتی ہیں سزا پنی پہاڑیسی کو تہیاں
 کتاب نصف النہار میں بھی نظر نہیں آتیں ۔ سچ ہے کہ

غیر کی آنکھوں کا بچا کچھ کو تہا ہے ظلمہ

دیکھ پنی آنکھ کا فاسل ذر شہیر بھی

اوپر پنی آنکھوں کے اہل خباہت کے اختلافت کے ہست میں تین مسلک نقل کے ہیں کہ ان کا اختلاف
 مطلقاً معتبر ہے ، معاضہ و پیہنیں ، قیاس و علی کے خلاف ہو تو معتبر نہیں ورنہ معتبر ہے ۔
 اور فاسی بوجہ کے خلاف نقل کیے میں کر ۔

ان اصحاب ظاہر لیسوا من علان الذیعة
 ونام فقل ان ظہرت الفتنہ بطلت کاش

المحصل

منہبت اہم بوجہ ذر پر قہ بیا و صہ شایستہ بھی و مہذبات کے جسے میں دوسرے معتبر

بُحْتِ جَمِيعِهِ۔ قَالَ الشَّوْشِي رَحِمَهُ اللهُ عَنْهُ
ذَكَرَ الْعَدْلَيْنِ تَغْلِيلَ الرَّحْمَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْطَظْ
مِنْ أَجْلِ رَهْمِ الْأَعْيَادِ مِنْ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ
عَالِي الْمَسَدِ وَنَهْضَاتِ وَالْفَضَائِلِ وَالْأَهْوَا
عَدْلًا إِنْ لَيْتَ بَدَا سَلَامُهُمْ تَوْضِيقَ وَفَعْلٍ
فِي الْخَفِيَّةِ وَهَذَا مِنْ الْأَضْرَاقِ ۝
(صباح معین ۱۱۱ جلد ۱ ص ۱۱۱)

کا ایک شاعر حمل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب
کی محبت سے نفع پہنچائے۔ اہم قرآن نے فرمایا کہ
ایکے دوسروں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوگی
سب درجہ شخص سے ان کی خیروں میں سے صرف
وہی خیریں ذکر کریں جو محض سے ملے ہوں
صورہ سورہ کوئی غصہ اور نفس پرستی کے طور پر صادر
ہوئی ہیں بغیر اس کے کہ ان کے فضل کی بھی یاد رکھے
قرآن شخص جو اس نصیحت اور وہ غیبت میں داخل
ہو گیا اور جو راست سے دور ہو گیا۔

شیخ ابو مسلم ابن عقیل لکھتے ہیں کہ وہ
کہا ان ای حقیقۃ وان کلن انہ سر خالو
فی اشیاء وانکروا علیہ فلا یستریب لعلہ
تقہوہ فہمہ وعلہم وقد فقلو عنہ اشیاء
وقصد من انشاء علیہ وہو کذب علیہ
قطعا مثلاً صفة المختار المیزنی وحوالہ
(منہاج السنۃ ۱۱۱ جلد ۱ ص ۱۱۱)

خدا اور اہم عزیزہ کی شخصیت دیکھئے کہ اگرچہ لوگوں
نے ان کے ساتھ بہت سی چیزوں پر مخالفت کی
سب سے اول ان کی وجہ سے ان پر نکلے بھی کیے ہر
کوئی شخص ان کی فتنہ بست فہم وعلہم میں شک نہیں
کر سکا اور لوگوں نے محض ان کی عیب بولی کہتے
ہوئے ان کی طرف کچھ ایسی چیزیں بھی منسوب کی
ہیں جو قطعی طور پر جھوٹ ہیں جیسے جلی نذر اور کا
ملاں ہونا وغیرہ۔

شیخ بڑھ کر نام اساتذہ کے ملائکہ جن حضرات نے ذکر کئے ہیں ان میں علامہ
عطیہ بغدادی الشافعی شمس الدین کے ذہنی ذکر میں اور ان کا تفسیر بھی ایک شعلی برقی
حقیت ہے۔ چنانچہ حافظ ابن الجوزی المعروف الشافعی نے جو اساتذہ اہل فضل
علم وصدق تھے ان کے ذکر کے ساتھ ان کے اہل الفضل وعلوم کی ان مسائل سے
نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ا۔

وعدن من اهل المعرفة بالحدیث یقولون
ثبوتہ من الحفظ لا یثبتہم الشدۃ
تخصیہہ وقلۃ انصافہم لما کذبہ عبد اللہ
وہم یزعمون الاصل یقال انہ یبکی الخطیب حصہ
الطویل وکان من اهل المعرفة الا
(الخطیب ص ۱۰۰) ضیعۃ دائرۃ المعارف ص ۱۰۰

وہ حدیث کے محدثوں کے فریق تھے کہ قرآن
محقق کر کے نہیں لہند کرنا کیونکہ وہ محض متعصب
اور قویس الاوصاف میں انہم کا کہ انہیں صحابی اور
خطیب بغدادی اور کاسیل کے باکلی بچ کر اور
بہ اہل معرفت سے تھے۔

اور اس قسم کا مقولہ یعنی ان کے ساتھ سعد بن علی الزمینی سے بھی منقول ہے (درمختار
المسمیۃ المصنوعۃ ص ۱۰۰) المصنوعۃ
در الملک الخطیب کہتے ہیں کہ نہ

قلت طعان السخیل ہذا حفظاً نقلاً صدق
بلکہ معرفۃ بالرجال والحدیث حلیۃ الایمان
والسید المصنوعۃ
میں کہتا ہوں کہ یہ منقول مذکورہ نظر ثانی اور صدق تھے
ان کے جہل اور متون میں خاص ممانعت حاصل تھی کہ
عمر و دیانت کے بالک تھے۔

حافظ ابن الجوزی نے جو مخزن اپنی کتاب المسمیۃ المصنوعۃ میں بھی ذکر کیا ہے اور اس کے
آخر میں لکھا ہے کہ نہ

واما الخشیۃ فتدرد علیہا فی التعلیق
وہو القصد
مذہب خطیب ان دونوں پر تعلیق اور ثبوت قصد
میں ہے جو ہے۔

(بحوالہ تانیب الخطیب ص ۱۰۰)

اور بہت افسوس کی بات ہے کہ اہم الزمینی کے شاہد میں جو روایات وہ
مقلد کرتے ہیں قرآن روایت کے محالیت وہ نہایت ضعیف گنہگار اور کھوکھلے ہیں، بجا
اس کے کہ ہم الملک المصنوعۃ کی المسمیۃ المصنوعۃ یا علامہ کوثری کی تانیب الخطیب کے حوالہ دیتے سے
علامہ خطیب کی ان روایات اور ان کے زوایوں کا سال ذکر کریں، ان سب معلوم ہوتا ہے
کوئی غیر حتمی یا حوالہ عرض کر دیں، تاکہ تعصب مذہبی کا وہ ہم پیر نہ ہو۔

امام ابن جریر کی اشخصیۃ علامہ خطیب بعد ہی کی ان روایات کا حوالہ دیتے نہ سکتے

قرآن کریم

وصحابہم علی ذالک وبلغ ان الزبیر بن العوف
ذکرہ للحدیث لا یجوز ان یطعنوا من متکلم فیہ
و یجوز ان یجوز جماعاً قلنا عرض مسئلہ
بمثل ذالک فکیف یجوز من ائمة المسلمین
(المخیرات الحسان ص ۱۱)

اس پر جو چیز ولایت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ
خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ کی تصریح میں جو
سفریں پیش کی ہیں وہ بیشتر متفقہ روایت و جموع
روایوں سے منقول ہیں اور ایسی اساتید سے بالاتر
کسی شخص کی بیجا عزت نہیں کی جا سکتی چنانچہ
مشائخ ائمہ کے نام کی۔

علامہ خطیب بغدادی نے جبرائیل اور قنوت کے مسئلہ میں کہا ہے کھجی میں۔ قنوت
کے بہت سے حضرت۔ ان میں سے یہ روایت بھی نقل کرتے ہیں کہ:

ما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقنت فی صلوة ان یتبع حتی مات۔
صبح کی نماز میں قنوت پڑھی ہے۔

اور اس پر وہ بالکل سکوت اختیار کر چکے ہیں بلکہ اس سے احتجاج کرتے ہیں۔ امام ابن
الجزئی الحنفی جو شش میں آکر تحریر فرماتے ہیں کہ:

وسکوته عن الحدیث فی هذا الحدیث و
احتیاجہ بدیہ وقامعة عظيمة وعصبية باردة
وقلة دین لا یند یعلم منہ باطل و
رجواہ نصب الیہ یا مراء طبع مصر
اس سے انتہائی کرنا ٹھیک کیلگی اور نہ تعصب اور
کم زبانی ہے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ روایت
باطل ہے۔

اور علامہ زبیری الحنفی نے بھی ان کی اس طعنہ کی ہمیں کار نامہ یہ ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

محمد بن علی بن ثابت الحافظ البزیری مکرر
قیہ بعضہم وھو ابو النعمان وکثیر من العلماء
المتأخرین لا احکم لھم دنیا اکبر من روایہم
الحدیث الموضوعة فی تألیفہم غیر محمد بن
منہ وھذا ثمر وجاہ علی التلخیص خالفا لھو
علامہ خطیب بغدادی اور ابو النعمان و بہت سے علما
متأخرین کا گناہ میں سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ
بے تحاشہ اپنی کتابوں میں جمل روایتیں نقل کرتے
ہیں اور یہ گناہ سب سے زشت و حدیث پر و خشیت
مذکور ہے۔ سوائے تعاضد ہیں اور ان سے تعاضد کر

عین مدنی و کھڑا کروا جاتے اور یہ دود کو بولنے کی بجائے بھی کی جیسے کہ ابن حصار سے ایک
 متوازی دین تمام کر دکھا ہے جس سے اصل دین کی خیالیں ہی کھٹکھٹ کر رہ گئی ہیں اور نہ ہی
 حصار سے دین حق میں جتنے دوسرے کے اصل قدر دار ہیں (العید باللہ) اور غیر سے است
 خود نہیں بھی بوقت کہ ان بزرگوں سے کیا فرمایا اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اور ان کے بیان کو وہ
 مسائل کی کڑی کن نصیحتیں رکھیں اور صحیح دلائل سے ثابت ہے! اور اگر بعد ازاں سے
 ان سے کہیں کوئی غلطی سرزد ہو گئی جو تو اس کی ہر سب توجیہ بیان کر کے ان سے غلطی کو
 دیکر کیا ہے مگر یہ کام تو صرف دینی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں خوف خدا ہو اور علم و اہل علم
 کی قدر و منزلت ہو اور تحریک و آزادی ہو اور عقیدہ ہے جو سب دینی و فقیہین جانتے ہیں۔
 غرضیکہ ان دین کے بارے میں ملحق و احسن اور سب کچھ آ رہی چیز یہی ہے ان کے متعلق و ملحق
 بھی کچھ کم گناہ نہیں جو زبان میں یہ کہتے ہیں۔
 اسے مالی نہ رہے گا لیکن بجا رہے کیا تیرا! جہنم بنے سیر کرنے کو نہ ٹھہرنا نہ ٹھہرنا

موجود ہیں کہ غلط فہمی کی کئی مثالیں ہیں ان سے یہ غرض نہیں ہرگز کہ ایک ایک حرف
 ہم غلط سمجھتے ہو بلکہ یہ غرض ہرگز ہے کہ یہ ایک ایسے مجتہد الیٰ انفرادی و مستقل کی
 کتاب ہے جس کا ترجمان مجلس مباحثہ میں امام احمد رضاؒ کی طرف تھا یہ جیسی کہ
 کرتے تھے امام رضاؒ سمجھتے تھے کسی خاص شاگرد یا مقلد نے بالکل یہ امام کے ہر مسئلہ کو
 قید نہیں کیا یہاں جہیز بہت سی باتوں میں اختلاف سمجھتے ہیں گو انہوں نے
 اپنا کوئی نیا مذہب نہیں قائم کیا تو حیاتِ صبیحہ ص ۱۵۷

جہاد امی میں یہ صراحت ہے کہ قریم پر مشورہ یعنی جو کتب فقہ میں بطور رد ذکر ہے حضرت
 امام غزالیؒ کی فروع و وجہ اور نہ ہر عرانی اور نہ حرم اور محمول ہے اس کی وجہ سے امام ائمہ
 حلیہ کی شخصیت اور فقہ حنفی پر علم و فضل و دستِ صاحب اور نہ اپنی معتزک و ردائے اہل جہادیت
 کی وجہ سے وہ کتابیں ہی سرسنت کے مذکور شدہ قرار دی جا سکتی ہیں جن میں ان مذکورہ جہادیت
 کے خلاف دیکھنے والوں کے مسائل قرآن و حدیث اور اجماع ائمہ سے عین مطابق اور محمول ہوا
 ہیں مگر ہم چاہیں تو غلط فہمی کے خلاف امام رضاؒ کے علم اور معتزک مطالعہ کی کتابوں سے ایسی جی موجود ہیں
 اور مذکورہ مسائل پیش کر سکتے ہیں حدیث الجہاد، وصیۃ المسلم، وصیۃ المسلم، وصیۃ المسلم
 اور ایسی ہی دیگر متعدد کتابیں جہادیت پیش لاء ہیں مگر غلط فہمی کے خلاف امام رضاؒ کے علم اور
 غیر معتزک عقائد کی خلاف ورزی سے متاثر نہ ہو کر لوہے کی پڑاوت قرآن، ہر کلمات اصولی بات و عمل
 کر سکتے ہیں۔ ہر امام غزالیؒ کے پیش کر سکتے ہیں کہ جس طرح کتب حدیث میں رد و تائید
 صحیحین، صحیحین ہی نہیں دیگر مذاہب و مذاہب مختلف مطلق اکثر کتب کا خلاصہ جعلی اور غیر معتزک
 بھی موجود ہیں یا نہ ہو کسی دیکھ کر غلط فہمی سے فرقہ اور خدشے میں غیبت اور متوجہ نہ ہوں
 کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر کوئی اعتراض کیا گیا ہے یا نہ
 حدیث اور باطل فتنوں کی بات نہیں ہو رہی اہل حق کی بات ہو رہی ہے اور ان میں قسم کی
 شعوہ اور متوجہ روایت کی دیکھ کر کسی نہ کسی نے جہادیت ہی کا انکار کیا ہے اور نہ
 ان کتابوں کو خالی اعتبار کیا ہے جہادیت ہی باطل و متوجہ حدیث و روایت میں۔ جس میں
 کہتے ہیں کہ ان روایات کو رد کر کے دیکھتے ہیں اور جس قسم کی روایات کو خالی میں کرتے ہیں۔

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر کوئی حرکت نہ کیجئے جس اور نہ حدیث کو
تاکاہ بن اعتماد اور مشرک العمل کہتے ہیں اور زمانہ حدیثوں کو اپنی کتابوں میں جمع کر کے دسے مختصر
کر لے کر پڑھتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابو یوسف ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وکریب ان القواس فیہ فاسدة فکثیر
من الفقہاء قاسوا اقیة فاسدة بذاہبها
یظن بالنہض ویضفہا مد افق التلوت
علی بطلانہ لکن یضدن کثیر من القواس
لو یقتضی بطلان جمیعہ کما ان وجود
الکذب فی کثیر من الحدیث لا یروجب
کذب جمیعہ ۱۰

کئی کھلم نہیں کہ بعض قیاسی فاسد بھی ہوتے ہیں اور
سب سے فتنائے فاسد قوم کے قیاسات بھی کیے ہیں
بعض کا بطلان تو نص سے اور بعض کا اطلاق غرضت
محبت سے لیکن ایسے بڑے قیاسات کا بطلان اس
کو تمام قیاسی روئیں کو مارتا یا س ہی باطل ہو جائے
جس طرح کہ بہت سی حدیثوں میں جھوٹ کے
ہائے بدلے سے یہ قول نہ نہیں کہ سب حدیثیں ہی
جھوٹی ہو جائیں۔

رحمہم اللہ علیہ مشعلی مصر

اگرچہ اصولی طور پر یہ جواب بالکل کافی ہے مگر ہم غیر متقلدین حضرات کے تھکنا
علاوہ کہ پیش نظر نہ کیجئے ہوتے اس کی فرا زیادہ وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ مناسب معلوم ہو چکے
کہ پہلے فقہ فروع طبع کے لیے ان کی مرکزی کتاب کے چند حوالے عرض کر دیں جس پر ان کے تقریباً
سبھی علماء کی تصدیقات و تقریحات ثبت ہیں۔ ان کی مرکزی کتب تنبیح التعلیل میں لکھنے کے
مصنف ہدایہ کا بطلان ملوثانہ مصنف ہدایہ کا قلم اسس در جبے ذمہ رکھتے۔

دوسرے غور سے کہ جھوٹ و افتراء میں سے انتہائی لذت و ملاوت عکس
ہوتی ہے۔ چنانچہ تاریخ باجماعت کو سنت ثابت کرنے کی غرض سے واضح
الفاظ میں لکھا ہے۔

اسناد سندہ کذا روی الحسن عن ابی حنیفۃ لا رد و علی علیہ السلام و ارشدہ ان (ہذا)
جماعت اعلیٰ و عہدہ عہدہ فی دہلی، تراویح باجماعت سنت ہے کہ کہ حسن بن زیاد
نے حضرت امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ غلط فہم شدہ نے اس پر بھیجی قرآن ہے

اصیلت وانو یہ ہے کہ حضرت امام کا یہ قول زندگی میں قرآن بعد انامت مذہب میں بھی
 حق کی پاسی اور جس کے شاگرد سے منقول نہیں اور قطعاً نہیں گویا کہ حضرت امام پر یہ ہدایہ ایسی مقدس
 و مستند کتاب کا مکمل بعد اثر نہ ہے۔ جس کتاب کی تقدیم کا یہ صاحب روئے حق مذہب کی اس
 قدر دین جنونی اور مذہبیت سحری مذاق نہیں تو اور کہ ہے: ہاں فکر و محنت جو کہ حق مذہب کا اندر
 دکن اور تخریج ہوا کہ یہ ایک دلیل حقیت ہے بھتقت جہل کے اس فقرہ عظیم کو دیکھ کر انسانی
 شرمندہ و آدم ہو کر اس پر کچھ ذکر کی بغیر موشی سے گزرتا ہے لیکن اس کا غلط انداز و تخریج ہر
 پر قلم اٹھاتے ہیں تو اپنی اہمیت کا یہی معلومات کے باوجود ہر دہرے کے اس قول باطل پر حضرت
 ہو کر فرمت ہیں: ماحولہ مذہبی مصنف چار کے اس قول کا کہیں مستغاث نہیں ہو گا

سبحان میں کیا ہے نام شریعت کے و یا: (تبیح التقلید ص ۱۵۴)

اور ثروت ذکر کرنے میں صاحب ہدایہ صاحب زرعہ اور توفیق و قریح
 وغیرہ کے باعث میں بڑے خوششیر بھلی اور مخلصانہ تدبیریں فصل کرنے کی آرزو میں خوب ملو کٹی
 ملانی ہیں اس عبارت میں موقوف متوجہ التقلید سے تیس طرح کی کھول کر صاحب ہدایہ اور
 طاہر زبانی پر غلبہ و اولیت کی بھر میں نہ لگائی ہے وہ محض تشریح نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ
 ایک ہمد کی تہذیب پر شش نکرتے اس سے ہم اس پر بیان بحث نہیں کرنا چاہتے اس پر
 ہم بغیر اعلیٰ باتیں کے کہ اگر اصرار نہ ہو کہ کائنات خالق و راشدین سے ثابت ہے یا نہیں؟
 اور جب انہوں نے اس پر علم شریعت کیا تو کیا اس پر انہوں نے مہارت کی غیبا نہیں؟ یہ اور
 اس قسم کے اور کئی مسائل الفہم و لال ہی عرض ہوں گے۔ یہ ہر سمت یہ بتانا مقصود ہے کہ
 موقوف متوجہ التقلید نے ملاحظہ ابن حجر کے حوالہ سے جو ماحولہ مذہب کے الفاظ لکھے ہیں وہ غلط
 ہیں۔ ان کے الفاظ کلام الہیہ میں دیکھئے و ذریعہ: علاوہ ان میں موقوف متوجہ التقلید اور اس کے
 محمد صدیقین حضرت کو معلوم ہوتا ہے کہ ملاحظہ ابن حجر نے متعلق ہوا مذہبیت یا کہ تخریج
 نہیں کی جیسا کہ موقوف متوجہ التقلید اور اس کے حوالوں نے غلط سمجھا ہے بلکہ ملاحظہ موقوف
 نے ملاحظہ مذہبی کی تخریج ہدایت کی نہیں کی ہے اور اس کے نام اصرار رکھنا ہے اور ملاحظہ
 میں انہوں نے اس کی تخریج کی ہے اور نہ تخریج مذہبی ملاحظہ ابن حجر کی تخریج کی ہے اور نہ

ہے۔ قلیل لفظ ان تمام باتوں سے جو راستہ ہم پر ہلا دینے کرنا چاہتے ہیں، لفظ بہت مختصر و مفید ہے۔
 اگر ہمارے اور صاحبِ ہدایہ کی پوزیشنیں اس بے غمخوشی سے نہ کرنا ہیں، بعض بے بسمل اور
 فرض کیجئے معمول بلکہ موضوع اور عملی صورتیں بھی ہر گز کی گئی ہیں جو مختلف نتائج انگیزہ اور ان کے
 حوالہ سمجھنے کے علاوہ حدیث کی تمام کتابوں سے باخبر و حوصلہ الیں کہ ہر گز حدیث وہ چمکا رہی اور
 نام نہان لکھی ہوئے ہوتے تھے جس کے علاوہ اور کسی کتاب میں صورت کا التزام نہیں کیا اور ہم اپنے علم و
 کی کتاب میں اس کے متعلق مولانا نے یہ صاحبِ ہدایہ کو یہ سوال پیش کر کے کہ یہ صاحبِ ہدایہ
 نے جو کچھ حدیث سے شریعت کی روایت ہے، وہی تو جو روایت ہے جو خود روایت کو شاید ان کی میں کہ روایت
 سند کی حیثیت میں وضع کیا کرتا تھا اور اسی طرح ان کی باقی کتابوں میں بھی ضعیف اور قلیل
 روایتیں جو وہ ہیں، کیا مختلف نتائج انگیزہ اور ان کے مصداقین کے نزدیک مشکوٰۃ اور صاحبِ
 مشکوٰۃ پر غور کیا کہ جاسکتا ہے یا نہیں؟ جس میں ملال خلق اللہ العقلۃ کی حدیث میں سب سے
 کے ساتھ ہیں، صاحبِ مشکوٰۃ صرف یہ بلکہ سے لفظ استعمال کرتے ہیں۔

قد نکلہ فیہ بعض العلماء (روایت) کہ اس میں بعض علماء نے لکھا کہ کیا ہے

ما یخرجہ عنہ من حدیثی (مستثنیٰ) وغیرہ تصریح کرتے ہیں کہ۔

سہ کذب موضوع و اتفاق (مکرر) اتفاقاً جمع کر میں روایت ہے۔

یہ لفظ محض کتاب میں ہے۔

محققان کی تجویز وغیرہ بھی ان کو متنبہ کر دیتے ہیں، ایضاً اور محدث زکشی فرماتے ہیں کہ اگر

ہذا موضوع اتفاقاً (مستثنیٰ) اور اتفاقاً جمع کر میں روایت ہے۔

اور یہ روایت حضرت رشیدی اللہ صاحب نے بغیر کسی تحریف کے ایک روایت سے اتفاقاً جمع کر

کی ہے۔ لہذا اتفاقاً جمع کرنا باطل و کفر ہے، علم امتنا ہے مع۔

تو کیا سب صاحبِ مشکوٰۃ اور حدیث شام صاحب کے ہاتھ میں مختلف

نتائج و انعقاد کی غرض لکھتی اور عنوان قائم کر کے دل کی بیڑ میں نکالی جاتے ہیں جس طرح کہ انہوں نے

صاحبِ ہدایہ کی یہ بد غرضی نفس عنوان قائم کیا ہے؟ اس کو بھی ہدایت دینے کی غرض سے کیا

میں کہنی حدیثی و نفسی عمل اور موضوع میں؟ اگر سب کے ہاتھ میں کسی لائق اسستاد اور عارف

بجائے اور ماہر طبقات رجال سے پوچھنے کی توفیق عیدتہ نہ ہو تو صرف فضائل جبب اور ثنایاں وغیرہ
الواب ہیں کہ حدیثوں کے متعلق بتائیے کہ ان میں کتنی جعلی اور موضوع حدیثیں ہیں؟ مگر انفرسنگ
کو فقیرتہ اطلالیہ سے تو صرف مطلوب نفس سمجھتے ہیں دیکھ لیتے ہیں کہ حنفی مہر جس کے باطل فرقہ میں
داخل ہیں بعد ازیں حدیث ہی اہل علم ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر ہماری ہمت کا یقین نہ آئے تو علامہ ذہبی کی میزان الاعتماد (روز امت) ترجمہ حدیث
بن اسد ملی ہی ہے خلافت کریجے کہ چندویچرکتوں کے علاوہ احیاء العلوم کی موضوع حدیثوں
کے ہائے میں اور خصوصیت سے فقیرتہ اطلالیہ کے ہائے میں انہوں نے کیا کیا ہے؟ انشاء اللہ
آنکھیں خوب روشن ہو جائیں گی۔

اور شدہ کہ حاکم کے اندر مندرج بہت سی جعلی اور موضوع روایات کا حال بھی شامخیر علی
حضرت سے ملتی نہ ہوگا جس کی معاویہ سے وہ مطلوب مسائل میں تحقیق کرتے ہیں۔

اس کو بھی جاننے دیجئے۔ یہ دیکھ کر مفسرین ابیہ وجہ حدیثیں غلطی کی ایک خاص جماعت کے
نزدیک صحاح ستہ میں شامی ہے مگر امام ابن الجوزی سے خیال میں اس کے نقد تقریباً چونتیس
روز تیس مباحث جعلی اور موضوع ہیں۔ اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ۔

وفي لجملة فنيہ احادیث كثيرة منكورة۔ الحاصل اس میں بہت سی حدیثیں منکر ہیں۔
(تہذیب الفقہ ص ۱۰۳)

اور حدیث منکر کو خود حافظ ابن حجر (وغیرہ) نے مردود قسم کی حدیثوں کی تعداد میں ذکر کیا ہے
اور علامہ یوشیو کجی (۱۸۵۷ء)

(اور حافظ ابوالخیر المزی الشافعی و المتوفی ۵۰۰ھ) نے اہل علم کے ہاں غلط روایات
اور محدث اشہام تھے۔ تذکرہ ۳۷۲) سے تو اس سے بھی زیادہ ذرا بات کہہ ڈالی ہے کہ۔
حالی ما انفذیہ بن منجۃ فہو ضعیف یعنی
ہذا ما انفذیہ بن منجۃ عن ائمتہ
لغصۃ ۵) (تہذیب الفقہ ص ۱۰۳)

امام مولانا الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ۔

قرار دیتے۔ باقی سب اپنے قلم میں قابل افسوس و غل میں کر کے
 وہیں تک غلطی کی کہ کتب کا کوئی جہاں تک آپ کی مجلس میں پڑنے کیلئے آئے
 تصحیح و تصدیق بھی اچھا نہ ہو سکتا۔

یہ بات بھی قدر کی کہ جب طعن غمناک سے کر کے متنبہ ہوئی میں نفعت و جنت و
 سے کام لیتے۔ اسی طرح محدثین علیٰ نبیؐ کا وراثت کی تصحیح و تصدیق میں اپنے اجتہاد سے کام
 لیتے رہے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ اس طرح غمناک سے اجتہاد میں غلطی کا وقوع ممکن ہے اسی طرح
 محدثین کے اجتہاد میں بھی غلطی غیر غلط نہیں ہے اور کوئی ایسا علم اس کا انکار نہیں کر سکتا
 جیسا کہ امامین رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قائل احتجاج نہیں کیا مگر روزِ امت ان کے اس
 اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہر طرف ایک ہی حوالہ عرض کرتے ہیں تاکہ جو دھڑکی ہو جائے
 شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ:

قَدْ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِمَنْزِلَةِ الَّذِينَ
 اجْتَهَدُوا فِي مَعْقِلَةِ نَاثِ وَأَخْبَهُ مِنْ وَجْهِهِ
 وَهَلْ أَحْوَالُ لَقَدْ نَالَتْ حُجْرَانِ الزَّمَانِ
 عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ دِيْمٍ وَتَعَدُّدَةٍ
 جَعَلُوا بَيْنَ رِوَايَةِ هَذَا وَهَذَا قَعْدَةً
 هَذِهِ الْقَبْلَ وَقَدْ غَلَطُوا غَلَطًا وَهَكَذَا
 لَلْكَاتِبِ وَهَذَا الْعِلْمُ أَقَامَهُ اللَّهُ لَهُ مِنْ حَقِّهِ
 بِأَعْلَى الزَّمَانِ مَحْفُظًا مِنْ دِيْمِهِمْ وَنَقِيضُهُمْ
 نَهْدُ بَيْعٍ فِيهِ أَمَامَتُهُمْ وَهَذَا مَقْنَدُهُ
 لِمَنْ كَمَا أَنَّ الْجَهْدَ فِي الْحُكْمِ أَقَامَ اللَّهُ
 لَهُ رِوَايَةً وَهَكَذَا فِيهِ حَقٌّ حَقٌّ حَقٌّ
 عَلَى رِوَايَةِ مَا حَقَّقَ مِنَ الْمَدِينِ وَهَذَا يَمْلِكُهُمْ
 بَيْعٌ فِيهِ أَمَامَتُهُمْ وَهَذَا مَقْنَدُهُمْ

مکتبہ مصلیٰ الدہ خیر و آقا و سلم کے عادت کر رکھیں
 میں جس کے زاویہ پر اسے وہ عزت میں جو عزت
 کا ختم ہو سکتے ہیں جنہوں نے اس کی معرفت
 میں اجتہاد کیا۔ اس کے دور سے اس کو طلب
 کیا اور انہوں نے اعلان کو مسترد کیا اور انہوں نے مصلیٰ اللہ
 علیہ و آلہ وسلم کے ہاں کوئی طریق جمع کرنے سے
 سب اور مختلف اور مستند اور میں کی۔ اور ان کو جو کیا
 پھر میں اپنے کسی خط کو کسی اور جو کچھ خط کو معلوم
 کیا اور یہ ایسا حربہ جس کے لیے وہ تو دلالت
 میں ہیں کہ منافقت کے لیے کچھ دیکھ کر جس کے ہیں
 اور یہ دیکھ کر ان کے قرائن ہیں وہ ان کے اصول سے
 اسے دیکھتے ہیں۔ اور ان کے مقلد ہیں جس طرح
 کہ ائمہ تعہد نے اس کو مسترد نہیں کیا ہے

از منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۰۰

وہ حضرات کھڑے کئے ہیں جنہوں نے جنتوں سے
کلمہ پڑھا اور ان کی وجہ سے امت کے لیے دین
عزت و احترام باقی رکھا ان کے تابع میں آیا تو وہ ان
کے اصول کے ساتھ اسے دلی کرتے ہیں اور یہ
ان کے عقیدہ میں ہے۔

شیخ الاسلام بن تیمیہ کی اس عبارت کے واضح ہونا کہ جس طرح فقہانے اجتہاد کیا ہے اسی
طرح محدثین نے بھی اجتہاد کیا ہے اور سب لوگوں کو یہ مقام حاصل نہیں بلکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ
نے اولیٰ گزربوں میں سے کچھ فتنوں کو سید کھڑے کئے ہیں۔ نتیجہ انکس ان کے
قادر کردہ اصول کے مطابق اس مسئلہ الیٰ کہتے ہیں اور یہ انہیں ہند کر کے ان کی تقلید کجی
ہے۔ صحت کی بات ہے کہ اس میں فتنہ کی تقلید تو نہایت اور فتنہ دین ہو مگر محدثین کی
تقلید کسی کا کچھ نہ بگاڑے۔ فتنہ کی تقلید کو غیر معتدین کے نقل کردہ احادیث کے پیش نظر دیکھو
تاریخ تقلید مثلاً وغیرہ؛ فقہ دینی کی ماں اور وجہ ہلاکت و تباہی اور مستوجب ہزار قیامت
ہو۔ حتیٰ کہ اس تقلید کے خلاف جرمیوں کو تادیب کے علاوہ تاج تقلید جیسی کتاب بھی مؤرخین
وجود میں آچکے ہیں اور اس کی تصدیقات بھی جو بائیں فکر و فتنہ کی تقلید کی سسرے ماں ہیں
کوئی نہ براہ راست وہ نہ چسپاں مگر وہی وجوہات اور باعث شرک ہو۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالکل بالاتر
ہے کہ ایک ہی حدیث کے معنی اور روایت میں کسی امام کی تقلید تو مذہب ہو اور اسی روایت کی
سند اور روایت میں تقلید عین ایمان ہو؟ خدا فرمائیے کہ بات کیا ہے؟ اور تقلید کی اس شق کو
کیوں معرض وجود اور منفعہ نہ ہو؟ نہیں لایا جاتا؟ آخر خدا

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

الحاصل دایرہ ہوا حدیث کی کوئی اور کتاب ہو، ان میں بعض قواعد و اصول کی روایت
یا بعض ضعیف اور ناقابل عمل مسائل اور جزئیات کی وجہ سے نہ تو پوری فتنہ کی افادیت کا انکار
کیا جاسکتا ہے؟ اور نہ ایسی کتابیں اور ان کے مصنفین جو عزت کو بہت ملاست و قدر دیکھ ان کو
ان قابل اعتماد قرار دیا جاسکتا ہے جس طرح کہ آجکل غیر معتدین حضرات نے جماعتی رنگ میں یہ

معم شریعہ کر رکھی ہے۔ روز معذرتہ اسلامی قسم ہی کے دلائل سے احادیث کا پورا ذخیرہ سند کش ہو کر رہ جائے گا اور انہیں کے قائم کردہ اصول سے منکرین حدیث (جو بیشتر علماء امام احمدیہ حدیث ہی سے ترقی کر کے اس پہنچ پہنچے ہیں اور ابھی تو۔

ایسا بے عشق ہے رو اسے کیا؟ کسے آگے دیکھئے جو اسے کیا؟

کاہلے کر پڑی ہمارا کہ گاڑی چلا تے ہیں۔

نواب صاحب فقہ کی افادیت کے لئے میں ارقام فرماتے ہیں کہ وہ
۱۔ وفائہ تصنیف کتب فقہ و چیز است، ایسی دستاویز طرز اجتہاد و تقریر
فقہ و اصول و کیفیت بنا بعض بر بعض، و دوم معرفت شوق علیہ مختلف
قہر فتوئے نیز محقق علیہ (ہدایۃ السائل الی ادلة المسائل علیہ)

غیر معتدین حضرات کے جماعتی پرچہ الاحکام ہیں اس کی تعریف موجود ہے کہ وہ۔

”احمدیہ یا غیر معتدین کے ہاں فقہ حنفی کو علوم میں بہت ہی اونچا درجہ حاصل
ہے۔ ان کے مدارس میں یہ باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ ان کے نصاب تعلیم میں
سب سے اول درجہ سے لے کر ہر ایک تمام کتابیں بالآخر امام غلبا کو پڑھائی جاتی ہیں ان
کے ہاں ایسے مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے وہ فقہ کے مسائل پر عمل کرتے
ہیں اور قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے اس کی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں“

(بہار الفقہ، ص ۱۱۱، لاہور، ۱۹۶۷ء)

حقیقت الفقہ، وزارت عدلیہ، شمس محمدی اور ساجی القلید کے مرقعین حضرات کو یہ

حوالہ بار بار دینا چاہیے جو فقہ حنفی کو قرآن و حدیث کے عین تہم قابل کہہ کر اسے پھر بھی
حالا اگر اس حوالہ سے یہ باطل واضح ہو گیا کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے فقہ کی تعلیم ضروری
ہے۔ اور فقہ حنفی مسائل کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور اس کے مسائل قابل عمل ہیں۔ ۱۰

”ملنے جس کو نہ تھیرے پتہ پہنچے وہاں“

اور مولانا قیصر صاحب سیان کوئی فراموش نہیں کرے۔

نیز یہ کہ فقہ حنفی میں کتب بارہ میں مسائل فقہ کی مسندوں میں روایات سے جو

ثبوت میں کیا ہے اور ان کی ہائید میں بحولی و محمول کی سمجھائی ہیں۔ ان پر
برہان الدین مہر جہانی مصنفات ہدیہ کی سعی معاذ اللہ ہے سو گنتی ہوئے گی؟ اور یہ
بات سوائے کسی باطل اور بے سمجھ کے کون کہے گا؟ **هَذَا وَاللّٰهُ الْهَادِي** !
انتہی بنقلہ تاریخ المجددیت ص ۱۱

ان الفاظ کے پیش نظر مؤلف نتائج التقلید اور اس کے جملہ محدثین حضرات اپنا مقام اور
خطاب و منصب خود تجلّی کریں کہ وہ کیا ہے۔

ہم اگر بعض کریں گے تو شکایت ہوگی!

ہاں وہ مبارک کتاب ہے کہ غیر معتدین حضرات کے شیخ اہل حضرت مولانا سید محمد حسین
صاحب کے حالات میں گھسے کہ آخر جو کچھ انہوں نے اپنے ذمہ صرف قرآن و حدیث
اصول حدیث اور ہادیہ کو خاص کر لیا تھا۔ اہلیات بعد الموات ص ۲۹۵ اگر ہادیہ کوئی ایسی دینی کتاب
ہوئی تو قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ کلام علم میں اس کا مصنف پر معنی دار ہے؟
دیگر غیر معتدین حضرات کی طرح مؤلف نتائج التقلید راجحہ و مطلقہ کتاب ہادیہ کے متعلق
گفت کرتے ہوئے دیہ و دلی سے یہ بھی گھسے کہ:

”اسی پر گفتا نہیں کیا بلکہ انتہائی حرارت اور جوش و خروش سے کہہ رہا ہے۔“

ان الہامیۃ کالتقویٰ قد لیسخت ما حسنوا قیدی الی الشریع من کتب

ہادیہ عین قرآن مجید کی مثل سب نظر آتا ہے کہ اس کے وجود پر تصنیف
ہونے سے پہلی تمام بشری کتابیں غور و ملاحظہ کی جائیں۔ جہاں جیسا کہ قرآن مجید
سے آراء و افعال مندرج ہو گئیں ایسے ہی ہادیہ کی تصنیف سے کتب حدیث
اور جنتی فی (غیر مجموعہ کتب بھی ملاحظہ ہو گئیں) (ملاحظہ)

جواب :-

”نہ تو نے جو عبارت نقل کی۔ ہے انتہائی حرارت اور جوش و خروش سے کہہ رہا ہے۔“

کیونکہ اصل الفاظ فی الشریع من کتب نہیں بلکہ فی الفتہ من کتب ہیں۔ خود راقم الحروف نے
متعدد دکنہ یوں ہی فی الفتہ کا لفظ ہی دیکھا ہے۔ یہ بات مؤلف مذکور کی اپنی ذی تحریریت ہے۔ اور

یا کہیں کسی رسالہ سے غلط لکھا ہوا کھیت دیا ہے۔ اور جس طرح اسی عبارت میں مؤلف مذکور نے کتب کو فنی و لغوی بنا کر ذخیرہ فنی کتب الا کہ دیا ہے اسی طرح انہوں نے اپنی بے باکی سے غلط فی الفہم کو فنی الشیخ بنا دیا ہے۔ اور اگر ہاں بھی لیا جائے کہ اصل ہی میں غلط فی الشیخ ہے تو بھی اس سے مراد کتب لغت ہی ہیں اور نسخ سے یہ مراد نہیں کہ جملہ رسائل لغت ہمارے سے منسوخ ہو گئے ہیں بلکہ مؤلف مذکور اور ان کے ناکھ حواری یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور صاحب ہدیہ متقدمین کمال عقل نہ کرتے اور نہ قدری اور جامع العقاید و جزو کی سطور کے کہ اس کا نام ہمارے رکھتے بلکہ نسخ سے بھول شاعر صرف یہی مراد ہے کہ جس طرح عقلی اور عقلی و نقل اور براہین کو نہایت اختصار اور بیگانہ انداز سے صاحب ہدیہ نے پیش کیا ہے بحقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی عقلی کتاب مذہب اربعہ میں موجود نہیں ہے۔ ہم نے بھی کچھ لکھ دی ہیں جنہیں بلکہ پڑھوں کہتا ہیں دیکھی ہیں، مگر صاحب ہدیہ کا انداز بیان اور طرز اسلوب لکھ اور ہی ہے۔ بقول غالب :

کہتے ہیں کہ غالب کتب مذہبیاں نہ

یہ بات بھی ملحوظ خاطر ہے کہ مؤلف نتائج التقلید کے ترجمہ کردہ یقیناً قرآن مجید کی مثل سے نظیر کتاب سے بظاہر ہی معلوم ہو جائے کہ اس نے غلط کا تصور ان کو حضرت ان کی غیر تصور کر لیا ہے حالانکہ اس کی خبر قدس حضرت الا کا جملہ ہے اور ان کا لغت حضرت کے متعلق ہے اس لحاظ سے اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ بے شک ہمارے ان کتابوں کو نسخ کر دیا ہے جن کو غنت نے اس سے قبل تصنیف کیا ہے جیسے قرآن کریم نے پہلی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ تو تشریف صرف نسخ میں ہے۔ اور نسخ بھی صرف بخاری یعنی ان سے بے نیاز کر دیا ہے نہ یہ کہ ہمارے یقیناً قرآن مجید کی مثل ہے جیسا کہ مؤلف مذکور نے بلاوجہ کچھ دیکھا ہے۔

علم قاطع من فیروز الشاہی ر المتوفی ۱۰۵۵ھ جو ان علم الاسلام اہل الاعلام الحبار علیہ منتفع المتعدۃ بارۃ کی مدح و تعظیم میں مشہور محدث البرشاہ المتوفی ۱۰۵۵ھ فی المتوفی ۱۰۵۵ھ جو حافظ الاسلام اور اچھے دیکھے۔ تذکرہ جو ۱۰۵۵ھ فرماتے ہیں کہ

وایت جملۃ منہ منہ فلانہ جبروۃ شیخ مصر الشاہی

دعائهم بعظمه ویشی قطعید الصلابة للتشی

(رفع التعلوۃ بر ۲۸۵)

کہ میں نے فضلہ کی جماعت کو دیکھا جو شیخ مصر انشایی کی روایت میں کامیاب ہو گئے اور وہ سب کے سب ان کی تعظیم اور حق کرتے ہیں جیسے کہ صحابہ کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے۔ کیا سب یہ کہنا شروع کر دیا جائے کہ محدث ابو ثناء نے حافظ انشایی کو معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقیم پر جان بچا یا ہے اور ان کے فضل و شجرت کو صحابی بنا دیا ہے؟ اس کے بغیر ذکر کیا کہنا جا سکتا ہے کہ موصوف نے شاعرانہ تخیل کے تحت اپنی حسنِ شخصیت کا اعلا کیا ہے اور سب سے نیز یہ بھی ملحوظ ہے کہ تشبیہ میں من اجل العجلہ مشابہت بھی مندرج نہیں ہوئی کہ غلطی۔

رجع الحدیث

بابت یہاں سے پہلی جگہ کے غلط فہمی کے اہم خطیب بغدادی امام ابو نعیم اور اکثر متاخرین پر یہ تنقید کی ہے کہ انہوں نے سب سے تھا شاہ مروج جلی اور میں گھڑت روایت اپنی کتابوں میں صریح کر کے سنت پر ظلم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی غزشتوں کو عافیت فرمائے۔ مگر اس جہدِ نکران کی شخصیت پر معترضی اور کاذب وغیرہ ہونے کا فوری درست جواب علاج کہ صاحبِ نتائج التقدیر نے مصنف بدریہ ظلم کیا ہے اور نہ مجموعی لحاظ سے اور نہ امت کی کتابیں درجہ اعتبار سے ساقط ہیں جس طرح کہ کائنات کے کائنات کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو ہم اصل تقدیر کی طاقتہ و جوتہ کرتے ہیں اور آدھ پر ہر مطلب کے طور پر کچھ بغیر حوالہ امت عرض کرتے ہیں۔

حافظ محمد بن ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم: فرماتے ہیں کہ۔

وَلَقَدْ بَعَثَ اللَّهُ الْخُلَفَاءَ يُؤْمَرُونَ بِأَنْ يَأْتُوا
تَطِيبُ الْبَغْدَادِي مِمَّا يَحْتَلِ بِتَعْظِيمِ
إِسْمَاءِ الْحَنِيفَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
الْحَظِيظَةُ وَأَنْ فَضْلُ كَلَامِ الْعَادِ حِينَ
مَعْنَاهُ الْبَغْدَادِي مِمَّا يَحْتَلِ بِتَعْظِيمِ
وَعَوْدَتُهُ كَمَا نَرِ الْخُلَفَاءَ بَعَثُوا رَدَّيْنِ أَمْرًا
مَنْ كَرِهَ وَالْوَلَدُ وَتَجَرُّ الْقُلُوبِ فِي مَعْنَاهُ

فقد اعتقلا بعلوم غيرهم فشان كتاب
بذلك عظم مشيخ وصدار ملة الحق
هذا فان كبار الصغار طاقا بقاء فودة
تقتلها الجاهل من عقود انجمنان سر
بحواله ما تمشي اليه المصلحة جميع احد المصالح
بعد در سے لوگوں کی باتیں بھی نفع کی ہیں۔
سراسر درستی کے اصول سے اپنی کتاب کے بڑا فائدہ
کر رہا ہے اور انہوں اور چھٹوں کے لیے ایسا کہیں
سے وہ دولت طاعت بھی گئے ہیں اور انہوں نے
ایسی غمناک گنجائش ہے جو سمجھوں میں بھی نہ
دراچھی

اور علامہ جمال الدین پرست بن حرم بن عبد السلامی الحنفی (المتوفی سنہ ۸۱۷ھ) اپنی کتاب
مختصرہ میں لکھتے ہیں کہ :-

ومن اعتقبتين على ابي حنيفة فداوا قطني
ووفونيهم اهـ وحواله ما تمشي اليه المصلحة
امام ابو حنیفہ کے بارے میں بن حرم نے
تصعب برسمہ ان میں امام ابو حنیفہ اور ابو نعیم
بھی شامل ہیں۔

عقودہ عینی نے امام ابو حنیفہ کو مستغنیہ ہوتا ذکر کیا تھا جس پر دیگر پیشے ہم مشرب ہو گئے
کی طرح سرگت نراج التقدیر بھی سبچ پا ہو گیا (میں نے کچھ سن ۱۹۹۰ء میں) مگر یہ نہ سوچا کہ اس میدان
میں تنہا عینی ہی نہیں خود شافعی مالک وغیرہ بھی ان کو مستغنیہ ہی کہتے ہیں۔
ایس گن بدست کر در شمر شائز نہ کنند !

اور علامہ محمد عین الدینی لکھتے ہیں کہ :-

وهذا الداء قطني قد علمت في امام الاثني عني
حنيفة وصنفوا ملأوا عليه من العاصم
بسيه دكتاكت الحظيب البغدادى
قد فوفوني ذاك فله يعبا بهم او بعين
على حد وها مع اتفاق على توفيقه وجهولة
فهو وعظم منيته لتي تالي بها لعلم
في المروا على ما يشير اليه قوله صلى الله عليه
امام ابو حنیفہ نے امام الاثنی عشری
کیا ہے اور جو حدیثیں ان کے طریق سے مروی
ہیں ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس بات پر غصیب
بعد ان کے بھی بہت ہی غصے کا کام آیا ہے مگر
ان دونوں میں ان کے نقول آدم پر چھنے واسے
مضامیرت کی اس کا رد ان کا کرتی اعتبار نہیں ہو کر
نام ابو حنیفہ کے کفر قریب اور بدعت شان اور ابو نعیم

قاضی القضاۃ شمس الدین ابن خلکان الشافعیؒ والمتوفی ۷۵۰ھ اہل حق خطیب بغدادی کے اس
عظمت پر گفتگو اور عقیدہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

وقد ذکرنا لمسیب فی تاریخہ منہا شیئا
کثیرا واثناہ عقیب ذلک یہ مکرماستان
والایق تریکہ ولا ضرب عنہ لعلہ
الامام ذلک فی دینہ ولما فیہ ولما
فی حفظہ ولما یکن یحب بشیئہ سوی
قلۃ الصدیقۃ
وآدم ابن خلکانؒ ۷۵۰ھ

خطیب نے اپنی تاریخ میں امام صاحب کے اس عظیم
ست مناقب ذکر کئے ہیں اس کے بعد کچھ ایسی باتیں
ہیں کہ انہیں کسی میں جو سو گز دیکھ کر انسان حیرت میں
کرتا ہے یہ بات ہی نہ سب تھا کہ اگر اہل حق وہی تھے
کے متعلق درویشات پر مشہور کیا جا سکتے ہوں۔
حدیث اور روایات میں آپ پر کوئی خاص معنی کو وقت
عزیزت کے اور نہیں مل سکتا۔

باقی عبارت تو بالکل صاف اور سب سے بڑی بات آخری جملہ جس میں حضرت امام
بوصیۃ کی قلمبند عریضت کا ذکر کیا گیا ہے۔ محتاج تشریح ہے اور غیر متقلدین عبارت ان کی
قیمت عریضت کی دیکھنا یا بغیر کسی مثال کو بھی سمجھ سکتے تھے چہرے ہیں کہ ان کو تو کو اند گریزی سے
واقفیت نہ تھی۔ اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ حروف ب بعد کو جو دیتا ہے اور نام ابو حفصؒ اس کو جو اور
خاص شیئ سے ہے۔ جب وہ عریضت ہی سے واقف نہیں تو پھر عین طرہ پر استنباط و مسائل اور
قیاس وہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اور ان کے پاس جس کا بعد اعتبار بھی کیا ہے؟

امام صاحب کا یہ عریضت عریضت نبویؐ کی بعینہ اور ۱۲۱ھ وغیرہ میں ذکر ہے۔ زیادہ سب
معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھائے السلام المصیب اور تائب الخلیفہ کے عنوان کے کسی اور بزرگ کا حال اور حال
کو دیکھ چکے ہیں اور قبول غیر متقلدین حضرات جیسے ابو یوسفؒ ہیں تاکہ تعصب مذہبی اور عقیدہ مذہبی
کا اثر باقی نہ رہے۔

امام مالکؒ کی نظر میں ابو یوسفؒ و المتوفی ۲۴۱ھ فرماتے ہیں کہ:-

وہم ان امام ابو حنیفہؒ جلیل و من
حیۃ العلم صلاۃ لظاہتہ جلیل العلم
من الخلیفۃ علیہ الاستخفاف بہ لعلہ کذا یعنی
اگر امام ابو حنیفہؒ جلیل و منہا جمیع عادی ہوتے تو
امام خلیفہؒ میں اس کے باوجود کہ وہ سب کے سب یقین
ہوتے ہوتا تو اس کو عین حق و انصاف و

کئی راہوں پر چلے اور وہاں سے واپس چلے گئے
 علی بن ابی طالب کا گھر جہاں امام و مہر ہیں و جہاں پر
 عراقی عرب اور عراقی علم و ادب ہیں ایک سرپاں
 بحری درخت ہے جس کے کئی کئی آروں پر ایک
 ہرچہرہ سالہ سے بھی زیادہ عمر گزر چکی ہے ہزاروں
 کی تعداد میں گزر چکے ہیں جو اس طرح سے باہر ہیں اور
 مختلف ملکات میں پھیلے ہوئے ہیں اور شاخیں پر ایک
 جمالی گلزار جہاں ہر لکڑی پر ایک پتھر کی ایک شاخ
 یہ ہر شاخ پر ایک جڑ ہے کہ اس کی طرح اس
 کے حق میں یہ جائز سمجھتے ہیں کہ وہ سب سب
 ایک نامی و جہاں پر پتھر ہوئے ہیں جو یہ بھی نہیں
 جانتا کہ وہ بے بند کو جو درخت ہے۔

ابن یوسف و محمد بن الحسن الشیبانی و
 الطبرانی و ابی الحسن انکروا و امثالہم
 اصحابہم فقلوا لعلنا لنکشف فی الہد
 و انشام و مصر و اليمن و الجزیرة و الحبشین
 و انصر فین ہند ما و در حسین من الہجرة
 انی ہذا انکریج عینہ علی سائلہ سنہ فہم
 اللہ فی انصر من و بحر الہم فی ہند من
 اہل علم و خوار و اندوز و انصر
 فکونہ یحضر ہذا المہقرض و یحضر علیہم
 انہم لظاہرہ و اعلی لا یسناد انی عامی جاہل
 لا یستحق ان یراہ و یحرم بہ ہذا

ز روض الباقی و امثالہم

پھر اس کی طرف توجہ کر کے دیکھتے ہیں کہ

اور یہ حال اس سحر من کو دیکھنا جس کے لفظ
 سے انحراف تو اس کے کئی جواب ہیں۔ اول
 یہ کہ ہر صفت کی طرف اس لفظ کی نسبت کسی
 صحیح سند کے ساتھ ثابت ہونی چاہیے اور محض
 نئے صحت کو ہی ان کے ان کی طرف نسبت کرنے
 میں تشدد سے کوہ بہتے جا کر ان کی نسبت
 سے اعتدال و ضبط و محققان قابل انکار حقیقت
 سے سراسر رنج و صدمہ کی روایت کیا و مقارنہ و دوم
 گذر یہ نسبت کسی صحیح سند سے ثابت بھی ہو جائے
 تو اس کی طرف اور صحت اس بارہ کی نہیں ہے یا

و اما قولہ بابا قیس فالحجاب علیہ من وجہ
 و قولہ ان ہذا یتعلیم الی طریقہ صحیحہ و
 المہقرض قد شدہ فی سبۃ التعلیم الی
 اہلہما و شہادہا و الہم فظنہ علی
 ضبطہا و کفیت بہذا الروایۃ انہما
 ثبت بطریق صحیحہ فانہ لم یثبت و لہ
 یعمد مثل شہادۃ صدیر نقی و دعوی
 و جمیعہ عن اصنام الی حقیقۃ و قد نوثر
 علمہ و فضلہ و اجماع علیہ فلیست ہج
 فی المعلوم بالمضنون بن جم لا یستحق

موقوفہ حقیقت الحقہ کا یہی تہمت

موصوف نے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور علم حدیث کے علما سے ایک سرخی قائم کی ہے اور اسے کئی ایک بالکل اور دوسرے اور ضعیف حوالے نقل کئے ہیں مثلاً علامہ ابن عساکر کا موقف یہی حوالہ نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کو شریعت مدنیہ پہنچی ہے۔ (موقف حقیقت الحقہ جلد اول ص ۱۰۷) اور اس کے ماقبل اور مابعد کی ساری عبارت جس میں علامہ ابن عساکر نے اس روایت کی تردید کی اور امام صاحبؒ کو من حجاز، لیسہ دیون فی علم الحدیث کہا ہے اور کچھ کہہ کر غریب کہہ گئے ہیں اور کچھ حضرت امام ابو حنیفہؒ پر بیوج کاغذوں کے کٹھنٹھیں اور مسموین اور کچھ دیکھنے کے حوالے نقل کئے ہیں جو خواہ مخواہ غلط فہمی کا شکار ہیں جس کی وجہ سے باحوال مسموط بحث پہلے عرض کر دی ہے وہاں ہی دیکھ لیں۔ اشارہ کی ضرورت نہیں ہے اور پھر نصف حقیقت سے جسے نقل کیا ہے، میں تو کہاں ہی کر زیست۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

والفہ اسنادہ گرامی ان اور حقیقت حقہ و خطا کے جنہوں نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو ناقص اسی خطا اور حدیث کم جلد سے والا احساس کی جانچ دیکھتے ہیں ناقص اور نیز عربی زبان میں ناقص یعنی ہے اور ان کے عقائد مسائل پر مسموین غلط کہتے ہیں اور

اور پھر آگے اسی حضرات کے نام درج کئے ہیں جن میں امام ابو یوسفؒ، عبد اللہ بن مبارک، علی بن المدینی، یحییٰ بن ابراہیم، یحییٰ بن عیسیٰ بن عمار، زبیر بن عروان، کوثر بن الحجاج، ابن عیسیٰ، امام عبد الوہاب، شعرائی، ملا صدیق، مولانا زبیر علی خاں اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے نام بھی مذکور ہیں۔ ان میں سے بیشتر حضرات کی تاریخ عبارتیں پہلے عرض کی جا چکی ہیں کہ وہ امام صاحبؒ پر جریح کرنے والوں کو دندان شکن جوابات دیتے ہیں مگر بعد اقبوس سب سے کہ معرفت مذکور سے امتیازی بددیانتی اور فری بے حیائی کے ساتھ خالق وخلق کی شرم سے بے نیاز ہو کر یہ کچھ پاس دندان شکن جواب

ہم موقوفہ حقیقت الحقہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی پوری جماعت کی کوشش صرف کر کے کہیں یہ بات کہ ان حضرات مذکورین کی امام ابو حنیفہؒ کے ہاتھ میں اپنی یہ رائے تھی کہ وہ ناقص الحما خطا حدیث کم جلد سے والے اور پھر جس ناقص اور عربی زبان سے ملاقات اور خطا و

مسائل میں قابل مذمت تھے کیا نوٹس حقیقت: لغت اور اس کی پریمی ہیاعت میں یہ وہ تجربہ ہے
 کردہ ان حضرات سے اپنی تمام کردہ مگر ٹی کیا ایک دوسری بات ثابت کرشت؟ ذہل
 من مہذا:

کلمہ: نیز: ہائے ریاستے وارو

یہ ٹیکت ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے انہماک حب پر اعتراضات کرنے
 راموں کے بعض اقوال نقل کئے ہیں مگر ساتھ ہی ان کی پروردگار پر بھی کردی ہے یہ کتب بڑا دلیل
 دہ نہیں ہے کہ ان اکابر پر یہ سراج بہتان اور نفس جھوٹ تو ثابت ہے مگر صحت اور
 ہزارا فوسس ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی ان کے اہل مذہب ہونے میں کوئی مشرق
 نہیں آتا۔ احمولہ و قدوة۔ تہ نہ نیکون مد

حقیقت ہرگز یہ زندگی سے ہونا ہوگی

نظر کی قوتوں کو امتیاز حق و باطل سے

کیا اصناف میں بھی کوئی ولی ہوتا ہے؟

حقیقت اللہ جہد اولیٰ حق میں یہ عنوان قائم کیا گویا کہ کیا حنفی مذہب میں ولی ہوئے
 ہیں یا نہ حنفی کہا کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کے حق ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس مذہب
 میں پیروں اور اللہ ہونے ہیں اس کا جواب بگڑش اس کا ملکہ ہو۔

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کہ جس کو چاہے دل نہ سب دہنے بڑا ولی مانئے ہیں ہم
 صحاف اس بات سے انکار کرتے ہیں چنانچہ جیلانی سے اس مذہب کا مسئلہ میں ہے۔

کیس للشیع انیلائی حذ کان للہ وحیت حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کہ جس کو چاہے دل نہ سب دہنے بڑا ولی مانئے ہیں ہم
 علی علیہ امتقاد حاتم بن حبیب فقال اللہ سب سے بڑا ولی مانئے ہیں ہم
 ماہک ولا یکون ہیں ناموں گے دوسری نام۔

الجواب

یہ استدلال کنی وجہ سے باطل اور نہ روایت۔ اولاً اس سے کہ ہم نے بھی القوض النیاسم
 کی عبارت نقل کی ہے جس میں اس کی تصریح ہو کر دوسرے کہ حضرت امام عظیم کے متبعین میں علم

اخذ ہوئے گی۔ ہاں بھائیوں کو درمی جھڑپوں کو مل گئی کیوں نہ ہو! احمد ہاں سے سینا تو بڑے سیدیں
چھوٹے میاں سچان احمد مشور ہی ہے۔ یہ وراثت میں عداوتی اور اخیانی بھائیوں کو مل سکتی ہے۔
ان کی ہجو دہلی میں سے پاکہاں کو وراثت کی طرح مل سکتی ہے؛ دیکھا آپ سے کہ غیر مقتدر ہجرت
بیکار خویش کیسے ہوشیار ہیں کہ خفیوں کو زک پہنچانے کی خاطر دیکھوں اور شاخیں کو بھی ولایت کے
دفتر سے خارج کر دیا ہے مگر ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ

چمن چیکے نہیں ہم نے گورنہ نہیں دیکھے

مکھیں غافل بیکار خویش فرزانے نہیں دیکھے

وقت حقیقت الفتح جیسے سو مصلحت میں المسبب الحرام میں حقیقی مصلحت کے بدلے میں گنت ہے کہ
اس مقام پر قدیم دارالندوہ مشرکین پر سب کا تھا جہاں میٹر کر رہا جیل وغیرہ کوٹ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکے کیا کرتے تھے۔ (ذیج نبوی ص ۱۸)
ہیں وجہ ہے کہ اس کا اثر سب تک ٹھہریں گے مقابل کام کرنا لب۔ (امتی بختیہ)

الجواب

یہ بالکل مرادو سپہ۔ انکو اس سے کہ مستند تاریخی کتابوں سے اس کا ثبوت دیا جاوے۔
و ثانیاً اگر تسلیم ہی کر لیا جاسے تو کیا مسجد نبوی کی جگہ مشرکین کی قبریں نہ تھیں؟

(ملاحظہ ہو مختار ص ۱۷ وغیرہ) جن کو عذاب قبر بھی ہوتا نہ ہو گا۔ تو کیا مسجد نبوی کا اعتبار اور احقر
نہیں کرنا چاہیے؟ اور کیا کسی غیر مقلد نے مسجد نبوی میں نماز نہیں پڑھی؟ قرآن میں تو یہی بات
فکر اس سے کیا کہہ میں قرین بر ساتھ بحث نہ تھے؟ جن کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرک
میں فتح کر کے موقع پر دوڑ کیا تھا تو کیا سوائے اللہ کیجئے اللہ کا احترام ترک کر دیا جائے؟ ہوشوں
میں اگر جواب دیں۔

ایک اور اعتراض

بعض غیر مقلدین حضرات کو شب فقر حنفی کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے لیے یہ بھی کہا کرتے
ہیں کہ بعض کتب میں یہ شعر بھی لکھا ہے کہ وہ

فلحنتہ بہنا اعداہ صلی علی من رآہ قولہ الیٰہنیۃ

چنانچہ حقیقت اللہ صمد سوم صلا میں بخواند در حقیقت یہ شوق لعل کر کے اس کا ترجمہ
یوں کیا ہے کہ نعمت ہو جانتے، سب کی بقدر شمار سب کے اس شخص پر جو انوینہ قدسے قول کو نہ
کرے یعنی قول نہ کرے: (امتی ہنظر) اور آگے لکھا ہے کہ یہ صمد جہین یعنی "انور مینہ قدسے کشتار کرد"
ام محمد بن بکر صحت سے قرین ثبوت سے زیادہ مسائل میں اہم انوینہ قدسے کا خلاصہ کیا ہے اور محمد بن
مومنانہ حقیقت اللہ صمد دوم صلا، گویا یہ بھی مردود و مٹھرت۔ (معاد اللہ)

الجواب :-

اس اعتراض کا تعلق اگرچہ حضرت اہم صاحب کی ذات سے نہیں، اس لیے کہ یہ ان
کا قول نہیں بلکہ یہ اہم عبد اللہ بن المبارک (المترقی مشاہد) کی طرف منسوب ہے، (دیکھئے سند و تراویح)
مرتبہ وغیرہ، مگر چونکہ اس سے اہم صاحب کی فکر کو نہ کرنا مقصود ہے، اس لیے اس کا جواب
بھی ہم عرض کئے دیتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ رد اور اختلاف میں کافی فرق ہے، یہ قول اہم
صاحب کے شاگرد کا ہے اور ان کے ان مسائل کے بلے میں ہے جو ان کے علم کے مطابق
قرآن و حدیث کے عین مطابق تھے اور انکار کرنا تو اس نعمت ہی سے متاخرین کے مسائل و عقائد
جو غیر جہنم کے قیاسات ہیں وہ اس سے مراد نہیں ہیں اور اپنے استاد کے متعلق ایسی حق تعالیٰ
ہاشمیت اور فردا عشق کوئی انوکھی بات نہیں ہے، اس کے انوکھی القیاسات کے تعبیر کرنا
تو یہ بات جو چنانچہ غیر متقدمین حضرات کے شیخ اسکی مولانا سید نذیر حسین صاحب کے محاسن
میں لکھا ہے کہ :-

”مسائلہ کا ادب، امینال صاحب پڑھنے اس تذو جناب مولانا، ولی اللہ صاحب
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مولانا محمد اسحاق قدس سرہ اور ان کے خاندان کی نسبت اس
کرتے، اکثر قرآن و حدیث کے ترجمے کے موقع پر فرماتے تھے کہ اس کا مترجمی ترجمہ سنو جو
جملے ہر گون سے سید پرچہ چلا آتے اور بیان مسائل میں بھی اہم بزرگوں کے اقوال
سے سند سے اور فائز سے جانتے حضرات یوں فرماتے ہیں، اس پر کوئی آزاد طبع غالب علم
اگر یہ کہ یہاں کو حضرت کا کہنا سند نہیں ہو سکتا جب تک قرآن و حدیث سے سند
نہ دی جائے تو بہت خدا جو کہ فرماتے، مردود اکیا یہ حضرات شخص کے لئے تھے ایسی

ہی اُمان چھائی پٹنے میں ؟ (واقفہ اہلیات بعد الحیات ص ۲۳۳)

حضرت میاں صاحب کا مصلوہ کسی بہت فصیح اور شاگرد کثیر تعداد میں ہوتا تھا۔
 ظاہر بات ہے کہ ایسا مصلوہ امن و امان اور طبیعت محمد بن النبی صاحب ذی القویٰ مولانا محمد علی علیہ السلام
 صاحبہ رحمہما آپسی مولانا شاد اللہ صاحب اور قمری مولانا محمد بشیر صاحب سسوانی، مولانا
 حافظ عبد اللہ صاحب غازی پورٹی مولانا عبد الرحیم صاحب مہار پوری، مولانا محمد حسین صاحب
 بنالوی اور مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی ہی اس قسم کے جری، زکی اور لیرہی کر سکتے تھے۔ دوسرے
 ہرگز وہ کو اتنی بھری مجلس میں سوالی کرنا بھی کہتے وارد۔ مگر حضرت میاں صاحب مرحوم ان
 معترض حضرات کو اس لیے مردود کہتے ہیں کہ توں نے ان کے اساتذہ کرام کے بارے میں کچھ نہ
 کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر کوئی نام اور صلیفہ کی شان رفیع میں انتہائی بے اعتدالی کا ذکر کرنا ہو تو ان
 کے قول کو محض تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے رد کرنا ہرگز کے علم و فضل اور تقویٰ و انصاف
 کو حضرت میاں صاحب مرحوم کے اساتذہ کرام بھی نہ صرف یہ کہ قبول کرتے ہوں بلکہ ان کی
 تقلید کو اپنے گمے کا پر بنانے اور بچنے ہوں اور اُمت کی اکثریت ان کی تعریف میں صاحب
 ہوا اگر کوئی صاحب فرط محنت اور جوش و خروش عقیدت میں اکثر شاگرد تخیل کے تحت ایسا کہنے
 تو وہ کیونکر باعث مذمت ہو سکتا ہے ؟ اور جن کہ بوں میں اس کا ذکر ہے وہ کیونکر ناقابل
 اعتبار مصلوہ یا سکتی ہیں ؟ اگر کسی طرز استدلال ہے تو اہلیات بعد الحیات کو ناقابل اعتبار
 سمجھنا چاہیے۔ جس میں حضرت میاں صاحب کے اساتذہ پر بے اعتدالی کرنے والے کو مردود کہا
 گیا ہے بلکہ خود حضرت میاں صاحب پر بھی اعتبار نہیں کرنا چاہیے جنہوں نے اپنے اساتذہ
 پر بے اعتدالی کرنے والے کو مردود کہا ہے۔

کیا اصحاب الی حنیفہ انصاری کے مشابہ ہیں ؟

مؤلف نتائج تقلید نے اصحاب الی حنیفہ کو بزرگم خورشید و کھلے اور ان کی علی سلا
 مور علی کلمات کو رد یا رد کرنے کے لیے لوگوں کو ہر افشائی کی ہے کہ :-

۱۔ ایک دوسرا قول حضرت خلیفہ نے بہت صحیح بریتہ میں فرمایا ہے ہمارے ہمارے
 کا اس طرح نقل کیا ہے، یعنی واسطی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد و محترم فریادہ

کا انداز نگاہ ہو سکتا ہے ۔

عزیزیکہ حضرت امام ابو حنیفہؒ آپ کی فقاہ اور آپ کے صحابہ کرام اللہ تعالیٰ اجمعین کے
 بقدر بھی اعتراضات قدیمہ و جدیدہ کرتے تھے ہیں ، ان میں پیشہ راء عقیدہ اور حصر پرستی بھی
 اور بدعت اور اجساد پرستی بھی ہیں تو ان میں بھی ملنے قادر کر سکتے ہیں حضرات کی خطابت اور
 اپنے مقام پر ان کے صحیح جوابات ، موجود ہیں ہو سکتا ہے کہ ہم سب سے بہت سی باتیں ، حوالہ عرض کر دی
 ہیں ۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام علوم و فنون میں فقہ ایک شکل اور دقیق علم ہے اس میں ہم
 کہہ کر سکتے قادر کرنے اور اس کی باتیں کو سمجھنے کی حیثیت کہاں حاصل اور نصیب ہو
 سکتی ہے ؟ اس کے مثبت اور منفی پہلو ہیں اور اس کے مسائل کی حدود کو صرف وہی حضرت
 سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دافتر تعلیمہ دہ فی الجہد امتداد کا مکرہ و مست
 ہو وہ فقیہ مسائل کی خامیاں بھی مدد وہی ، وہ سب علم بیان کر سکتے اور اس کے بارے میں جو
 اس کی دقیق و عینی باتیں سے واقف ہیں بعض اظہار ہی اور علمی قسم کا وہی اس میں کیا شک
 سکتا ہے ؟ یہ ٹیکسٹ ہے کہ یہ مسائل دوسرے اور اس ترقی یافتہ دور میں ماضی اور حالیہ ایسی
 کتابیں طبع ہو چکی ہیں جن کو تصور بھی ممکن تھا تھی کہ سابق دور میں نہیں کیا جاسکتا ، وہ
 اس کے علاوہ علم کا اصول و فروع خوب بڑھ چکا ہے اور اسی وجہ سے بعض کو تاہم فقہ فنی علم کا
 متقدمین کے مقابل میں اجساد اور خود شیوہ کے خواب آج ہے ہیں اور ہر ماہ و ہر گزشتہ کے
 چکر میں اچھے ہوتے ہیں لیکن اس پر قطعاً غور نہ کیا کہ اگرچہ آج کل علم و فروع میں طول و عرض
 کا حساب ملتا ہو مگر اس کے حقیقی اور گہرائی نمایاں اور سمجھنا میں کتنے علم میں کون بعض وجوہ
 سے ایسا غول و عرض تو نہ ہو مگر ان کو بڑا قومی مکرہ حاصل تھا اور ان کا علم عینی اور فنی مضبوط تھا
 اور فنی اعتبار سے اعتبار صرفہ ان میں ہو سکتا ہے نہ کہ سب سے ماضی میں کہاں جو نئے حالات
 اور مسائل ، دنیا میں پیدا ہوئے ہیں اور سابقہ دنوں میں ان کا وجود نہ تھا ایسے مسائل میں ہر دور
 کے جیسے وہ متفق علم کی باتیں اختیار ہوگی اس کے ، وہ کی کوئی وجہ نہیں ہے اور غلط بحث علم
 کی نشان نہیں اس سلسلے کے ممتاز اور متوجہ امام حضرت مولانا سیدنا مولانا صاحب ، استاذ
 سابقہ شیخ الحدیث دانا علوم جو سب سے علم و فضل ، ذہانت و دانندہ ، دقیقہ نظر و مہذب

مطالعہ کے لحاظ سے علی بن نقیہ میں کی زندگی یا گذشتہ نودان کے بعد علمی اور تحقیقی مقام کے اعتبار سے جاسمانہ ان کی کوئی انگیزہ یا نہیں ہوئی، فقر کے باعث یہ ارشاد فرماتے ہیں :-

واعلم عنہ ما من فن الاصولی فیہ لاشی غیر
الفتنہ فان فیہ مثله صرف و لا یری فیہ
حقاً الا لمن حصل الیہ الجمہاد -
کونے لائے نہ ہو مگر خود میں ہی خاصہ فتنہ ہوں اور میں
کسی کے لیے ہیں (رشتہ دلی ہوا) حق نہیں سمجھتا مجھ سے

و فیض الباری ۲۷ ص ۱۸۱
اُس کے جس کو اجناد حاصل ہو۔

خود فرماتے کہ خصوصیت کیا فرمایا؟ جب فقہ کا مقام اتنا مشکل اور ہار کیسے تو اس میں یہ خصوصیت
دام اللہ کے حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی خطبوں، نکتان، شرفیں کے بس کا رنگ نہیں ہے
کیونکہ خود معترض کو اس فن کی باریکیوں تک سائی حاصل کرنے کی اہلیت حاصل ہو تو پھر اس کی بات
اور اعتراضات کا کچھ مدنی ہو سکتا ہے اور نہ اس کی ایسی عقیدہ آفتاب پر بخونگنے کے مترادف ہے
اور مشہور ہے کہ جو آفتاب پر بخونگنے کے گادہ اس کے منہ پر ہے گا۔ اللہ تعالیٰ جہانے دلوں میں بصیرت
صالحین کی رحمت اور اتباع کا جذبہ پیدا فرماتے اور ان کے ساتھ سزا و عتاب سے محفوظ رکھے اے
وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ واصحابہ وجمعہم متبعیہ الی یوم القیامہ آمین

احقر العباد

ابوالزاہر محمد سرفراز خطیب جامع گکھڑ

مدینہ منورہ نفعہ الصالحین گجرانوالہ

۱۲ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ ۲۹ مئی ۱۹۱۴ء

مکتبہ صفاریہ نوروغنیہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

خزانہ السنن تقریر ترقی طبع نو	احسن الکلام مسئلہ تحفہ علیہ السلام کی دہائی دہائی	نسکین الصدور مستندین کے آثار میں میں	الکلام المفید مستندین کے آثار میں میں	ازالۃ الريب مستندین کے آثار میں میں
راہ سنت مستندین کے آثار میں میں	آکھوس کی خبر مستندین کے آثار میں میں	احسان الباری مستندین کے آثار میں میں	طائفہ منصورہ مستندین کے آثار میں میں	ارشاد الشیعہ مستندین کے آثار میں میں
دروود شریف مستندین کے آثار میں میں	عبادات اکابر مستندین کے آثار میں میں	تبلیغ اسلام مستندین کے آثار میں میں	گلدستہ توحید مستندین کے آثار میں میں	دل کا سرور مستندین کے آثار میں میں
راہ ہدایت مستندین کے آثار میں میں	بانی دارالعلوم اویس مستندین کے آثار میں میں	ینا بیع مستندین کے آثار میں میں	چراغ کی روشنی مستندین کے آثار میں میں	مسئلہ قربانی مستندین کے آثار میں میں
میراثیت کا پتہ مستندین کے آثار میں میں	مقالہ ختم نبوت مستندین کے آثار میں میں	المسلک مستندین کے آثار میں میں	اتعام البیروان مستندین کے آثار میں میں	حلیۃ المسلمین مستندین کے آثار میں میں
آئینہ محمدی مستندین کے آثار میں میں	شوق حدیث مستندین کے آثار میں میں	ما علی قاری مستندین کے آثار میں میں	تفہیم متین مستندین کے آثار میں میں	باب جنت مستندین کے آثار میں میں
مودودی صاحب مستندین کے آثار میں میں	تفسیر الخواصر مستندین کے آثار میں میں	چہل مسئلہ مستندین کے آثار میں میں	عمدة الاثبات مستندین کے آثار میں میں	الشہاب المسین مستندین کے آثار میں میں
سامع موتی مستندین کے آثار میں میں	چالیس دعا مستندین کے آثار میں میں	مقاہرہ خفیہ مستندین کے آثار میں میں	صرف ایک اسلام مستندین کے آثار میں میں	عقلم الذکر بالبحر مستندین کے آثار میں میں
اطیب الکلام مستندین کے آثار میں میں	انکار حدیث کے نتائج مستندین کے آثار میں میں	مرزائی کا جنازہ مستندین کے آثار میں میں	مجدد بانیہ و امیر مستندین کے آثار میں میں	اخفاء الذکر مستندین کے آثار میں میں

خزانہ السنن مستندین کے آثار میں میں	جنت کے مقامات مستندین کے آثار میں میں	حمیدہ مستندین کے آثار میں میں	غیر قلیلین کے مستندین کے آثار میں میں
بغاری شریف مستندین کے آثار میں میں	مستندین کے آثار میں میں	مستندین کے آثار میں میں	مستندین کے آثار میں میں

